دریافت و تدوین: نجیبہ عارف *

”سیرِ ملکِ اودھ“ از یوسف خاں کمبل پوش

ذیل میں یوسف خاں کمبل پوش کے غیر مطبوعہ سفرنامے کا مکمل متن، مع تدوینی حواشی اور فرہنگ، پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سفرنامے کا قلمی نسخہ، جو دستیاب معلومات کے مطابق وحید نسخہ کہا جا سکتا ہے، بوڈلین لائبریری میں انڈین انسٹی ٹیوٹ، اوکسفرڈ کے ذخیرے میں موجود ہے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ کو یہ مخطوطہ رابرٹ کیتھ پرنگل (۱۸۰۲ء۔۱۸۹۷ء) نے ۷ فروری ۱۸۷۹ء کو پیش کیا تھا۔ پرنگل کمبل پوش کے محسنوں میں سے ایک تھے جن کا ذکر انھوں نے اپنے پہلے سفرنامے میں بھی بار بار کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حاشیہ ۳۴)۔ یہ مجلد نسخہ ۱۵۶ اوراق پر مشتمل ہے، جس کے کاغذ انتہائی بوسیدہ اور پیلے ہو چکے ہیں۔ پہلے اور آخری صفحے کے علاوہ ہر صفحے پر ۹ سطریں ہیں۔ یہ مسودہ خطِ نستعلیق میں، موٹے قط کے قلم سے لکھا گیا ہے۔ ایک دو مقامات پر باریک قط کا قلم بھی استعمال کیا گیا ہے۔ تحریر کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مسودہ مختلف اوقات میں لکھا گیا ہے۔ کہیں کہیں حاشیے میں متنی تبدیلی یا اصلاح بھی موجود ہے، جس کی تفصیل تدوینی حواشی میں درج کر دی گئی ہے۔ راقم الحروف نے ۲۰۱۳ء میں اس کی عکسی نقل حاصل کی تھی۔ (اس مخطوطے کا مفصل تعارف و تجزیہ اورینٹل کالج میگزین، جلد ۸۹، شمارہ ۳، ص ۶۱ تا ۸۶ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)۔ ذیل میں اس سفرنامے کا متن جدید املا میں پیش کیا جا رہا ہے۔ متن کی تدوین میں درج ذیل نکات پیشِ نظر رکھے گئے ہیں:

مصنف نے اس تحریر کو خود کوئی عنوان نہیں دیا تھا۔ راقم نے متن ہی سے اس کا عنوان ”سیرِ ملکِ

اودھ ''اخذ کیا ہے۔

متن کو اقتباسات میں تقسیم کیا گیا ہے نیز موضوع کے مطابق مختلف حصوں کے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

رموز اوقاف کا استعمال کیا گیا ہے۔

متن کی ترتیب وتدوین قیاسی ہے۔

نقطوں کی غیر موجودگی کے باعث ایک جیسی شکلوں والے تمام حروف کو لغت میں تلاش کر کے لفظی صورت اور معنوی سیاق وسباق کے مطابق ممکنہ الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

جہاں متن کا مطلب خبط ہوتا محسوس ہوا ہے وہاں خطوطِ وحدانی میں [کذا] لکھ دیا گیا ہے۔

جہاں کسی لفظ کی پہچان نہیں ہو سکی وہاں خطوطِ وحدانی میں [؟] کی علامت ڈال دی گئی ہے۔

متن میں کئی جملے اردو کی نحوی ساخت کی پیروی نہیں کرتے۔ ایسے جملوں میں کوئی تبدیلی یا اصلاح روا نہیں رکھی گئی اور انھیں جوں کا توں پیش کر دیا گیا ہے۔

مصنف یا اس کے عہد کی املا کا نمونہ پیش کرنے کے لیے جہاں کوئی لفظ پہلی مرتبہ غلط/قدیم املا میں لکھا گیا ہے، وہاں اس کا املا برقرار رکھا گیا ہے لیکن اس کے فوراً بعد خطوطِ وحدانی[ ] میں اس کا درست/جدید املا درج کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد پورے متن میں درست/جدید املا ہی کو اختیار کیا گیا ہے۔

یائے معروف اور مجہول کے فرق کو روا رکھا گیا ہے۔

ملا کر لکھے گئے الفاظ کو علاحدہ علاحدہ تحریر کیا گیا ہے۔

اعراب بالحروف سے اجتناب کیا گیا ہے۔

ہائے مخلوط اور ہائے ملفوظ میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

نون اور نون غنہ میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

''س'' اور ''ش'' میں امتیاز قائم کیا گیا ہے۔

''ٹ'' اور ''ڑ'' کے لیے رائج املائی صورت اختیار کی گئی ہے۔

جن الفاظ کے مطالب فرہنگ میں درج ہیں ان کے پہلی بار استعمال ہونے پر انھیں خط کشیدہ کیا گیا ہے۔

فرہنگ میں شامل الفاظ کے صرف وہ مطالب درج کیے گئے ہیں جو ممکنہ طور پر متنی سیاق وسباق کے مطابق ہوں۔ مخففات کی وضاحت فرہنگ سے پہلے کر دی گئی ہے۔

اس نسخے کے اندر کمبل پوش کی ایک رنگین روغنی تصویر بھی موجود ہے جو اس سے پہلے کہیں شائع نہیں ہوئی۔ اس تصویر کا عکس بھی یہاں شائع کیا جا رہا ہے تاہم اس سفرنامے کا مکمل متن مفصل مقدمے، حواشی، تعلیقات اور اشاریے سمیت، کتابی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

* اس متن کی کمپوزنگ کے مشکل کام میں میری عزیز اور ذہین شاگرد ماہ جبین نے معاونت کی جس کے لیے میں ان کی شکر گزار ہوں۔

یا فتاح حقیقی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

گوہر حمد و سپاس بھیاس ثناقدرت کاملہ اس خالق اکبر کی، کہ جس نے اس مشتِ خاک انسان کو
بخطاب کہ مناسب آدم، شرف امتیاز دے کر، مسجود ملائک کیا اور مراۃ شاہد جمال با کمال اپنے کا کرکے، ساتھ
صنعت خلق الانسان علی صورتہ[1] کے، اس قطرۂ ناپاک کو مشرف اور مخلّع فرمایا۔ سبحان اللہ ساتھ
اس ہستی موہوم کے، اس ضعیف انسان کو طاقت شناوری دریاے وحدت کی عطا کی کہ ملائک مقربین کو اس سے
انگشت حیرت بدہان ، اور خود بینی سے ایسا کیا کہ باوجودیکہ کمال معرفت کے کلمہ ما عرفناک[2] بر زبان:

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا
اوس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گزر ہووے تعقل کے قدم کا[3]

اور درود نا محدود و ہدیہ بارگاہ اس سرورِ عالم کی، کہ قاب قوسین ادنا [کذا] خلین کا اُس کا ہے اور
بمقتضاے لولاک لما خلقت الافلاک[4] از عرش تا فرش کمترین پاے گاہ اس کا:

جنت سراے بار تو
رضواں امانت دار تو
اے از گُلِ رخسار تو

فردوسِ اعلی را صفا

اے تاج بخشِ سروراں
ہم خاتم پیغمبراں!
ہستی تو اے صاحب قرآں!

در دین و دنیا بادشاہ

تخت فلک، تا جت قمر
مہرت الم [علم] جولا [جھولا؟] قمر
تحت قریں، یارت ظفر

تیغت قدر، دستت قضا[5]

مابعد حمد و نعت کے، امیدوار ہوں رحمت ایزدی خطاپوش و نیوش، یوسف خاں کمل پوش کہ اس عاجز نے اکثر سیر ملکوں میں اوقات اپنے بسر کیے اور طرح طرح رنگِ زمانہ بچشم دیکھے۔ چنانچہ موافق فرمانے دوستوں کے ایک کتاب بھی بعبارتِ اردو قلم بندکی اور بسبب عنایاتِ بے غایات اور پرورشِ حال غریبانہ او پر حال بندہ کے، جناب کپتان صاحب عالی رتبت، والا مرتبت، فیاض زمان کپتان ہالن صاحب بہادر نے بیچ مدرسہ دہلی[6] میں چھپوائی۔ تحریر و تقریر، ثنا و صفتِ صاحبان انگریزوں میں غیر ممکن۔ کہاں تک بیان کرے جو کہ مرتبہ غربت اور مہربانی حال دوستوں اور جملہ مخلوقات پر صاحبان انگریز بہادر رکھتے [ہیں]۔ آفرین، صد آفرین! حق و ناحق خوب پہچانتے ہیں اور ہر وقت راہ نیک پر کمربستہ رہتے ہیں۔ آفرین! ہزار آفرین! چنانچہ اس زمانۂ ناہنجار میں چندے سیر ملک اودھ[7] بھی دیکھنے میں آئی کہ بیان کرنا اس کا طبیعت نے چاہا کہ دوستوں اور محبوں، حاضر اور غائب پر پوشیدہ نہ رہے۔

کہ یہ عاجز بعد انقضائے سفر علاقہ سیلون اور سلطان پور اور بیسواڑہ، قریب سات برس کے، مع سب افواج سوار و پیادگان ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر[8] کے وارد لکھنؤ ہوا۔ بعد چندے اتفاق سکونت لکھنؤ کے، سولھویں تاریخ، شعبان ۱۲۶۳ ہجری کی[9] کوچ [کوچ] جانب علاقہ بانگڑ کے تقرر پایا۔ چنانچہ جانثار خاں کپتان میگنس بہادر، مع ہمراہیان اپنے کے، ۲۵ پچیسویں شعبان کو داخل منڈیاؤن [Mandiaon] میں ہوئے اور حسین علی خاں ناظم علاقہ بانگڑ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ جناب کپتان صاحب بہادر او راس ناچیز سے ملاقات ہوئی۔ لشکر ہمارا قریب منڈیاؤن کے بن [کذا] باغ میں مقام پذیر ہوا۔ رسالہ اور توپ خانہ، مع ٹھوکر اور پٹی، دس ضرب توپ اور اس کا تیج، زین اور پچاس راس گھوڑے سواری، گولہ اندازان، اور رسالہ سلیمانی مکمل اور پچاس منزل چھکڑہ چوبروے اور دو زنجیر فیل و ہزرہا [ہزارہا] مہار اونٹ اور ایک پٹالن [پلٹن] ہزار جوان مکمل، طیاری [تیاری] اسباب انگریزی، کہ جناب واجد علی شاہ بادشاہ غازی نے نام پلٹن کا باقاعدہ سرفراز فرمایا تھا اور جملہ اسبابِ متفرقات تیار مستعد تھا۔ لاکن [لیکن] جب تک کہ اتفاق رہنے علاقہ بانگڑ کا ہوا، عجیب و غریب حالات دیکھنے میں آئیں [آئے] کہ اگر بیان اس کا کیا جائے دفتر بے پایہ، تو بھی عشر عشیر ممکن نہیں کہ بیان ہو سکے۔ چنانچہ چند حقیقت لائق سننے کے، یہ فدوی بیان کرتا ہے کہ دوستوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ خیال ملک اودھ کس طور پر گذرتا ہے۔

علاقہ بانگڑ کے قصے:

ایک دن کا ذکر ہے؛ ایک عورت، کہ خاوند اس کا دولت ور ۱۰ تھا اور مقدور بہت رکھتا تھا۔ باغ اور تالاب اور اندارے و مکانات وغیرہ خوب تعمیر کروائے اور اس قدر دولت چھوڑ کر مرا۔ چنانچہ وہ عورت ایک دختر رکھتی تھی۔ ارادہ تھا کہ اس زر کو لڑکی کی شادی میں صرف کروں اور قرض اس کے سے ادا ہوں۔ اور ایک بھتیجا حقیقی اس کا، ہر روز خیال رکھتا تھا کہ کسی طور سے یہ جمع ہاتھ لگے۔ آخرش ایک روز اس کی اپنی بیٹی کو باہم کیا۔ دونوں دیوار پھاند کر مکان میں آئے اور وہ غریب میدہ، پوری کے واستے [واسطے]، چھانتی تھی کہ دونو نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اشرفیاں اور روپے گگری میں سے لے کر چل دیے۔ بعد چند عرصے کے مائی گھر میں آئی۔ اس نے دیکھا کہ میدہ، چھلنی ایک طرف اور لاش اس کی ایک طرف پڑی ہے۔ مائی نے واویلا شروع کیا کہ اس عرصے میں خبر سب پہ ہویدا ہوئی۔ مشہور کر دیا کہ ہیضہ کر کے مر گئی۔

اور ایک عورت رانڈ کہ خاوند اس کا بھی مر گیا تھا اور چار پانچ سے روپے اس کے پاس تھے اور دو بھائی حقیقی اس کے، ہر روز کہا کرتے تھے کہ یہ مال ہم کو حوالہ کر۔ اس نے کہا، میں رانڈ ہوں اور تم بھائی ہو میرے۔ خبر گیران رنڈاپے کے رہو نہ کہ مجھ سے طلب زر رکھتے ہو۔ اس روپے میں اوقات اپنی گزارتی ہوں، جب کہ یہ تم کو دوں، اپنی زندگی کہاں سے بسر کروں گی۔ آخرش وقت شب کے دونو بھائی اس کے گھر میں پھاند کر آئے اور تلوار مارنا شروع کیا۔ ہر چند واویلا اور دہائی مچائی، کون سنتا ہے آواز۔ اس کی تلوار کند بہت تھی۔ کام نہ کیا۔ آخرش ایک بھائی چھاتی پر سوار ہوا اور ایک بھائی نے تلوار سے گلا کاٹا تو بھی نہ کٹا۔ لاچار ہو کر نوک تلوار کی بیچ گردن کے آر پار کر کے ہلا دیا کہ وہ بے چاری تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ وہ دونوں بھائی جمع لے کر روانہ ہوئے۔ چین سے سیر و تماشا کرتے پھرتے تھے۔ کسی نے [نہ] پوچھا کہ کس نے مارا۔

اور حال ستوتم، لائق سننے کے ہے کہ بچشم اگرچہ نہیں دیکھا لیکن معتبر شخص کی زبانی [۱۱] سننے میں آیا کہ ایک لڑکی بقوم راجپوت، کہ شادی اس کی ہو چکی تھی، فقط گونا باقی تھا کہ وہ اپنی جھگی میں رہتی تھی اور عالم جوانی میں تھی۔ اور اس کے ہمسایہ میں ایک مکان برہمن کا تھا اور اس برہمن کا ایک [۱۲] جوان [۱۳] بیٹا تھا کہ اتفاقاً عالم جوانی میں اس لڑکی برہمن [۱۴] کی آنکھ اس برہمن کے لڑکے پر پڑی۔ دونوں جوشِ محبت میں گرویدہ ہو کر مشغول عیش و عشرت ہوئے۔ ایک روز وہ لڑکا برہمن کا، اس لڑکی کو مع زیور و اسباب لے کر فرار ہوا۔ ناگہاں وقت شام کے محمد

آباد میں دونوں پہنچے۔ اتفاقاً ہرکارہ اور چپراسی سراغ اس کا کرنے لگے۔ دونوں گھابڑے [گھبرائے] ہوئے۔ لاچار برہمن کے پوت نے اس کو دم دیا کہ سب زیور و اسباب اتار دے۔ میری یہاں قرابت ہے، رکھوا دوں اور ہم تم یہاں سے بھاگ چلیں۔ وہ بیچاری کیا جانتی[15] تھی۔ اس نے سب زیور اپنا اتار کر حوالے کیا۔ وہ نطفہ حرام کا، سب اسباب لے کر راہی ہوا اور یہ تمام رات راہ دیکھتی دیکھتی حیران و پریشان بیٹھی تھی کہ چپراسی اور ہرکارہ موجود ہوئے اور پوچھنے لگے۔ آخرش سب روداد اس نے مفصل بیان کیا کہ مجھ کو کہیں کا نہ رکھا۔ وہ دوبھدا [دبدھا] میں دونوں کی، نہ مایا ملی نہ رام۔ اس مابین میں باپ اور بھائی اس طفل دختر جواں کے، کہ اہل مقدور تھے، لڑکی کے ڈھونڈنے کو چلے، بایں ارادہ کہ دونو کو مار ڈالیں۔ اور یہاں کا حال سننا چاہیے کہ دختر کی سسرال کے لوگ لڑکی کو ڈولی پر سوار کر کے مکان پر لے گئے اور بعد اس کے برہمن کے مکان میں آئے کہ باپ اور ماں اور چھوٹے چھوٹے بھائی اور بہن برہمن کے، سب کو گرفتار کیا کہ تم ہی [نے] ورغلا کے ہماری بہو کو بھگا دیا ہے۔ تم کو خوب سزا دیں گے۔ بےچارے برہمنان اور ماں باپ برہمن سب دست بستہ قدموں پر گرتے تھے اور واویلا مچاتے تھے کہ ہمارا کچھ قصور نہیں، ہم بےگناہ ہیں، ہم کو کیوں ہلاک کرتے ہو۔ آخرش ان راجپوتوں نے سبھوں کو ایک اندھے کنویں میں ڈال کر اوپر سے پٹوا لیا اور کچھ قصور ثابت نہ کیا۔

چہارم روداد یہ ہے کہ ایک گشائیں [گسائیں] عمر بیس برس اور جورو اس کی تیرہ برس کی اور ایک چیلا بھی اس کا جوان، مکان میں رہا کرتے تھے کہ ایک روز اس گسائیں کو شبہ ہوا کہ جورو میری اور چیلا باہم اختلاط رکھتے ہیں[16]۔ اس شبہ سے جورو کو اپنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار ڈالا اور ایک ہاتھ چیلے کا بھی کاٹ ڈالا۔ ماں گسائیں کی بچانے کو اٹھی، اس کے بھی ہاتھ قلم کر ڈالے کہ ٹھہر ٹھہر کر مر گئی۔ چنانچہ ہندوستان میں مشہور ہے کہ عورت بے مرو[ت] ہوتی ہے۔ کیوں کر میں کہوں، جس طرح سے قوم مرد بے مروت ہوتی ہے، ہرگز عورت بے مروت نہیں۔ چنانچہ بچشم دیکھا ہزارہا ہے۔ اور الم نشرح ہے کہ عورت قوم ہندو کی، وقت مرنے اپنے خاوند کے، ستی ہو کر جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال قوم مسلمان کا ہے کہ ایک روز کی بیاہی دلھن، بصورت خاوند سے آگاہ نہیں، اور وہ مر گیا، تمام عمر اپنی عالم رنڈاپے میں چرخا کات کر بسر کر دی۔ اور قوم مرد خصوصاً ہندوستان میں کہ مال و اسباب اور حصہ زمین و باغ و تالاب پر حقیقی بھائی اور حقیقی بہن اور ماں باپ کو سر کاٹ کر جہنم واصل کرتے ہیں اور اس [کا] مال و اسباب لے کر چین و راحت سے بسر کرتے ہیں۔ حال با تکرار کے دو امر لکھے گئے۔

اگر نصف حالات لکھے جائیں تو عشرِ عشیر بھی غیر ممکن ہے۔ چند جلد کتاب چاہئیں۔ جملہ خلاصہ، ملک شاہ اودھ کے نظر میں گزرے اور سب جا گہ [جگہ] اندھیر، بے انتظامی دیکھی لیکن علاقہ بانگر عجب دیس دیکھا اور جمع سرکار والا بھی جس قدر عامل نے وصول کی، غنیمت جان کر شکرانہ ادا کیا۔

دریبولا [؟] حسب الارشاد سلطان عالم بادشاہ واجد علی شاہ غازی، کہ بتاریخ اون تیسویں [انتیسویں] ماہ شوال ۱۲۶۳ ہجری روز یک شنبہ مطابق دسویں ماہ اختوبر [اکتوبر] ۱۸۴۷ء، کوچ سب افواج قاہرہ [نے] کیا۔ طرف بیت الاعادہ لکھنؤ کے تقرر پایا کہ ان دنوں میں تیاری آمد لاٹ صاحب بہادر اور جلوس استقبال وغیرہ درپیش تھا اور سب افواج سلطانی، سواران و پیادگان اور توپ خانے اور رسالہ انگریزی اور ہندوستانی، ہمراہ بادشاہ موصوف کے، سمت کانپور، بنا بر پیشوائی لاٹ بہادر کے، روانہ ہوا چاہتے ہیں، اس باعث جانثار خان کپتان میکلس بہادر مع جمیع افواج قاہرہ روانہ بیت السلطنت لکھنؤ ہوئے۔ رب الموت ایسے مقام پر اتفاق ہمارے آنے کا پھر نہ کرے، چہ آنکہ مقام علاقہ بانگر عجیب مکان ہے کہ بجز جنگل اور چور وٹھگ کے آدمی نظر میں نہ گزرا۔

جب علاقہ منڈیاؤں سے کوچ فوج کا ہوا، قریب سات کوس کے ایک موضع گوبان ہے، وہاں مقام پذیر ہوئے۔ وہ جگہ بھی گویا بے شک گوبان ہے کہ ہر چہار سمت جنگل ویران اور بیچ جنگل کے وہ موضع مسل [مثل] بردہ کے چند گھر قوم بانگڑوں کے اجاڑ و پریشان اور قلت نایابی پانی کی اس قدر کہ تمام مردمان و جانوران بغیر آب حیران و پراگندہ تھے۔ چنانچہ یہ عاجز بھی قریب موضع مذکور کے ایک درخت برگد کا کہ تا ہم لائق کے لسکونت اور سایہ دار تھا، وہاں اتفاق فروکش کا ہوا کہ اس عرصے میں ایک دوست باوفا اور مہربان قلبی بندہ کے، شیخ محمد وزیر صاحب ساکن قصبہ کوپا مو، رئیس قدیم اور زمین دار تھے اور فرمان تحریر سلطانی زمانہ سابقہ[18] ان کے پاس موجود، پاس میرے وارد ہوئے۔ اور بندے کے حال پر نہایت مہربانی اور اشفاق قلبی مبذول فرماتے تھے۔ ان کی ملاقات اور گفتگو شیریں، محبانہ میں وہ روز بخوبی بسر ہوا۔ اور وقت شب کے تواضع محمد وزیر صاحب کی حسب تعظیم محبانہ ادا کی۔ تا دو پہر شب نشست رہی۔

موضع گوا میں ڈاکوؤں اور ٹھگوں کا راج:

از آنجا کہ تیسویں ماہ شوال ۱۲۶۳ ہجری روز دوشنبہ مطابق یازدہم ماہ اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی موضع

گوبان سے کوچ کر کے ایک موضع نگوا[19] وہاں سے قریب چھے کوس کے، مقابل رکھتا ہے، مقام کیا۔ چنانچہ حسین علی خان صاحب، ناظم علاقہ بانگر، در دولت بیت السلطنت سے خلعت فاخرہ پا کر منڈیاؤن کو جاتے تھے۔ کپتان صاحب بہادر اور ناظم مذکورہ دونوں صاحبان سے اثناے راہ قریب بنی گنج کے ملاقات ہوئی اور حرف اشفاقانہ بزبان عرصہ قریب تک رہے۔ لیکن جو کچھ کہ حال بے انصرامی اور بدعت و غصب ملک اودھ کا اس عاصی نے بالاے کتاب ملتمس کیا تھا، اسی طرح سب جگہ کا حال تصور کرنا چاہیے کہ اثناے راہ میں ایک گاؤں ملا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کھیت میں سؤر کو لاٹھیوں سے پیٹ رہا ہے کہ وہ قریب ہلاکت پہنچا۔ اور وارث اس کا خاموش کھڑا ہوا کنارے کھیت کے، دیکھ رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ شخص بے درد سؤر کو کس واسطے مارے ڈالتا ہے۔ سؤر کے مالک نے کہا مجھ سے کہ آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں، حال یہاں کا عجیب ہے۔ کہ یہ سؤر میرا فقط اس کے کھیت میں آیا تھا، اور قصور اس سے کچھ واقع نہیں ہوا۔ بسبب آنے کھیت کے مارے ڈالتا ہے۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ سؤر کا گوشت تم کو ملے گا یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اسی کھیت میں پڑا ہوا گوشت سڑ جائے گا ہم کو نہیں ملے گا۔ اور شاید کبھی اس زمین دار کا جانور ہمارے کھیت میں وارد ہو اور تمام زراعت کو پامال کرے، ہمارا مقدور نہیں کہ مار سکیں اور جو شاید ماریں اس کو تو ہم خود مارے جائیں۔ یہ حال دیکھ کر اور سن کر مجھ کو نہایت تحیر اور خوف واقع ہوا کہ منصفی اس کو کہتے ہیں۔ اور از حد سلطنت شاہ اودھ آباد ہو گئی کہ جہاں کوئی وارث اور خاوند نظر میں نہ گذرا [گزرا] اور بچشم دیکھتا ہوں کہ اس ملک میں غریب کا خیال کسی کو نہیں اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں اور حرام زادہ و پاجی کا ہر ایک کو دوست اور حامی پایا۔

آخر ش اس روز موضع نگوا میں مقام افواج ہوا۔ اور وہ گاؤں بموضع گوبان سے تاہم آرام و اسباب مہیا رکھتا تھا۔ بعد ازاں تاریخ دوازدہم ماہ اکتوبر، ۱۸۴۷ عیسوی مطابق غرۂ ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز سہ شنبہ نگوا سے کوچ کر کے، ایک قصبہ سنڈیلہ میں رہے، وہاں اتفاق مقام کا ہوا۔ وقت شب کوچ کرنے نگوا سے، راہ میں جھیل و تال وغیرہ از حد وقت رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک جھیل قریب سنڈیلہ ہے، کہ اس میں چھکڑہ اور توپیں اور جانوران وغیرہ، تا شام بہزار حیرانی، مکان تک پہنچے اور یہ عاجز بھی کنارہ پچے [پیچھے؟] قصبہ مذکور میں پہنچا۔ اور حال اس جا کا عجیب و غریب دیکھنے میں[20] آیا ہے کہ ایک صاحب بزرگ و سفید ریش کہ نہایت مرد اشراف۔ انھوں نے سب حال وہاں کا بیان کیا؛ کہ جب سے مرلی دھر نامی ایک شخص یہاں کی نظامت لے کر آیا تب سے

نہایت اندھیر و نا منصفی و نا اتفاقی درپیش ہے۔ کہ اس نے تمام رعایا اور علاقہ یہاں کا تباہ و ویران کر دیا اور جہاں تک رعایا پر ظلم و ستم ہو سکا، درگذر نہ کی۔ چنانچہ دس بارہ بھرمار[۲۱]، کہ ہندوستان میں بھرمار کہتے ہیں، کہ وہ کار بندوق کا کرتے ہیں اور ہوتے ہیں بطور تجیبوں کے۔ سو بھٹی شراب کی وہاں قریب تھی۔ قدرے شراب لے کر ارادہ کیا کہ لین قریب باغ میں ہے، وہاں چلیں۔ جس وقت کہ وہ سب جوان بھٹی کی طرف سے باغ کو چلے، قریب سات ڈاکوؤں نے سبھوں کے تن کے کپڑے اتروا کر، اور سب ہتھیار لے کر، لین کو روانہ کیا۔ اس بات کو عرصہ دو تین روز کا گزرا تھا کہ لشکر ہمارا بھی وہاں پہنچا۔ اور وہ بزرگ حال اپنا بھی بیان کرنے لگے کہ میں پانچ روپے درماہہ کا شاہ اودھ کا [کی]، سرکار میں مدت تک نوکر رہا کہ اس نوکری میں بہت سا پیسہ اور برتن اور پارچہ وغیرہ و تیاری حویلی اور قریب سو روپے کے میرے پاس تھے۔ جب ضعف بہت ہوا اور روزگار نہ ہو سکا، لاچار گوشۂ تنہائی اختیار کر کے یہاں پر بیٹھ رہا۔ اور اسی سے گذران شبینہ کی کرتا تھا۔ اور ایک باغ لگایا ہوا ہے سب طور سے معبود نے خوش خورم [خرم رکھا]۔ سو حال اس کا یہ ہے کہ ایک روز، وقت شب کے، چند کسان میرے مکان میں وارد ہوئے اور چھاتی پر مری چڑھ کر گلا دبایا اور کہا سب مال و اسباب جہاں ہو جلد بتلا دے! نہیں تو مار ڈالیں گے۔ آخرش جب دیکھا میں نے کہ انھوں نے مارا مجھ کو، اور کسی طرح سے جیتا نہ چھوڑیں گے، سب اسباب و نقد و برتن ڈھونڈ کر باندھا اور وہ سو روپے بھی لیے۔ سب گھر خالی کر کے راہی ہوئے۔ کسی نے نہ پوچھا کہ کیا ہوا اور کس نے لوٹا۔ اب بندہ بحالت تباہ و پریشان، نوبت فاقہ کشی کی میں، بسر کرتا ہوں۔ سرکار اودھ میں اس طرح کا اندھیر و غضب ہوتا ہے کہ دنیا میں نہ ہوگا اور کوئی پرسان کسی کا نہیں کہ رعایا بادشاہ کی ہے یا رعایا ڈاکوؤں کی اور ٹھگوں کی ہے۔

بعد ازاں، وقت شام، مولوی قادر بخش خیر آبادی کے بھائی، بندہ کی ملاقات کو تشریف لائے۔ اگرچہ دستور میرا قدیم یہ ہے کہ ہر ایک کی ملاقات کی نفرت رکھتا ہوں اور دور بھاگتا ہوں لیکن جس وقت مولوی قادر بخش صاحب علاقہ سیلون کے چکلہ دار تھے، اس وقت اس بے چارے سے ملاقات محبانہ بہت رہتی اور نہایت مہربانی میرے حال پر مبذول فرماتے تھے، بسبب اس خیال دوستی صادق کے، طالب ملاقات کا ہوا۔ جس وقت وہ تشریف لائے اور میری ان کی گفتگو دوستانہ ہونے لگی، میں نے ان سے پوچھا کہ عجب حال زمانے کا ہے کہ مولوی قادر بخش صاحب نے چکلہ داری چار مہینے کی، علاقہ سیلون میں کی اور قید دو برس بلکہ زیادہ کی

اٹھائی، جس پر تمنائے چکلہ داری میں سر دیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ آواز ڈنکی کی عارضہ دی کا رکھتا ہے کہ جس کے کان میں آواز ڈنکی گئی، وہ با اشتیاق با ہر شب دل سے نہیں بھولتا ہے۔ حیران ہوں میں کہ عجب حال طمع دنیوی ہے کہ ہزار ہا نوع تکلیف اٹھاتے ہیں اور اس کی چاشنی سے باز نہیں رہتے۔

بعد ازاں، وقت صبح کے، کوچ رحیم آباد، کہ لکھنؤ کے راستے میں ہے، مقرر ہوا تھا اور ہم کو نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ اب لکھنؤ کو چلتے تھے، ہمن محبوب سے ملاقات ہوگی۔ اس عرصے میں کپتان صاحب بہادر کا خاص بردار آ پہنچا کہ کوچ لکھنؤ فی الحال موقوف۔ میاں گنج کے راستے چلنا ہوگا۔ ارمان ہمارے دل کے دل ہی میں رہے۔ عجبت [سبب؟] اس کا یہ ہے کہ قریب میاں گنج کے ایک گاؤں تھا وہاں دوڑ گئے اور مردمان پٹالن انگریزی سے سامنا پڑ گیا۔ چنانچہ گنوار بہت تھے اور لوگ کمپنی کے تہوری دھایا [دھاوا] کیے ہوئے اندر چلے گئے۔ بہت سے گنواروں سے مردمان کمپنی کے قدم اٹھ گئے اور گنوار غالب رہے۔ یہ خبر شاہ اودھ کو پہنچی۔ بادشاہ نے حکم راجا غالب جنگ کو دیا کہ اس کا بندوبست کرے۔ آخرش غالب جنگ نے کپتان صاحب بہادر کو لکھا کہ میاں گنج کی راہ آوے۔ بندوبست گاؤں کا کرکے، یہ کوچ سمت لکھنؤ کریں۔ اس باعث سے اب ہم سب لوگ افواج ہمراہی کپتان صاحب ممدوح، راستہ رحیم آباد کا چھوڑ کر میاں گنج کے راستے جاتے ہیں۔

بہزار خرابی اور پریشانی کہ تمام جنگل اور جابجا جھیل وجھابڑ [جھابر] خصوصاً چھکڑے اور توپیں، کہ جمیع فیل فوج کے بہلاکت پہنچے۔ آخرش بتاریخ سیزدہم اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی مطابق دوم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہارشنبہ موضع اور اس میں داخل ہوئے۔ چنانچہ ایک ندی بھی اترنا پڑی۔ اتنی خرابی تھی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ یہ عاصی ایک [دن] بطور تفریح طبع ایک گاؤں میں گیا تو دیکھا میں نے کہ ویران وتباہ پڑا ہوا ہے کہ کڑیاں تک یار لوگ اکھاڑ کر لے گئے۔ کہ چند مکان اسی طور سے ویران واجڑے پڑے ہیں۔ ایک فقیر ضعیف اس ویرانی میں بردے میں رہتا تھا۔ میں نے اسے پوچھا کہ یہ مکانات اس علاقے کے کس واسطے ویران و پراگندہ پڑے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ پوچھتے ہو، فقط یہی نہیں اجڑے ہیں، تمام علاقہ کہ لاکھ روپے کا تھا، تباہ اور پریشان کر ڈالا اور سب ملک کا یہ نقشہ ہے۔ کہاں تک انسان روئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیا غضب ہے کہ ہزار ہا فوج اور ہزار ہا فیل اور ہزار ہا گاؤ بھینس، اور لا انتہا جانوران گھوسیوں کے اور صد ہا گاڑی بہل گسیوں [گسائیوں] کی، اور بے شمار آدمی بے جہت، نہ نوکر چاکر کسی کے، کہ اس کے اِدھر سے اُدھر، اُدھر سے

ادھر، واہیات، مارے مارے لوٹتے پھرتے ہیں اور نام یہ ہے کہ فوج بندوبست کے لیے ملک میں ہے۔ اس بھر کے ہیں، اگر مینھ برسا تو ہزار ہا چھتر رعایا کے گھروں سے اتار لائے کہ وہ بیچارے آفت مارے، غضب رسیدہ، بیٹھے ہوئے بھیگ رہے ہیں اور مردمان افواج سب با آرام سایہ میں چین کرتے ہیں اور چکلہ دار خود بچشم دیکھتا ہے۔ اور آپ حکم دیتا ہے۔ اور اگر کوچ ہوا تو بے شمار رعایا غریب، بیگاری پکڑی کہ سب کاروبار کھیتی کا ان کی ابتر ہوا ہے اور جو کچھ کہ تمام فوج روز مزدوری کر کے لاتی تھی، رات عورتوں اور بچوں کے کھانے میں آتا تھا۔ وہ سب بیگار میں گرفتار ہیں کہ ہزار من کا بوجھ ان کے سر پر رکھ دیا۔ اگر نہیں جائیں تو مارے جائیں۔ دس کوس تک لے گئے۔ ایک قرمبرہ، نہ ایک دانہ ان کو دیا۔ بھوکے پیاسے پھر وہاں سے چلے۔ جب بیس کوس طے کر کے گھر میں آئے، دیکھا کہ جہیز[۲۲] ندارد۔ بھوکے پیاسے، آل و اطفال سب بے سایہ بیٹھے پھنک رہے ہیں۔ اور زیادہ پراگندگی ان کو ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے بچے معصوم، مارے بھوک کے روتے ہیں۔ جب مزدوری کریں جب کھانے میں آوے۔

اور یہاں کا حال سنیں کہ جب لشکر سلطانی؛ لوگ ہندوستانی اس کو لشکر سلطانی کہتے ہیں، دوسرے مقام پر مقام پذیر ہوا، ہزار ہا بے شمار چھکڑے و ہزار ہا اونٹ، اور از حد جانوران گھوسیاں گاؤں گاؤں پہنچے۔ ان کو حکم شاہ اودھ کا یہ ہے کہ گھر گھر سے چارہ و بھوسہ وغیرہ لیویں مفت میں، اور جو سپاہی ساتھ جاتا ہے اس کو خوراک اور گاڑی بان کو خوراک دے دیویں۔ جو چارہ دیتا ہے، اس میں اگر تکرار کریں، شاید چارہ نہ دیں، تو دوڑ جاویں، گاؤں لوٹ لیں۔ اور بعد اس کے سپاہی لوگ گاؤں گاؤں پہنچے۔ چارپائی اور لکڑیاں و پیال اور برتن مٹی کے، کومہار [کمہار] کے گھروں سے سبھوں نے لینا شروع کیا۔ اور انھیں کے سروں پر لادا کہ لے چلو۔ چنانچہ دیکھنے میں آیا کہ لڑکا دو روز کا جنا ہوا، مادر اس کی گودی میں لیے ہوئے پڑی ہے، کہ سپاہی نے بنا بر چارپائی، اس بچے کو پھینک دیا کہ چیں چیں کرتا رہا اور چارپائی لے گئے۔ گھوسی اور بیلدار ہزار ہا جانوروں کو ہمراہ لیے، چارہ اور کھیت و درخت وغیرہ چہار طرف کاٹ رہے ہیں، اور بے شمار مفت خور لوگ، نہ نوکر نہ چاکر کسی کے، توقع پر کمر بستہ رہتے ہیں کہ کبھی جنگ ہووے اور توپ چلے تو خوب لوٹیں۔ غرض یہ کہ بے لڑائی بھی، کسی کے کان کی بالی، کسی کے ناک کی نتھ، کسی کے ہاتھ کا کڑا، موقع پایا اور مار لیا و [اور] اگر بے مرد کا گھر دیکھا، ان کی بہو بیٹی کے ساتھ حرام کیا۔ وہ بے چاری دہائی اور واویلا کر رہی ہیں، کوئی نہیں سنتا ہے۔ مال یاروں کا ہے۔ اور وقت کوچ

ہونے، افواج قاہرہ سلطانی نے [کے] ہزار ہا کھیت اور موضع بموضع پامال ہوتے چلے جاتے ہیں کہ اس میں پھر ایک دانہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

کہاں تک یارو! حال یہاں کا بیان کروں اور لکھوں۔ اگر لکھنے پر اوتار [آتار] ہوں تو صدہا دفتر اور صدہا جلد کتاب لکھی جائیں تو بھی ممکن ہے کہ عشر عشیر نہ لکھا جائے۔ عاقلان لوگ خود اپنی خرد اور دانائی سے سمجھیں کہ عاصی جابجا، ملک انگریزوں کا یعنی کلکتہ اور ولایت، لندن اور مچھلی بندر، گورکپور، نیپال، اکبر آباد، جہان آباد، ڈھاکہ، مندراج، بنارس، شاہ جہان آباد، اور ملک پرتگیران اور ملک ابلان [؟] اور ملک فرانسیس اور ملک اسپانیز [سپین] اور ملک عربوں کا اور کوہ طور، زیارت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ملک دکن اور تمام ملک نظام الملک، اورنگ آباد، نج پور، اچل پور، ناگپور، حیدر آباد اور چند ملک و مکانات اور شہر بشہر پھرتا رہا کہ سیاحی [سیاحی] عالم جہاں تک ممکن تھی، بخوبی سیر و تماشا دیکھا اور سیر کرتا ہوا ملک لکھنؤ میں داخل ہوا۔

لیکن یہ ملک عجب دیکھنے میں آیا کہ عقل میری بھی دنگ ہے۔ اس جا پر کہ بادشاہ اپنی راہ، اہالیانِ سرکار اپنی راہ، کارندگان اپنی راہ، چکلہ داران اپنی راہ، رعایا اپنی راہ، زمینداران اپنی راہ، سپاہیان اپنی راہ، چنانچہ اللہ نے مجھ کو بھی اسی فوج کے ہمراہ کیا ہے، بچشم دیکھتا پھرتا ہوں۔ بقول ایک سوار خواس سپہ کے، کہ زمانہ سابق میں حسب حال اپنے بادشاہ کو عرضی گزرانی تھی کہ:

نواب نامدار، سلامت،

طرفہ گشت دوران و عجب گردش آسمان کہ بادشاہ وقت نادان، وزیر در تدبیر حیران، بخشی الملک قلطبان، امیران بے سروسامان، ظہریان حیران، رعایا پریشان، پس باز آن چگونہ بارد، بچہ سان قرار ماند، اگر ماند شبے ماند، شبے دیگری نمے ماند۔ در نوکری جناب والا، یکی رنجوری راہ، دویم گرانی غلہ و کاہ، سویم کم قراری بندہ درگاہ، چہارم فقر و فاقہ ماہ بماہ، پنجم عرضی دست خط گاہ بگاہ، از حال ما خدا آگاہ، بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود۔ دہ ماہ را طلب شد، یک ماہ را خیر۔ این ہم امید ہست کہ آید برون روز چیزی دیگر نماند کہ خود منقوط کنم۔ شمشیر رفت گر دین ماندہ یکے سپر اسپم زخور فاقہ دم خر گشتہ است۔ لعنت ہزار بار در این نوکری کہ ہست۔ تا کے جفا کشم کہ بر برابرت زر گیرم[23] قدح بدست بگردیم در بدر۔ واجب بود وبعرض رسانید۔[24]

اور آج کے روز کتا میرا امرا! نہایت پیارا، قوم ولایتی، کہ ہزار روپے اگر کوئی دیتا تو ہرگز جدا نہ کرتا۔

کہ سابق میں ایک پاگل کمینے نے اس کو کاٹا، اب نہایت تکلیف میں تڑپ تڑپ کر فوت ہوا۔ ایسا رنج والم اس عاصی پر صادر ہوا کہ بیان کرنا عبث ہے۔ اور پام کمپنی کا واچ تھا کہ کوئی چیز ہو، دریا سے قعر سے گھوس [گھس] کر نکال لاتا تھا۔ اور شکار ہر قسم میں یکتا تھا۔

اور بتاریخ چہاردہم، ماہ اکتوبر سنہ اللہ عیسوی، مطابق سویم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز پنج شنبہ، موضع اوراس سے کوچ کر کے سمت میاں گنج کے مقام تقرر پایا۔ چنانچہ وقت کوچ کے جا بجا جھابر اور جھیل اور کیچڑ برسات کی، اس طور پر دقت دیتی تھی کہ تمام مردمان افواج اور جانوران اور چھکڑے اور توپ خانہ، سب حیران اور سرگردان، دق رہے تا نکہ حیدر آباد، ایک گاؤں، کہ بہت بسا ہوا اور مکانات، عمارات، اشرافان و رئیسان، بہت تھے، وہاں راہ پر ملے اور میاں گنج سمت راست کو تھا کہ وہ گنج؛ میاں الماس علی خان، خواجہ سرائے نواب آصف الدولہ بہادر؛ جنت آرام گاہ کی سرکار میں ممتاز تھے اور بڑا مقدور و اختیار رکھتے تھے، انھوں نے تعمیر کروایا ہے۔ چند اندارے یعنی چاہ کلاں پختہ اور بارہ دریاں بعمارت وسیع اور کئی باغات بڑے بڑے اور ان باغوں میں بنگلہ اور بارہ دریاں پختہ، خوب صورت تیار اور چہار سمت شہر پناہ پختہ مع باون برج، رندے کٹے ہوئے، نہایت باوسعت اور پختہ، دو منزل سرائے اور دونوں آباد، ہر طرح آرام مسافران، ہمہ چیز مہیا و موجود۔ اور اکثر ان باغوں میں فوج انگریزی بھی فروکش ہوتی ہے۔ وہ باغات لائق اترنے فوج کے ہیں۔

جب وہاں پہنچے، کپتان صاحب بہادر نے حکم دیا کہ حسن گنج کو چلیں، وہاں مقام ہوگا۔ اسی سبب سے سب فوج رواروی حسن گنج میں داخل ہوئی۔ اور وہاں مقام ہوا۔ یہ گنج بھی بہتر اور آباد۔ اور ہمہ نعمت جنس و مٹھائی و ترکاری و پارچہ سب قسم کا مہیا تھا۔ اس روز دس کوس کی منزل سب کو پڑی۔ وقت پہنچنے قریب حسن گنج کے، بیشتر لوگوں نے کہا کہ ایک صاحب تشریف لاتے ہیں۔ یہ سن کر ہم کو اور کپتان صاحب ممدوح، دونوں کو اصرار رہا کہ دیکھیں کون صاحب آتے ہیں۔ اس عرصے میں ایک صاحب کہ ٹٹو پر سوار، کہ ٹٹو سے آپ وزن دویم رکھتے تھے، مع وردی باناتی، اور کرچ جال لگائے ہوئے، اور پیچھے خواصی میں ایک کہار، نہایت فربہ چھاتہ لگائے بیٹھا تھا۔ اگرچہ اتنی دھوپ نہ تھی اور ٹٹو بیچارا دبا ہوا مرا جاتا تھا اور کمر ٹٹو کی ٹوٹی جاتی تھی۔ کپتان صاحب بہادر سے ملاقات کی۔ دریافت ہوا کہ سارجن [سارجنٹ] میجر ڈپن [؟] کپتان بنوری صاحب بہادر کی پلٹن کے ہیں۔ ہنستے ہنستے سب لوگ لوٹ پوٹ گئے کہ یا اللہ یہ کون جانور فربہ ہے، مع دو شخص و اسباب و

ہتھیار ٹٹو پر بیٹھے ہیں اور ٹٹو بچارا دبا مرا جاتا ہے۔ تابھر ے یہ نیا تماشا دیکھنے میں آیا کہ کبھی نہ دیکھا تھا۔

بعدہ' سب مردمان افواج قاہرہ داخل حسن گنج ہوئے۔ چنانچہ وہی وقت آئے تھے کہ ایک چوب دار، مرسولہ راجا غالب جنگ بہادر آیا اور کہا کہ ہرگز ارادہ لکھنؤ کا نہ کریں بدون فتح لڑائی کے۔ اور ہم کو اول احکام شاہی صادر ہو چکا تھا کہ تم شریک جنگ نہ ہوا۔ لکھنؤ کو روانہ ہو۔ سو عقل میری یہاں حیران ہے کہ اہالیانِ سرکار رنگون مزاج کتاب عقل کے ہیں کہ ایک وقت اور کچھ، دوسرے وقت اور۔ ٹھکانہ بات کا نہیں۔ عجب رنگ سرکار اودھ کا ہے۔ چنانچہ بتاریخ پانزدہم اکتوبر سنہ اللہ عیسوی مطابق چہارم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، روز جمعہ حسن گنج سے کوچ فوج کا ہوا۔ کہ مطابق ایک کوس حسن گنج سے، اثنائے راہ میں موہان ایک قصبہ ہے، وہاں عجائب ایک پل دریائے سئی کا دیکھنے میں آیا کہ بعمارت پختہ اور میدان وسیع، جس وقت کہ تیار ہوا ہوگا، بخوبی روپیہ صرف میں آیا ہوگا اور دور تک اس کی بہت دور تک بنا بر بندش پانی کے تعمیر کی ہے کہ ہزارہا مسافروں کو اس کے باعث آرام حاصل ہوتے ہیں۔

ایک راجا نول رائے، زمانہ سابق میں سرکار شاہ اودھ میں کسی عہدے پر سرفراز تھے۔ انھوں نے اسی طور پر صدہا مکانات اور عمارت واسطے ناموری کے تیار کروائیں لیکن یہ پل پختہ باعمارت زیر قبضہ موہان لائق سیر کے ہے۔ کہ موسم برسات میں فردوس بریں شرماتا ہوگا۔ افسوس کہ اب قدرے بقدرے جابجا شکست ہونے لگا۔ اگر دربولا [؟] مرمت اس کی ہوئی تو یقین ہے کہ روپیا صرف تھوڑا ہو۔ آئندہ زیادہ مرمت طلب ہو گا۔ افسوس ہے کہ کوئی راہ نیک میں بادشاہ کو اطلاع نہیں کرتا اور اپنے مطلب نفس کو گھبرا رہے ہیں۔ زمانہ سابق کے لوگ ایسے نیک اور صاحب دیانت تھے کہ جنھوں نے ایسے ایسے کاروبار اور عمارت عالیشان وراہ نیک پر مستعدی کر کے کوئی نیک نامی اس زمانے سے لے گئے۔ بعدازاں آگے بڑھے تو تھوڑی دور پر ایک نالے کا چھوٹا پل۔ وہ بھی قابل سیر کے، بہتر اور مضبوط تھا۔ اور قریب اس کے ایک پاؤ کوس تالاب پختہ، بنوایا ہوا راجا بالکشن، دیوان سرکار شاہ اود[ھ] کا، اگرچہ عرض وطول میں چھوٹا، لیکن خوب صورت اور باوضع بنا تھا۔ دوکانیں حلوائی اور چربن والوں اور نان پزوں کی جابجا اور حقہ پلانے والے واسطے آرام مسافروں کے بیٹھے ہوئے، تا کہ راہ والوں کو تکلیف کسی چیز کی نہ ہو۔

ہم سب لوگ افواج خاقانی اسی طرح دیکھتے اور سیر کرتے فتح گنج میں داخل ہوئے۔ یہ گنج بھی بہتر

تعمیر ہے و[اور] تین شوالے اور گرد و نواح اس کے باغات۔ چنانچہ ایک تالاب بھی پختہ، کہ الحال شکست ہے، زمانۂ گزشتہ میں مہاجن نے تعمیر کروایا تھا۔ جس وقت کہ تیار ہوا ہوگا، نہایت خوب صورت اور وسیع اور گرد اس کے بارہ دریاں اور غسل خانہ زنانہ اور مردانہ، عمارت پختہ تیار تھے۔ اگر مرمت چلی جاتی، ہاتھ سے نہ جاتا۔ فی الحال نہایت شکست اور اجاڑ ہے لیکن پانی شفاف اور آرام غسل وغیرہ مسافروں کو اب بھی بخوبی حاصل ہے۔ میاں گنج اور حسن گنج سے اورتا پہ لکھنؤ تو بیں، عمارات اور مکانات اور پل و تالاب اور چوکیاں دکان داران کی چلی گئیں۔ رسالہ و توپ خانہ و پلٹن، ہمراہی کپتان صاحب بہادر، متصل فتح گنج کے، کہ ایک باغ نہایت وسعت رکھتا تھا، مقام پذیر ہوا۔ اور بسبب آمد جناب لاٹ صاحب بہادر، تیاری سڑکوں کی لکھنؤ سے تابہ کان پور، معرفت راجا غالب جنگ بہادر کی، کہ وہ خود مع خیمہ و قنات فروکش تھے، درستی ہو رہی تھی۔ اور بے شمار بیلداران اور مزدوران زمین وراستے برابر کر رہے تھے۔ یہ عاجز بھی حسب طبع ناقص اپنی کے، عین لب سڑک ڈیرہ ایستادہ کروائے اترا تھا اور ہر سمت کی سیر و تماشا دیکھتا تھا، کہ وقت صباح کو کوچ لکھنؤ کا مقرر رہا۔

بتاریخ شانزدہم ماہ اکتوبر سنہ اللہ عیسوی، مطابق پنجم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۳ء روز ہفتہ فتح گنج سے کوچ کر کے عیش باغ لشکر داخل ہوا۔ چنانچہ زبانی مردمان سے سنا کہ زمانۂ آصف الدولہ بہادر، نہایت بہتر اور با عمارت باغ بنا تھا۔ بارہ دریاں اور بنگلہ و مکانات شاہی وغیرہ پختہ تعمیر ہیں اور موتی جھیل بھی نہایت وسعت رکھتی تھی۔ لیکن اب ان روزوں [یعنی دنوں] میں وہ بات حاصل نہیں ہے۔ سب عمارت اور بنگلہ اور بارہ دریاں اور جھیل وہی ہیں لیکن رونق افروزی آصف الدولہ بہادر جنت آرام گاہ سی نہیں ہے۔ اور ایک کربلا بھی عاشق علی داروغہ سرکار شاہ اودھ کی انھوں نے بنوائی تھی۔ چنانچہ اب بھی اس باغ میں تھی۔ روز جمعہ کو با خوبصورتی میلہ ہوتا ہے اور رئیسان لکھنؤ اور طوائفان نامی وغیرہ سب واسطے سیر کے آتے ہیں اور روز میلہ کا بے شک قابل سیر کے ہوتا ہے۔

اور بتاریخ ہیجدہم اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی روز دوشنبہ مطابق ہشتم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، جلوس دسہرہ کا در دولت شاہی، عین لب دریائے گومتی پر، حکم ہے کہ سب رسالہ اور توپ خانہ اور پلٹن انگریزی وغیرہ کنارہ گومتی میدان، کوٹھی دلآرام میں تمام جلوس بادشاہی، پلٹنیں اور رسالہ اور توپخانہ ہندوستانی اور انگریزی اور تماش بین اور سب شہر کا میلہ، دکان داران اور بھکیڑ نے [؟] صاحب حسن و جمال کہ اپنی اپنی بناوٹ میں یکتا ہیں اور

بے شمار آدمی باشندگان شہر ممدوح۔ اور برابر برابر پلٹنیں اور رسالے اور توپ خانے جمے ہوئے، اور انتظاری برآمد ہونے شاہ والا کی کہ جس وقت سوار ہویں ایک بار توپوں پر بتی پڑ جائے اور سلامی فیر ہونے لگیں۔ لیکن اس روز جہاں پناہ سلامت رونق افروز نہ ہوئے کہ وقت شام کا پہنچا اور ابر شدید نہایت اٹھا اور جملہ سپاہ، سواران و پیادگان، وردیاں جلوسی، زردوزی، باناتی اور کام داری پہنے کھڑے تھے۔ اتنے میں بارش باران از حد ہوئی کہ سب مردم سپاہ آفت ناگہانی میں گرفتار ہوئے کہ جتنا جلوس تھا سب مٹی ہوا اور سب وردیاں خراب ہوئیں۔ لاچار حیران و پریشان ہو کر اپنی اپنی لین کو راہی ہوئے اور ہزار ہا تماش بین خاک چھان چھان کر اپنے اپنے مکانوں کو راہی ہوئے اور سب میلہ دکان داران بھی نقصان اپنے مال کا کر کے، جو مٹھائی روپے کی دو سیر تھی، وہ مٹھائی بقیمت دس سیر بیچ ڈالی اور روتے ہوئے گھروں کو گئے اور کسی نے بطور انعام یک حبہ بھی نہ دیا اور نہ پرسش کی کیا ہوا۔ اور ہم لوگ بھی اپنے مقام پر عیش باغ میں داخل ہوئے۔

ڈاکوؤں کی سرکوبی کی مہم:

فی الحال لشکر ہمارا، ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، عیش باغ میں مقام رکھتا ہے۔ اب روز کا یہ حال کہاں تک یہ عاصی لکھے اور بیان کرے۔ جو کہ لائق تحریر ہوگا، قلم بند کروں گا۔ چنانچہ شب سیزدہم ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق بست و پنجم ماہ اکتوبر، سنہ اللہ عیسوی، احکام بادشاہی صادر ہوا کہ افواج ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، ایک موضع کو، کہ اس جگہ سب ڈاکو لوگ متمرد اور سرکش بستے ہیں، دوڑ جا کر ان سبھوں کے سر لاویں۔ چنانچہ یہ عاجز اس وقت کھانا کھاتا تھا کہ کپتان صاحب موصوف نے فوج کو طلب کیا کہ چھے کمپنی اور چہار ضرب توپ اور دو رسالہ تیار ہو کر حاضر ہوویں۔ یہ حکم سن کر ہم سب لوگ، حسب سررشتہ دوڑ چلے۔

کہ لکھنؤ سے بارہ کوس پر ایک موضع سلطان پور تھا کہ درمیان اس کے ایک گڈھی نہایت قلب اور ہر چہار طرف جنگل اور ریہڑ بندی[۲۵] ریت کا اور نالہ کھوئی برابر، دور تک اس میں کہ کسی طور موقع گولی اور گولہ کا نہ تھا، اور ٹھکانا، جانے سوار اور توپ کا کسی طرف، ممکن نہیں اور اُس گڈھی میں قریب ستر ڈاکوں کے ایک سے پچیس جوانوں سے، کہ نہایت بہادر اور صاحب شمشیر موجود، کہ بار ہا راجا غالب جنگ بہادر اور چند کلکٹر واسطے گرفتاری ان کی، کے گئے تھے۔ کوئی تدبیر و تجویز پیش نہ گئی اور خوب جنگ و جدل کر کے نکل نکل گئے۔ چنانچہ اسی

خیال بہادری اپنی سے، سب لوگ گڈھی کے، ہماری فوج کو خیال میں نہیں لاتے تھے۔ لیکن بفضل ایزدی اور اقبال شاہی سے اور بہادری وناموری ہم لوگوں سے، سب طرح آغاز وانجام سر ہوا۔ پہلے فقط دونوں رسالہ اور تلنگاوں سے بھی گڈھی کو محاصرہ کرلیا اور توپ خانہ پیچھے تھا کہ جنگ وجدل شروع ہوگئی۔ کہ صبح سے دس بجے تک نوبت زدوکشت رہی۔ آخرش اس عاصی نے تجویز دل میں رکھی کہ جو کچھ مرضی مولیٰ، از ہمہ اولیٰ [۲۶]۔ جوانوں کو حکم دیا کہ دھاوا کردو۔ جو ہونا ہو سو ہو۔ قولہ تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت المافون اجورکم یوم القیامۃ [۲۷]۔ چنانچہ حکم طنبور کا کیا، کہ بجاویں۔ اس باجے والے سے بج نہ سکا۔ لاچار ہلہ کردیا۔ کہ اس عرصے میں سب لوگ گڈھی کے مارے گئے اور بہت زخمی ہوئے۔ جس پر وہ سب پکار پکار کہتے تھے تم سبھوں کو بھی مار کر نکلے چلے جائیں گے۔ صدہا مرتبہ یونہی ہوا ہے۔ اور بندہ و رام بخش صوبے دار، وسمیت سنگھ خاص بردار اور چند جوان میرے ساتھ اور خاص بردار میرا دامن پکڑے تھا اور کہتا تھا گولی باروت [بارود] بھی نہیں، لاچار ہوں کیا کروں۔ یہ کہنا خاص بردار کا ان ڈاکوؤں نے سنا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ اب مارلو بات ہی کیا ہے۔ اور میں اپنے سر پر ریشمی کلاہ، جھبے دار پہنے تھا کہ ان سبھوں نے کہا کہ موڑ کاٹ لو، سردار یہی ہے۔ یہ سن کر ایک جوان نے سردار مجھ کو جان کر تلوار چلائی کہ ایک بار رام بخش صوبے دار نے ہاتھ اپنا میرے سر پر کردیا کہ ہاتھ اس کا زخمی ہوا لیکن ہڈی بچی اور سمیت سنگھ خاص بردار نے دامن میرا ہرگز نہ چھوڑا۔ کہ ایک بار گولی اس کی کوکھ پر پڑی کہ ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا اور اس کے منھ سے آواز آئی کہ میں نمک خاوند سے ادا ہوا۔ بعد اس زدوکشت کے، ان جہنم واصلوں کو اندر گڈھی کے کیا۔ اس وقت نایابی اور قحط پانی کا اس قدر تھا کہ بیان اس کا نہیں۔ کہ زبان خشک تھی اور بات منھ سے نہ نکلتی تھی اور میں ہر ایک سے کہتا تھا کہ اگر اس وقت کوئی ایک گلاس پانی مجھ کو پلاوے تو ایک روپیا دوں۔ آخرش ایک شخص بجستجو تمام پانی لایا تب اسوقت پانی پینے میں آیا اور ہوش وحواس بندہ کے درست ہوئے اور بفضل الٰہی، باقبال شاہی، توپ خانہ بھی آپہنچا اور بجز دمورچہ بندی جابجا درست ہوگئی۔

کپتان صاحب بہادر بھی اس قدر مستعد وسرگرم تھے کہ بیان نہیں کرسکتا ہوں کہ سردار ہو کر سپاہیوں سے آگے کام کرے اور جان کو مثل ذرّہ نہ سمجھے اور کھانا پانی سب موقوف اور ہمراہ اپنے لوگوں کے مثل ایک سپاہی، کاروبار جنگ وجدل موجود ہے اور اب خود گولی مارتے تھے اور جو شخص گڈھی سے بنابر پانی ندی میں آتا تھا، فوراً کپتان صاحب بہادر خود بندوق مارتے تھے اور شست توپ کی مار کر گولہ مارتے تھے۔ چنانچہ دوپہر سے

توپوں کے فیر ہونا شروع ہوگیا اور کمر بستہ، تشنہ و گرسنہ و پریشان خاطر، ہمراہ سب فوج کے مستعد جنگ رہے۔ مشکل ہے کہ امیر ہوکر بھی ربط گرسنہ و تشنہ سوں تا پہر رکھے۔ اور ایک ایک جوان کو تسلی وہ دلا دیتا تھا اور ساتھ رہتا جو کہ حق بہادری و تہوری و جان فشانی کا چاہیے، ادا کرتے تھے۔ چنانچہ یہاں تک لڑے کہ صبح سے شام ہوگئی۔ آخر الامر، وقت شب کے، کپتان صاحب ممدوح نے مورچہ بندی چہار سمت سے مستقیم کروائی کہ کوئی راہ ان کے نکلنے کی نہ رکھی۔ لاچار قریب چار گھڑی شب گزشتہ، جمیع مفسدان اور ڈاکہ زنان گڈھی سے باہر ہوئے کہ کپتان صاحب نے گراب توپوں کا مارنا شروع کیا اور پیچھے سواروں کو ڈال دیا، کہا کہ خبردار جانے نہ پاویں۔ ایک ساتھ اس فدوی نے بھی گھوڑا ندی میں ڈال دیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ سے عرض کی، یا معبودا! یہ وقت عزت اور حرمت کا ہے۔ ناموری اور حرمت دہندہ سب مخلوقات کا تو ہے۔ یہ کہ کر بیچ ندی میں گھوڑے نے ہلہ مارا کہ ایک بارغوطہ کھانے لگا۔ بندہ تو تیر کر نکل آیا، پیچھے سے گھوڑا بھی خدا نے نکالا اور بندہ اس پر سوار ہوکر چلا اور سب رسالہ بھی۔ برابر سر کاٹتے چلے جاتے تھے کہ قریب پچیس ڈاکوؤں کے سر کاٹ لیے اور بہت زخمی اس جنگل میں پڑے رہ گئے۔ معلوم نہیں کہ کس قدر مرے ہوں اور کتنے زخمی ہوں اس جنگل میں۔ چنانچہ اس [ان] سروں میں تین سر، سرداروں کے ہیں کہ تمام ملک شاہی، تا جونپور و بنارس ڈاکہ زنی کرتے تھے اور بعیش و عشرت، ناچ و رنگ میں شب و روز بسر کرتے تھے۔ تمام علاقہ اور چند قصبات اور کئی مواضعات ان کے باعث حیران و تباہ، پراگندہ تھے کہ رات کو نیند اور دن کو خورش نہ بھاتا تھا۔ ان تین سروں کے نام یہ ہیں: جیچو سنگھ زمین دار موضع بستی، قریب نواب گنج بارہ بنکی اور دوویم، ایشرے سنگھ برادر فقر بخش اور فیض بخش زمین دار رجولی اور کالکا سنگھ زمین دار گرفتار موضع لاکھوپور اور سوبل سنگھ برہمن گرفتار موضع گورا اور جواہر سنگھ موضع زہار گرفتار اور جیدی حجام رسول بخش کا۔ یہ چار شخص گرفتار آئے ہیں۔ ان سبھوں کو لا کر در دولت فلک رفعت پر حاضر کیا۔ غرض کہ اتنی مدت لڑتے لڑتے ہم کو گزری، لیکن کبھی اس طور کا جھگھٹ نہ پڑا تھا، جو کچھ کہ یہ دیکھنے میں آیا۔ چنانچہ بادشاہ سلامت اور نواب صاحب بہادر اور جمیع اہالیان سرکار فیض آثار نے از حد ثنا و صفت فرمائی۔ تا ایں کہ افواج کو انعام بے کراں، اور زخمیوں کو دوماہی زخمیانہ اور فوتیوں کو عیوضی اور خون بہا اور روپے تکفین و تدفین کو اور سردار لوگوں کو خلعت فاخرہ، کپتان صاحب بہادر کو خلعت دوپارچہ کا اور ایچٹن جوزف صاحب [کو] خطاب و خلعت ہر دو مرحمت ہوئے۔ فی الحال سرفروش خان ایچٹن جوزف جوہانس بہادر[۲۸]۔ اور رام بخش صوبہ دار کو خلعت، دوشالہ اور بندے کو بھی

خلعت، ایک دوشالہ سرکار فیض آثار سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ اور ناموری و بہادری افواج قاہرہ کی اور ہم سرداروں کی از حد حاصل ہوئی۔ لڑائی صدہا بار ہم لوگوں سے جابجا، علاقہ بہ علاقہ ہوئی، لیکن ایسا معرکہ کبھی درپیش نہ ہوا تھا جو کہ یہ گذرا۔

یرغمال بننے والی بچیوں کا احوال:

امروز بتاریخ تیسویں ماہ اکتوبر ۱۸۴۷ عیسوی مطابق انیسویں شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، حسب الارشاد جہاں پناہ سلامت، کپتان صاحب بہادر مع ہمگیں افواج رسالہ سلیمانی اور رسالہ سلطانی اور توپ خانہ اور پلٹن با قاعدہ ہمراہی اپنی کے روانہ کان پور کو ہوئے۔ چنانچہ بیت السلطنت لکھنؤ سے کوچ کر کے فتح گنج میں مقام پذیر ہوئے۔ لائق تحریر کچھ حال نہ تھا۔ کیا باعث کہ نقشہ مکانات گنج مذکور بالائے کتاب مندرج ہے۔ اور صبح کو روز یک شنبہ بیسویں ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری فتح گنج کو چھوڑا اور ایک مقام کہ کٹوا کہلاتا ہے، وہاں مقام کیا۔ وہ بھی لائق تحریر نہ تھا لیکن ایک عجیب ماجرا بچشم دیکھا میں نے؛ کہ دو تین شخص ناتواں، گرسنہ، تشنہ کھاٹ میں پڑے تھے اور دو لڑکیاں معصوم، سن ان کا، ایک نو برس کی ایک سات برس کی۔ جسم برہنہ کہ آفت سرما سے کپکپا رہی تھیں۔ فقط ایک چیتھڑا گودڑ با نہ بھر کا اوڑھے ہوئے، جاڑا کھا رہی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے۔ سپاہیوں نے کہا کہ یہ اسامی لوگ ہیں ان سے روپیا سرکار کا چاہیے۔ میں نے جواب دیا کہ ان بچوں سے کیا مطلب۔ کیا ان معصوموں سے جمع سرکار کی وصول ہوگی۔ ان سپاہیوں نے کہا کہ روپیا یوں ہی نکلتا ہے۔ ہم بچہ جوان کیا سمجھیں۔ یہ سن کر نہایت متحیر ہوا میں، اور از راہ خوف سبحانہ تعالیٰ، ان کو کچھ پیسے دینے لگا۔ ان قیدیوں نے اشارہ کیا کہ اگر تم ہم کو پیسا دو گے، یہ سپاہی فوراً چھین لیں گے۔ لاچار ہو کر میں نے ان کو آٹا دال منگوا دیا۔ یقین ہے کہ وہ جنس ان کے کھانے میں آئی ہو۔

صبح کو وہاں سے کوچ کر کے اونان میں ڈیرہ کیا گیا۔ اس روز یہ بندہ اور کپتان صاحب بہادر اور سرفروش خان جوزف جو ہانس بہادر اجٹن، پلٹن نجم اسم با قاعدہ اور ایک کپتان صاحب کے ہمراہ، بطریقہ دوتی برائے سیر و تماشائے جلوس سلطانی تشریف لائے تھے۔ خیمہ و قنات، ڈیرہ لب سڑک ایستادہ، بخوشی و خرمی سب صاحبان گفتگو شیریں میں مصروف تھے۔ اور آمد و رفت مخلوقات، ملازم شاہی، اور دکانداران، جملہ گنجیات بیت السلطنت اور بے شمار تماشبین باشندہ شہر موصوف، بانبوہ کثیر چلے جاتے تھے۔ اور سواریان امیران، زنانی مردانی،

رنگ برنگ، کوئی ہاتھی، کوئی گھوڑا، کوئی چپس پر، اور پالکی نالکی، تامجان [تام جھام]، رتھ گاڑی، سکھپال بگھی پر سوار، اور بے شمار تماش بین، پا پیادہ، اپنے اپنے لباس خوش پہنے ایسے چلے جاتے تھے۔ اور باقی وثیقہ داران اور شہزادگان مع ہمراہیان، مردمان، قرینہ بقرینہ، وردیاں باناتی اور زردوزی، تخموں پر آراستہ، کہ شہر موصوفہ سے تا بہ کانپور سب سڑک گلرنگ اور نیرنگ ہو رہی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عالم خوب صورتی اور خوش وضعی اور خوش پوشاک میں ترنگ رہا تھا اور صدہا، ہزارہا، محتاج فقیران کہ نان شبینہ سے عاری اور بہت غربت کہ فاقہ کشی میں مبتلا، اور بے شمار لوگ [بے] دست پا کہ جگہ سے چلنا ان کو دشوار اور بہت تھڈے، محتاج، ہمراہ سواریوں امیروں کے للہ مانگتے تھے، دوڑے چلے جاتے تھے۔ کوئی راہِ خدا پر بھی خیال نہیں کرتا کہ یہ کیا بکتا ہے۔ اور ان کی صورتوں سے ظاہر تھا کہ دنیا میں یوں ہی عیش و عشرت سے گزرتی تھی۔ کبھی کوئی محتاج نہیں ہوتا اور کبھی ہم مریں گے، یہ نہیں معلوم کہ:

جو آیا ہے اس کوچے میں سو رہگوری ہے
یہ رخت ِ کفن دوشہ [توشہ] رختِ سفری ہے
کسی کا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہے
کسی کا عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی سرا ہے کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ، کسی کا مقام ہوتا ہے
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسا نہیں کل کا

خیال کیا میں نے کہ جو شخص ہے سو آفات دنیوی میں گرفتار، طمع دنیا کو چھوڑا نہیں جاتا ہے اور ہر روز زیادہ طلبی میں اوقات اپنی کو تلف کر رہا ہے۔ افسوس صد افسوس انسان اگر خیال کرے تو کچھ بھی نہیں، فقط معمہ [معما] معلوم ہوتا ہے۔ مثل خواب کے ہے کہ دیکھنا اپنے کو بادشاہ خواب میں اور ہے بہت محتاج۔ جس وقت آنکھ کھل گئی، دیکھا کچھ بھی نہیں۔ نہ تخت ہے نہ تاج شاہی، نہ ملک ہے، فقط اب تن تنہا اور غلبہ بھوک کا ہے۔ لاچار اٹھ کر گیا اور کے گھر، مانگ کے لایا، تب نوش کیا۔ اس وقت ہوش و حواس درست ہوئے۔ تب یقین آیا کہ خواب ہے۔ کچھ نہیں۔ یہی حال اس دارِ ناپائیدار کا ہے۔ چنانچہ ان امیروں کا جلوس و ترک بہت تھا اور

صاحب دولت سب تھے لیکن اللہ پیسہ بر کمر باندھنا کا [کذا] غلط سمجھے تھے۔ بچشم دیکھا میں نے کہ ہزارہا محتاج اور ہزارہا شہدے شہر کے، اور بہت محتاج ایسے کہ غلبۂ بھوک سے نہ مانگا جاتا ہے، نہ دوڑا جاتا ہے، بہ ارادہ شکم پروری ہمراہ سواریوں امیروں کے دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن نہ دیکھا بندہ نے کہ کسی کا ہاتھ پیسہ پر اٹھا ہو اور کسی کے حال پر رحم کیا ہو۔ کسی نے خیال نہ کیا کہ بھوکے کا آسودہ پیٹ بھی عابد ہوتا ہے۔

کانپور میں فوجی کیمپ کا حال:

یہ عاصی اور جناب کپتان صاحب بہادر اور اچٹسن صاحب مذکور اور کپتان صاحب، ہم سب صاحبان اس روز یہ سب سیر و تماشا دیکھتے رہے۔ تا اینکہ وقت دو گھنٹہ شب باقی ماندہ۔ کوچ ادنا دن سے کیا تو دیکھا تمام سڑک، مجمع مخلوقات، ملازم و غیر ملازم، از بیت السلطنت تا بہ کانپور، گلستان ارم شرماتا تھا۔ اور جابجا ڈاک سلطانی مع خیمہ وقنات جیسا کہ لب دریائے گنگ، کنپو میں ڈیرہ ہائے سلطانی ایستادہ تھے۔ اسی طور سب جگہ مع جلوس سے حاضر و مستعد دیکھتے بھالتے، بھیڑ خلقت کو چیرتے، داخل بلدہ کانپور ہوئے۔ بتاریخ بست یکم ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز دوشنبہ مطابق تاریخ دویم نومبر ۱۸۴۷ عیسوی[۲۹] سب افواج مع رسالہ سلیمانی اور رسالہ سلطانی و توپ خانہ پلٹن مکمل ہزار جوان ہمراہی جاں نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر اور جمیع عملہ وغیرہ، حسب تجویز کپتان بہادر کے، کہ نہایت خوش قطع اور برابر زمین تھی، اور سب لشکر سے علاحدہ خیمہ افسروں کلاں و خورد [خرد] برابر ایستادہ ہوئے اور ڈیرہ اس عاجز کا بھی حسب سررشتہ سنتر [سنٹر؟] توپ خانے میں تقرر پایا۔ چنانچہ ابھی عرصہ کئی روز کا باقی ہے کہ جناب بادشاہ والا جاہ تشریف فرما اور رونق افروز کانپور کے ہوئے کہ اول سے تیاری اور سرانجام مقام وڈیرہ فوج اور جگہ بنا بر امیران و رفیقان شاہی اور گنجیات، اور تدبیر ایستادگی خیمہ ہائے شاہی کے واسطے راجا غالب جنگ بہادر مقرر ہو کر آئے تھے۔ بقولیکہ گدھوں کو شیر برج [؟]، وہ بے چارہ کیا جانے! رونق اور رہیت [رعیت] بخش، خیمہ ہائے والا شان حضرت بادشاہ سلامت اور مقامات درستی افواج قاہرہ، خیال کیا چاہیے کہ اس طور کا جلوس اور خیمہ وقنات بانات اور دوشالہ کاشمیر اور بنارسی رنگ برنگ کہ بیش قیمت، کہ لب دریائے گنگ، دورنگ کنارہ کنارہ ایستادہ کروائے تھے اور چھڑکاؤ نداروا۔ اور جملہ ہزارہا گنجیات کے لوگوں پر تقید بلیغ کہ آراستگی دورویہ دکانوں سے غفلت نہ کریں اور کوڑے والا ایک، ساعت بہ ساعت، تقید پر مستعد کہ جلد مرتب کرو۔ اور اس روز ہوا اس قدر چلتی تھی کہ مارے جھونکوں کے کاروبار اور درستی مقامات اور

درلیں خیمہ ہائے مسدود۔ اور کنارہ گنگ کی ریت، مثل گراب لُو کے، بے چین کر رہی تھی کہ انسان تاب نہ لاتا تھا۔ وہ خیمہ سلطانی وڈیرہ ہائے امیران، دوشالہ اور بانات پتا پٹی کے بے معلوم تھے۔ دریافت نہ ہوتا تھا کہ خیمہ دوشالہ وبانات کے ہیں یا مٹی کے ہیں۔ اور فرش و تمکیرہ ہائے گونا گوں کو خاک چھپائے ہے۔ اور اگر شمار خیمہ و قنات بیش قیمتوں کا کیا جائے تو دفتر چاہئیں تاہم یارائے بیان اور قلم کو طاقتِ رقم نہیں کہ عشر عشیر لکھ سکے۔

اول کنارے سے دونوں رسالے، سلیمانی اور سلطانی، اور پٹالن بجم اور توپ خانہ ہے۔ ہمراہ جانثار خان کپتان میکنس بہادر اور قرینہ بہ قرینہ خیمہ ہا اور چھولداریاں اور پلٹنیں اور بارکیں، سب فوج کی اور بیچ میں دو خیمہ کلاں مع تمکیران و فرش۔ ایک دوچوبہ، دوسرا ایک چوبہ، جناب کپتاں صاحب ممدوح کا۔ اور ایک طرف پٹالن مکمل مع توپ خانہ ہمراہی ممتاز خان کپتان بوری صاحب بہادر مع خیمہ و چھولداریاں اور بارکیں و پلٹنیں، درجہ بدرجہ اپنے اپنے عہدے پر ایستادہ، اور ایک جانب پٹالن مع دو ضرب توپ، ہمراہی کپتان صاحب بہادر و خیمہ و چھولداریاں، حسب سر رشتہ ان کی بھی ایستادہ۔ الغرض حسب الدستور صاحبان لوگوں سے نہ تھا۔ کوئی کسی راہ، کوئی کسی طرف، جا بجا بہ قرینہ ترتیب تھی لیکن سب اسباب سپہ گری سے تیار و تندرست، اب سب حاضر و مستعد۔ مردمان فوج و اسباب جلوسِ شہنشاہی اور مجمع رونق افروزی مصاحبان اور رفیقان و عزیزان، شاہ واجد علی بادشاہ سلامت خلد اللہ ملکہم و سلطنتہ [30] بیان کرنا واجب اور لازم جان کر، دوستانِ حاضر و غائب سے عرض کرتا ہوں کہ ایسا معرکہ روئے زمین پر اتفاقاً ہوتا ہے۔

کچھ خلقت ملازم شاہی اور تماش بین اس قدر نہیں آئے ہیں ہمراہ شاہ سلیمان جاہ کے، پیچھے سے اب آئیں گے۔ فقط جو کچھ کہ فی الحال خیمہ وڈیرہ و قنات ایستادہ ہیں اور جس قدر کہ بازار میں گنجیات کے جھنڈے آئے ہیں، دیکھتا ہوں کہ سمت چپ نیچی سڑک کے برابر بازاریں اپنے اپنے قرینے سے دو رنگ آراستہ۔ اول رکاب گنج پرانا، بعدہ رکاب گنج نیا۔ خاص بازار گولہ گنج، خیالی گنج، امانی گنج، مولوی گنج، امین آباد، حسین گنج، نجی گنج، حیدر گنج نیا، حیدر گنج پرانا، لوار گنج، وزیر گنج، بازار رومی دروازہ، بازار چوک دولت گنج، قندھاری، بازار تحسین گنج، سعادت گنج پرانا، سعادت گنج نیا، بادشاہ گنج، بازار جھاؤلال پرانا، بازار جھاؤلال نیا، چاند گنج، علی گنج، حیدر آباد، یاسین گنج، مسک گنج، سلطان گنج، گنیش گنج، اسماعیل گنج، حضرت گنج، مخول گنج، لال گنج، مفتی گنج، مکا گنج، حسن گنج، پار والا مکارم نگر، ٹھری بازار، نخاص کا بازار، دوگوہان کا بازار، نیا گاؤں کا بازار، لال

بازار، رستم نگر، نخاص کا بازار، جوہری کا بازار، عالم گیر کا بازار، ارادت نگر کا بازار، مہدی گنج، چھت کا بازار، بادشاہ نگر کا بازار، عباس گنج، رحیم نگر کا بازار، سبزی منڈی سب گنجات کے اور باقی متفرقات بازاریں ہر علاقہ شاہی سے آئی تھیں۔ گوشاہین گنج، گنگا گنج، منشی گنج، سرفراز گنج اور نواب گنج، حیدر گڑھ کا بازار، حسن گنج کا بازار، نول گنج کا بازار، فتح گنج کا بازار، بانگڑیو کا بازار، اسیوں کا بازار، رسول آباد کا بازار، میاں گنج کا بازار، بکٹ گنج کا بازار، نرپ گنج، ادنا دن کا بازار، کان پور کے گرد و نواح کی بازاریں اور متفرقات چند در چند علاقوں کی بازاریں وغیرہ سب پیشتر سے مرتب و درست ہو گئے تھے اور برابر لب دریائے گنگ کنارہ کنارہ سب طور کے خیمہ و قنات و ڈیرہ ہائے والا شان شاہنشاہی مرتب۔ اول کنارہ پُل سے سمتِ چپ خیمہ سلطانی بانات سلطانی پٹاپٹی کے دو چوبہ، سہ چوبہ، چہار چوبہ، بارہ منزل اور خیمہ دوشالہ کاشمیر نہایت خوبصورت، سہ چوبہ، چہار چوبہ، چہار منزل خیمہ بانات یک تار نہایت بلند، چہار چوبہ دو منزل خیمہ توشک خانہ بادشاہی تیاری بانات سرخ سے۔ سہ چوبہ، تین منزل خیمہ وقنات بہت بلند، غسل خانہ ساتھ ہے۔ پنج منزل خیمہ پشمینہ، بنا بر غسل خانہ، ایک منزل خیمہ وقنات بنا بر توشک خانہ۔ دیگر سہ چوبہ، چہار منزل خیمہ والا شان، بناوٹ باریک باناتی برائے قلم دان، دو منزل خیمہ کھاروہ نو تیار برائے عملہ سلطانی، دو چوبہ و چہار چوبہ پچپن منزل خیمہ وقنات بہت بلند، نو تیار، بنا بر باورچی خانہ سلطانی، گیارہ منزل خیمہ بلند و دور تک نہایت وسیع نو تیار، بنا بر اسپان خاص خاقانی۔ چہار منزل خیمہ بلند مربع، کار باریک، یک رنگ سفید کہ سبحان اللہ! دیکھنے اس کے سے انسان پراگندہ ہو جائے۔ نو منزل اور دو منزل خیمہ نہایت دراز کہ آسمان سے ہم سری کرتے تھے۔ خریدہ۔۔۔[؟] اسباب ٹیپو سلطان سے بادشاہ نے خریدے تھے۔ طرح پٹاپٹی، باریک بانات، بالکل نو تیار کہ حوض اس کے میں چار چار قلابے لگتے تھے، بنا بر میسر چاؤ [چائے] پانی، اور کھانے لاٹ صاحب بہادر کے، مع فرش قالین کاشمیر اور جلوس، جھاڑ اور کنول، مردنگی برابر اور بخیہ ہم رنگ، تین منزل اور سب خیموں والا شان میں دو دو پلنگ نقرئی اور طلائی، جڑاؤ مع اسباب جلوس اس کا اور میزیں، کرسیاں، کار ولایتی، بقیمت بسیار، تعین مرتب اور درست اور دریائے گنگ میں بجرہ بہت بیش قیمت، تیاری ولایتی کہ زمانہ غازی الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ اور نصیر الدین حیدر بادشاہ خلد مکان اور محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل اور امجد علی شاہ بادشاہ جنت مکان کے تیار ہوئے تھے۔ بجرہ پری چہرہ، ایک بجرہ بچکہ قدیم، ایک بچکہ غازی الدین حیدر، ایک بجرہ سلیمان پسند اور ایک بجرہ سلطان پسند الگ۔ اور چار منزل

خیمہ بنابر بگھی خانہ ،وہ بھی بسیار بلند اور تیارنو۔اس میں جو کہ بگھیاں چند لائق سوار ہونے کے آتی تھیں وہ ایستادہ۔ اورایک جانب خیمہ وقنات نواب وزیرالملک بہادر کا۔خیمہ پٹاپٹی سرخ وسفید،دوچوبہ،نومنزل اورخیمہ کھانے اورچاء پانی کااور ہروقت نشست وبرخاست،دوچوبہ چہارچوبہ،چارمنزل اورخیمہ دیگر بنابر مردمان،سہ چوبہ،اکیس منزل اورخیمہ بنابر باورچی خانہ خاص وتصرفی،تین منزل اورتوشک خانہ دوچوبہ دومنزل اورخیمہ بنا برہمشیرہ زادہ نواب صاحب سات منزل اورخیمہ نہایت بلند برائے کچہری نواب صاحب بہادراورجائے نشست پانچ منزل اورخیمہ سہ چوبہ نوتیارکھاروابنابر اردلی لوگ،چہارمنزل اوربعدازاں خیمہ وقنات پٹاپٹی،بانات،راجا بالکشن صاحب دیوان سرکارفیض آثار کے،اورچند خیمہ وڈیرہ بنابرعملہ اورملازمان اردلی لوگ اور ہاتھی،پالکی، نالکی گھوڑے، شتر سواران اور سواران برچھی برداران، خاص برداران اور جملہ مردم ملازم مہاراج ممدوح،بیالیس منزل ۔اورصدہا چھکڑہ خیمہ وقنات سے بھرے کھڑے تھے ۔باعث بارش سے ایستادہونا بہت محال تھا۔اورصدہا چھکڑہ خیمہ وقنات واسباب شہزادگان والاشان کے بھی ایستادتھےاورخیمہ وقنات پٹاپٹی ہمرنگ سہ چوبہ وچہارچوبہ بنابرجرنیل صاحب بہادرمع ملازمان اوررفیقان وہم نشینان ہمگیں کلاں وخورد،اکتیس منزل اور ہاتھی،گھوڑے وپالکی،تامجان،بگھیاں وغیرہ،یہ علاحدہ بے شمار۔اورخیمہ وقنات خوب تیاری،سہ چوبہ وچہار چوبہ،مع نوکران ورفیقان، ہاتھی،گھوڑے،پالکی،بگھیاں،تامجان وغیرہ بنابرآغاحیدرازشہرفیض آبادی،پسرمرزا تقی صاحب انیس منزل اوربعدازاں خیمہ وقنات پٹاپٹی نوبہ نو،بنابرنواب ممتازالدولہ بہادرداد،ملکہ زمانیہ بیگم محل نصیرالدین حیدربادشاہ جنت آرام گاہ،خردوکلاں،سہ چوبہ چہارچوبہ،مرتب،بیس منزل اورباقی میدان وسیع دور تک،چند خیمہ شاہزادگان والاشان قدیم خاندان شاہ اودھ،متفرقات کسی جابیس منزل،اورکہیں تیس منزل،مع ملازمان اوررفیقان ۔ان کے بعد مقام چاءپانی لاٹ صاحب بہادرخیمہ وقنات سفید،دوچوبہ کلاں،نہایت کار باریک وبہتر،خردوکلاں،بارہ منزل ویک جاخیمہ وقنات ونم گیرہ،جملہ جلوس بنابرراجاغالب جنگ بہادرسات منزل وبعدازاں خیمہ وقنات ملازمان ومصاحبان وعملہ نواب صاحب وزیرالملک بہادرمع ہمگیں تیاری آٹھ منزل اوربعدہ خیمہ وڈیرہ مع فیلان واسپان وملازمان ومصاحبان وغیرہ وعملہ نواب بخش علی خان مچھی بھون والاصاحب زادہ مع سب تیاری وجلوس گیارہ منزل وخیمہ وقنات ونمگیرہ مع جلوس وردی باناتی،ملازمان ورفیقان سرفرازالدولہ بہادرچودہا[چودہ] منزل اورایک طرف ملازمان ومردمان عملہ سلطانی واصطبل [اصطبل] وفیل خانہ

وشتر خانہ وغیرہ نمبر جناب مرشد زادہ آفاق بہادر دام اقبالہ وباقی جا بجا صدہا چھکڑہ وخیمہ وقنات وڈیرہ وغیرہ نمبر ایستادہ لدے ہوئے کھڑے تھے، بسبب بارش باران ایستادہ ہونا موقوف رہا۔

کہاں تک لکھوں اور ایک طرف مجمع افواج قاہرہ پلٹن ہمراہی کپتان سُبھا سنگھ مع اسباب خیمہ و قنات وچھولداریاں اور ایک طرف توپ خانہ غلّہ کلاں مع صادق علی خان برادر انجم الدولہ بہادر بجلوس بسیار فروکش تھے۔ اور ایک سمت رسالہ خاص ہمراہی حاجی شریف خواجہ سرا مع جملہ اسباب جلوس۔ اور ایک جانب خیمہ وقنات بسیار جلوس نواب انجم الدولہ بہادر داروغہ دیوان خانہ سرکار فیض آثار مع جملہ اسباب خیمہ وقنات پٹاپٹی و چھولداریاں وغیرہ و ایک طرف دیگر توپ خانہ ہندوستانی چودہ ضرب توپ مع ہمگیں اسباب جلوی فروکش تھے۔ اور اسی قدر پلٹن ہندوستانی تحبیان اور رسالے ہندوستانی برابر میدان وسیع میں دور تک اُترے ہوئے تھے۔

کانپور کی رونق کا حال:

بتاریخ پنجم ماہ نومبر روز جمعہ کے وقت ایک گھنٹہ رات باقی تھی۔ حسب دستور اپنا غسل کر کے اپنے لشکر سے کانپور کی سیر کو چلا کہ جس طرح سنتے میں آیا تھا بے شک اُسی طور پر بلکہ زیادہ رونق افروزی اور زینت۔ مکانات اور بنگلہ ہزار ہا بے شمار لب دریائے گنگ تعمیر تھے اور سقای سڑکوں کے کنکر کٹے ہوئے، اور بازار چوک بھی خوب تیار اور درست تھا کہ شمع فانوس برابر دکانوں [دوکانوں] کے اور بیچ میں سڑکیں درست اور برابر کہ بیان نہیں ہوسکتا ہے کہ بیان کرے زبان اور لکھ سکے قلم۔ اور بارکیں بھی برابر موافق اس کے اور خیمہ وغیرہ درست اور برابر۔ چنانچہ اُسی طور پر دیکھتا بھالتا آگے بڑھا تو قبرستان میں بھی دیکھا کہ ہزار ہا امیر غریب صاحب حشمت وہاں دفن تھے۔ یہ دیکھ کر از حد تحیّر اور غیرت مجھ کو حاصل و غالب آئی اور خیال کیا کہ یہ سب ایک روز مردے لوگ، کوئی جاہ وحشمت پر حکمرانی کر رہا تھا اور کوئی جستجو دولت پر شب و روز تلاش کاروبار رکھتا تھا اور کوئی بے شمار فوج اپنے ہمراہ لیے ملک گیری غیر پر تلاش معاش رکھتا ہوگا اور ایک روز یہ ہے کہ سب صاحب خلق زیر زمین دفن ہوئے اور خاک کا تودہ بنے کھڑے اور پڑے ہیں۔ کوئی نہیں پہچانتا کہ یہ کون کون شخص ہیں، امیر کون ہے اور غریب کون ہیں! اور جتنے دوست و آشنا تھے سب تلاش معاش میں دامن گیر دوسرے دوست کے ہوئے اور کیسے اُن کے نام کے بھی طالب نہیں، فقط زندگانی کے دوست تھے۔ افسوس کیا میں نے اور سمجھا کہ ایک روز یوں ہی خاک کا تودہ ہونا سب کو ضرور ہے اور اعتماد دنیا کا نہیں

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب طرح کی سرا ہے کہ جس میں شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

بقول سعدی شیرازی:

مکن تکیہ بر عمر ناپایدار
مباش ایمن از بازی روزگار[۳۱]
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسہ نہیں کل کا

یہ حال دیکھ کر آگے بڑھا تو آمد لاٹ صاحب بہادر کا غلغلہ پڑتا ہوا۔ یہ عاجز بھی ایک جا گہ چند عرصہ بیشتر جا پہنچا کہ جملہ جلوس سواری لاٹ بہادر کا اور مجمع رسالوں انگریزی اور ہندوستانی کا واقع ہوا کہ قریب تالاب کے، کہ وہ تالاب صوبہ دار کا مشہور ہے، بندہ وہاں گوشہ پکڑ کر کھڑا ہوا کہ اتنے میں جناب لاٹ صاحب بہادر مع چند مصاحبان انگریز داہنے بائیں اور صاحب اور صاحب وردی مع چہار گوشہ کلاہ اور سیاہ پروں کی جھنڈی، دستانے [دستانے] سابری [؟] سے آراستہ، برابر لاٹ صاحب بہادر کی گھوڑی دور کابہ پر سوار چلے آتے تھے چنانچہ ایک صاحب، نواب مشہور ہیں[۳۲]، میرے برابر کھڑے تھے مجھ سے پوچھنے لگے کہ لاٹ صاحب بہادر کون ہے۔ میں نے کہا کہ لاٹ صاحب بہادر وہ ہیں کہ ٹوپی اور کرتی سیاہ پتلوم [پتلون] باناتی، وضع سادی، ایک ہاتھ فرانسیس کی لڑائی میں کام آیا[۳۳] اور ایک ستارہ کرتی میں بائیں طرف لگا ہے۔ ان نواب نے کہا کہ شاید وہ ہیں کہ جو نہایت دراز قد اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ بندے نے جواب دیا کہ یہ لوگ جاہ و جلال اندر کرتی کے رکھتے ہیں اور ہندوستانی سردار عزت اور حشمت باہر۔ اور کرتی میں خاک نہیں رکھتے۔ جناب لاٹ صاحب بہادر یہی ہیں جو کہ وضع سادی رکھتے ہیں۔

اور جلوس سواری کا بھی دیکھنے میں آیا کہ سبحان اللہ جیسا چاہیے ویسا ہی بلکہ زیادہ تھا۔ رسالہ ترک سواروں کا بھی کرتی باناتی اور کلاہ سفید و سرخ بالوں کی جھنڈی نہایت ورکیس تری تری [؟] برابر بندھے چلے آتے تھے اور کاٹھی اپنے موزوں میں آراستہ اور اپنی وردیوں سے سب درست۔ اور ہندوستانی رسالہ بھی خوب

درلیس اور تیار اور خوبصورت جوان سپاہ، پٹی کوٹ لپٹی سر و سبزاور سرخ دگلے، فیتے سب کے مرتب اور افسروں کے فیتے سنہلی [سنہری؟] لگے ہوئے اور موزے سب کے گھٹنوں تک جڑے اور سب قرینے سے درلیس بلکہ مجھ کو یہ ہندوستانی رسالہ بہتر اور درلیس معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ تخم ہندوستانی ملک گرم اسی طرح پر، وردی، موزے گرم پہنے ہوئے۔ اور ملک ولایت ہر موسم سرد رہتا ہے وہاں کا مضائقہ نہیں ہے، چاہے ہر وقت گرم پارچہ پہنا کرے اور ملک ہندوستان نہایت گرم جس پر یہ لوگ اس قدر وردی اور ہتھیاروں سے آراستہ تھے کہ دیکھ کر مجھ کو تعجب آیا۔ جس وقت وہ مجمع سواروں اور پیادوں کا مجھ تک پہنچا طبیعت بہت مضطرب ہوئی کہ گھوڑا میرا ضرور بھڑکے گا اور اس مجمع میں مجھ کو یا کسی اور کو زخمی کرے گا لیکن اس عاصی نے خدا کو برحق سمجھا اور دل میں کہا اللہ میں سب قدرت ہے۔ جس وقت سلامی توپوں کے فیر ہونے لگے، اس وقت گھوڑے نے کان تو ہلائے لیکن بفضل الٰہی سب طور سے خیریت گزری۔ بندے کو گھوڑے کا نہایت دغدغہ اور دہشت تھی لیکن خدا کے فضل سے بخوبی سیر سواری کی دیکھنے میں آئی۔ کیا عرض کروں خوبی اور ریاست پروری انگریزوں کی، بیان نہیں ہو سکتا ہے چنانچہ پرنگل صاحب[۴۴] اور اس عاصی نے اکثر سیر ملکوں کی کوہلور سے تا بنبئی [بمبئی] کہ ایک ساتھ سونا اور کھانا اور ہوا خوری اور باہم رہنا ہر وقت چنانچہ ایک کتاب اوردو [اردو] حال سیاحی ملکوں کا تحریر کیا تھا۔ چھپانے میں در آیا۔ وصف اور تعریف اُن کی بھی اُس میں تحریر ہے۔ حال دوستی محبت اُن کے کا بیان کرنا اور لکھنا عشر عشیر غیر ممکن ہے۔ زبان کو یارا نہیں کہ کوتاہی کرے اور قلم کو طاقت نہیں کہ تحریر کرے۔ چنانچہ کانپور میں پہنچتے، اُن کے ادس [ایڈریس؟] پر صاحب خبر کی، میم سے ملاقات ہوئی کہ بگھی گاڈی [گاڑی] پر سوار آتی تھیں۔ اگرچہ بندہ سے شناسائی نہ تھی خود مجھ کو پہچانا اور سلام و علیک ہوئے اور بڑے عنایات اور محبت محبانہ دونوں صاحبوں نے مبذول فرمائے۔ رب العالمین ان لوگوں کو کیونکر نہ صاحب مرتبت اور بلند منزلت فرمائے کہ وضع کو اپنی چھوڑنا عقل سے بعید جانتے ہیں۔ آفرین صد آفرین! یہ عاجز واسطے تلاش جنگ جو ہاٹس صاحب دوست اپنے دوبارن صاحب کے سرائے میں گیا۔ اتفاقاً کپتان صاحب کپتان ہاپر صاحب سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اگرچہ بندہ ہر چند ہر ایک کی ملاقات سے دور رہتا ہے لیکن قدرت الٰہی کو کیا کروں کہ خود بخود ملاقات ہو جاتی ہے چنانچہ انھوں نے اپنے بنگلے پر بلایا اور کہا کہ ایک صاحب کی تم سے ملاقات کروائیں۔ یہ کہہ کر اپنے ہمراہ مجھ کو لے کر ایک صاحب یوسف ثانی سے ملاقات کروائی۔ یہ عاصی ان کو دیکھ کر از حد تحیر میں آیا۔ کیا باعث کہ جو کچھ طعمہ حسن و جمال چاہیے ان میں

سب تھا کہ جمیع شکل اُن کی سیرت اور صورت حسن یوسفی معمور کہ آنکھیں سیاہ اور بال سیاہ اور دانت باریک مسل [مثل] لڑی موتیوں کی اور بھنویں سیاہ، چہرہ شفاف مثل رنگ چینی کے۔ میں اُن کو دیکھ کر، قدرت خدا کا یاد کر کے، سر بہ زانو رہ گیا۔ چند عرصہ یاد الٰہی میں رہا کہ یا سبحانہٗ تعالیٰ ایسی ایسی تصویریں حسن سیرت وصورت سے آلودہ تیار کیں تو نے۔ خصلت میری خوش آمد نہیں چاہیے کہ شاید خوش آمد سے کہتا ہوں۔ قسم کھانا مردوں کا کام نہیں لیکن یہ تصدیق کہتا ہوں اور نام اُن کا اسٹبر یج جوشلیے [؟] کے صاحب، مصاحب لاٹ صاحب، لاٹ ہاڈنگ صاحب کے، ان کے باپ کا مراتب اڑل دون [کذا] کا وہ بھی لاٹ صاحب سے زیادہ مرتبہ رکھتے ہیں اور ہشت راس ابلق خچر قدم اور تیز رو نہایت خوبصورت کہ چالاکی اور چستی میں یکتا تھے، آٹھویں [آٹھوں] راس برابر بگھی میں آراستہ کہ بگھی کو ان کے باعث زینت اور رونق تھی۔

شاہ اودھ واجد علی شاہ کی لاٹ صاحب سے ملاقات:

بعد ازاں بتاریخ ششم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی مطابق ہشتم شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری[۳۵]، روز ہفتہ، آمد حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی سلطان العالم واجد علی شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہم وسلطنتہم، اس قدر اس رونبا رش باران خلقت کو پریشان کیا تھا کہ تمام مخلوقات عمدہ لکھنؤ اور جملہ انبوہ افواج قاہرہ مع وردیاں بانات جلوسی زرنگار بر بادۂ خراب تھے اور سب خیمہ وقنات، ڈیرے پانی میں سرشار اور جتنا جلوس کہ بادشاہ سلامت نے ترتیب وزینت دیا تھا، گنگا کی ریت میں۔ باغات اور پائیں باغ میوہ نارنگی و چکوترے و کیلے و نیمبو و سردے وغیرہ اور چمن بندی اور درخت میووں سے پر تھے وہاں پر عقل بشر حیران تھی کہ یہ تجویز آدمی کی بات کی تھی۔ بے شمار روپیہ بادشاہ سلیمان جاہ نے صرف کیا اور خیمہ دوشالہ اور بانات سلطانی اور فرش وفروش شیشہ آلات جھاڑ بہت اور دیوارگیری کنول وفانوس ومردنگیاں ہانڈیاں وغیرہ سب بطور کوٹھیوں شاہی قدیم کے اُن خیموں عالیشان میں آراستہ اور مرتب تھا اور جمیع افواج بنا بر آمد لاٹ صاحب بہادر کے تیار ہو گئی تھی چنانچہ اسی طرح آمد لاٹ صاحب بہادر بادشاہ سلیمان جاہ کے واسطے ہمگیں افواج جلوسی تیار اور پانچ پانچ کوس پر توپ خانے سلامیوں کے لیے لگے ہوئے تھے اور ڈاک سواروں کی بیٹھی تھی کہ مقام مقام بر سبیل ڈاک سلامی توپوں کی ہوتی چلی آتی تھی اور یہاں مقام لشکر سے رسالہ خانیں ہمراہی حاجی شریف اور رسالہ خاص سلیمانی اور سلطانی ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر مع جملہ جلوس اور دونوں رسالے خورد وکلاں جھیاں،

یکی ہمراہی نبی بخش خان رسالدار، دویم ہمراہی نواب ناصر فیروز الدولہ بہادر اور رسالہ ترک سواران زنبورچکی اور جمیع مردم ہندوستانی انگریزی اور رسالہ سواران زرہ پوش واسطے استقبال حضرت ظل سبحانی خلد اللہ ملکہم کے روانہ ہونے لگے اور ڈاک سلامیوں توپ خانہ ہائے جابجا ہفت جگہ مقرر تھیں۔ کہ جس وقت اپنی کوٹھی خاص سے رخصت شہنشاہ نے پائی اول روز کوٹھی موسیٰ باغ میں دو روز مقام فرمایا بعدہٗ درگاہ شریف جناب عباس علیہا علیہا السلام میں دسترخوان نہایت بھاری اور نذر و نیاز چند در چند کر کے اول مقام دلکشا کوٹھی میں قرار فرما کر روانہ کانپور ہوئے کہ فقط بگھیوں کی ڈاک پر تشریف فرما اور رونق افزا ہوئے کہ تاریخ ششم نومبر مطابق بست ہشتم ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز ہفتہ کو سب رسالہ انگریزی ترک سواران اردلی خاص دہچہ بدہچہ اپنے عہدے سے اُس سڑک پختہ پر با نبوہ بسیار برابر برابر دور تک کہ گویا گنگا جمنی گھٹا چھائے تھی۔ اور اُس کے بعد رسالے ہندوستانی زرہ پوش اور زنبورک بعد ازاں بطور رسالے کے خوش پوشاک اور اہل دوشالہ اور رومال و شملے وغیرہ قرینہ بقرینہ دستور شاہی، بعد ازاں بگھی خاص سواری حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حضرت سلطان العالم واجد علی بادشاہ شاہ غازی خلد اللہ ملکہم ُ اُس بگھی میں بادشاہ سلامت پوشاک سلطانی تاج زریں و مالہ [مالا] مروارید و جواہرات بیش قیمت آراستہ فرمائے ہوئے اور دو صاحبزادگان بلند رتبہ برابر بٹھائے ہوئے۔ اُس وقت وہ جلوس دیکھ کر عقل بشر حیران تھی۔ تحریر و تقریر کو یارا نہیں کہ وہ بیان کرے اور لکھے۔ سبحان اللہ یہ تختہ چھوٹا سرزمین ولایت ہندوستان میں عجب دیکھنے میں آیا جو کہ قرینہ اور آئین اور خوش وضعی اور خوش تقریری پائی گئی، بیان اُس کا کہاں تک کروں ہو سکے کہ جس وقت بادشاہ سلامت داخل خیمہ ہائے سلطانی، وہ خیمہ بھی نہایت جاہ و حشمت بلند مرتبت تھے کہ آسمان سے ہمسری کہ سب خیموں شاہی میں برابر جھاڑ اور کنول اور ہانڈی اور مردنگی اور دیوارگیری وغیرہ کہ فراشوں نے اُن کو کوٹھیاں بنا دیا تھا اور دو منزل خیموں دوشالوں کے، بلند مرتبہ رشک دہ کارخانہ ارزنگ [ارژنگ] مع قنات کاشمیری کہ اُس کی باریکی اور قیمت غیر بہائی اور دو گیری اُن کے آگے دوشالوں کی۔ اور دو منزل خیمہ بہت بلند چہار چوبہ بانات سلطانی تیاری نو بنو شاہ ٹیپو سلطان بہادر کی بناوٹ پٹا پٹی کہ کبھی یہ چیزیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ اور شال پٹا پٹی کی اور بیس بیس خیمہ بانات کے جا ء پانی وغیرہ اور متفرقات ضروریات کو ایستادہ تھے۔ اور پانچ منزل خیمہ و قنات نہایت بلند رتبہ بیگمات کے واسطے کہ قنات سہ قد آدم، چوطرفہ دور تک میدان کنارہ گنگا کا سرخا سرخ تھا۔ اور اُس قنات کے میدان میں پائیں باغ تیاری

میووں سبزا سبز کی تازہ بتازہ اور چمن درخت ہا پھولوں سے مہک رہے کہ سب باغات موافق مکانوں بادشاہوں کے کہ جس میں ہزار ہا برس کی تیاری ہوتی ہے، اُسی طرح سب جلوس مہیا تھا لیکن برسنے پانی نے سب کیفیت اور بہار کھو ڈالی کہ نقصان مال شاہی لکھو کھا روپوں کا واقع اور ہزار ہا اسباب بیش قیمت سب بارش میں برباد و بے شمار ہو گیا۔ اور دکاندار لوگ مال و اسباب اپنے کو ہاتھ دھو بیٹھے اور سب جلسہ بد رنگ ہو گیا۔ بعد داخل ہونے سواری کے صد ہا سواریاں امیروں اور رفیقوں شاہی کی تا شام آمد و رفت رہیں۔ جس وقت شاہ والا، رونق افزا لشکر ظفر لے کر ہوئے اُس دم سلامیاں توپوں کی اس قدر پڑنے لگیں کہ ایک ایک کو ایک کی بات سنائی نہیں دیتی تھی۔ پہلی سلامی توپ خانے ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر کی فیر ہوئی۔ بعد ازاں بڑے غلہ کی۔ بعدۂ سب توپ خانے فیر ہونے لگے۔ جس قدر میدان گھاٹ گنگا کا اس پار، عمل جہاں پناہ سلامت کا تھا قریب دو کوس تک برابر برابر کنارہ گھاٹ کے مثل جنت الماوا نظر آئے دیتا تھا۔ اور بازاریں جتنی اوپر کتاب کے قلم بند کی گئیں وہ سب اپنے قرینہ بقرینہ بآرائش مرتب تھیں۔ اول ایک بازار کلاں باڈیرہ و خیمہ و قنات پیچھے قنات شاہی کے لب دریائے گنگ چلا گیا تھا کہ اس میں یہ نعمت اور اسباب دنیا کا مہیا اور ایک طرف بازار کلاں چوطرف۔ اُس کو بازار چوپڑ کہتے تھے۔ قرینہ شاہی سے مرتب تھا لیکن سب امیر و غریب، نوکر و غیر نوکر بارش سے نہلا کر پہنچے اور بلکہ جمیع ٹیروں [؟] میں جانور و آدمی بہت ہلاک ہوئے کہ بیان اُس کا مشکل ہے اگر تحریر ہوئے گا۔ جس وقت شاہ سلامت خیمہ سلیمان پسند اور سلطان پسند میں داخل ہوئے اُس وقت اندر میدان قنات اور پائیں باغ میں قریب پچاس نفر خواجہ سرا ے دست بستہ مع پوشاک زرتار و دوشالہ و رومال، قرینہ جلوس کے حاضر، اور نوبت خانوں میں برابر مبارک بادی شروع ہو گئی اور ہزار ہا ڈیرے طوائفوں کے، ملازم شاہی، اپنی اپنی خوش پوشاک اور خوش آوازی سے مبارک بادی گا رہیں۔ کیا خوش وقت تھا۔ باایں تیاری افسوس بھی نہایت ہوتا تھا کہ بارش کے باعث سب جلسہ مٹی ہوا جاتا ہے لیکن ابھی ملاقات کو لاٹ صاحب اور جہاں پناہ سلامت کی عرصہ معلوم ہوتا ہے۔ بارش جمعہ کے روز سے شروع تھی اور ساعت ملاقات کی منگل کے روز تقرر پائی تھی۔ اس سبب سے درگاہ معبود میں امید قوی تھی کہ سبحانہٗ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کرے گا اور ضرور بادل کھل جائے گا۔

چنانچہ امروز بتاریخ نہم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی روز سہ شنبہ مطابق بست و نہم ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری وقت صبح کے جناب جرنیل صاحب بہادر آئے۔ بادشاہ کے اور نواب وزیر اعظم اور بہنوئی بادشاہ کے بنابر

ملاقات لاٹ صاحب بہادر کے کانپور تشریف فرما ہوئے۔ تجمل اور جلوس شاہانہ مع افواج اور اردلی لوگ برچھی بردار، بھالہ بردار، بان بردار اور ایک رسالہ ہندوستانی سواروں زرہ پوش ہمراہ رکاب اور متفرقات سواران ہندوستانی اور بھائی بند، عزیزان ورفیقان وشہزادگان ہاتھیوں زیور گنگا جمنی پر سوار۔ اول ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا مع زیور نقرئی وطلائی مغرق جڑاؤ بجواہر اور جناب جرنیل صاحب بہادر بھی بایں پوشاک سلطانی مندیل بجواہر زعہ[؟] اور کلغی، مالا مروارید مغرق بجواہرات نادرہ سے اور اُن کے برابر بایں جلوس موصوفہ ہاتھی مغرق جڑاؤ بجواہرات نواب وزیر الاعظم بہادر کا کہ وہ بھی زیور گنگا جمنی سے، برادر جناب نواب صاحب بہادر بھی بہ پوشاک جواہرات وزارت میں مغرق تھے اور اُن کے مطابق ہاتھی بہنوئی بادشاہ کا۔ بعدہٗ انبوہ ہاتھیوں میں بزیور نقرئی اور طلائی عزیزان وشہزادگان ورفیقان شاہی کا۔ اور سب صاحبوں کے ملازمان، اردلی لوگ وردیوں بابات جلوسی سے سرخا سرخ پہنے ہوئے، اور چار پانچ ہزار روپے واسطے لٹانے کے برابر ہاتھی پر موجود اور وزیر الاعظم بہادر بھی اسی طرح پر، کہ ایک بار دردولت سلطانی سے وقت سوار ہونے کے چھرا روپیوں کا چلا کہ شہدے لکھنؤ کے ہزارہا اور متفرقات مخلوق تماش بین لوٹنے پر مستعد ہوئے۔

کہ جس وقت سواریان شاہی میدان ناپو گنگا میں پہنچیں وہ میدان قریب ایک کوس، سیر کی چاندی اور سونے دار جواہرات بیش قیمت سے سب گنگا جمنی بن گیا۔ عجب کیفیت سواریان دکھاتے تھے۔ وہ وردیاں سواروں کی اور وردیاں اردلی لوگوں کی جملہ سبز سب رنگ کی دے رہیں تھیں [کذا] اور گنگا جی کو ایک خوبصورتی حاصل تھی۔ اور وہ ناڈن کا پُل کہ دونوں طرف اُس کے دیوار گیری کپڑوں رنگین کے اس پار سے اُس پار تک۔ ایک طرف گلابی اور ایک طرف سبز دھانی اور سب کے اوپر پھریرے پر چھڑ گئی، کہ اس پار سے اُس پار تک میدان ناپو گنگا کا مثل گلستان جنت الماوا نظروں میں گزرتا تھا اور وہ چھڑ کا [چھڑ کاؤ] قدرتی کہ تین روز پیشتر خدا نے گرد وغبار کو دفع کر دیا تھا اور اُس میدان میں روپوں کا لوٹنا شہدوں کا اور مجمع مردم افواج مع وردیاں باناتی نقرئی وطلائی کا اور سب شہدے لکھنؤ کے اور کانپور کے گورے شہدوں کے بابا اُس ریت میں مثل ماہیان بے آب گابڑے [گھابرے] لوٹ رہے تھے۔

آخرش اُس طور جلوس وجاہ وحشمت سے سواریاں جناب جرنیل صاحب بہادر کی، خیمہ لاٹ صاحب بہادر تک داخل ہوئیں کہ اُس جگہ سب پلٹن توپ خانہ وغیرہ اور جمیع فوج لاٹ صاحب بہادر کی خیمہ

عالیشان پر بجی تھیں ۔بڑے تزک سے سلامی جناب جرنیل صاحب بہادر کی اُتری اور دو ترپ [طرف؟] رسالہ تزک سواران اور رسالہ سواران ہندوستانی وردیوں سے نہایت درلیس اور پلٹن تلنگان ہمراہی لاٹ صاحب بہادر اُس میدان ڈیروں میں برابر بجی تھیں کہ سواریاں جناب جرنیل صاحب بہادر اور وزیر المما لک بہادر اس جاہ وحشمت سے متصل ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر داخل ہوئیں کہ اول چھوٹے صاحب بہادر اور لاٹ صاحب بہادر پاس گئے کہ ایک بارتا بہ صحن ڈیرہ ہاے عالیشان لاٹ صاحب، واسطے استقبال جناب جرنیل صاحب بہادر کے تشریف لائے اور دست بدست مسکراتے ہوئے خوشی بخو رمی [بخرمی] جرنیل صاحب بہادر کو لیا اور لاٹ صاحب نے سلام کیا اور ان سبھوں نے سلام کیا کہ نہایت مہربانی اور عنایات لاٹ صاحب نے فرمایا اور اندر خیموں میں لے گئے کہ چند عرصہ گفتگو شیریں ادا فرمائی اور حقوق تواضع و مدارت سے پیش آئے اور کچھ تحفہ وتحا ئف جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب بہادر کو لاٹ صاحب نے مرحمت فرمائے اور مہربانی از حد اور توجہات نہایت اور خاطر داری دوستانہ سبھوں کے حال پر مبذول فرمائی اور عرصہ دو گھنٹہ تک آپس میں گفت و شنید خلوتانہ صادر رہی ۔بعد ازاں ایک بار برخاست ہوئی کہ بجر دسب رسالہ پلٹن اور توپ خانہ بنا بر سلامی درلیس ہو گئے ۔کہ سب صاحبان برآمد ہوئے اور لاٹ بہادر نے بخرمی رخصت فرمایا کہ ایک بار سب جگہ سلامیاں بجنے لگیں اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الاعظم بہادر مع سب شہزادگان و رفیقان و عزیزان وغیرہ اپنے اپنے، درجہ بدرجہ سوار ہوئے کہ ایک ساتھ پھر چھڑ ا روپوں کا چلنے لگا اور شور وغل تماش بیان و شہدان و مردمان فوج کا مچ گیا ۔از ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر تا بہ خیمہ سلطانی مفاصلہ [فاصلہ] قریب دو کوس کا تھا ۔ہمگیں راستہ گل دار مثل بہشت معلوم ہوتا تھا اور سوائے سیم و زر کے دوسرا امر نہ تھا ۔اور مجمع مخلوقات تماش بین اور مردم سپاہ سے میدان تاپو گنگا کا گنگا جمنی تھا ۔آخر ش بایں تزک وجلوس وہاں سے سواری ممدوح روانہ ہوئی ۔اُسی طرح روپیا لٹاتے ،جاہ وجلال سے داخل خیمہ ہاے شاہی ہوئے کہ تمام کانپور میں شہرت سخاوت شاہ اودھ ہویدا اور روشن ہو گئی ۔بعد ازاں بتاریخ سی (۳۰) شہر ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہار شنبہ مطابق دہم ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی کو تمام افواج قاہرہ کے افسران کو احکام شاہی نازل ہوئے کہ پہر رات باقی رہے، سب افواج رسالے اور توپ خانے اور پلٹنیں وغیرہ در دولت وفلک رفعت سے تا باس پار گنگا کے پُل تک آراستہ ہوویں گے اور سب توپ خانوں میں چوبدار سلطانی، احکام شاہی پہنچا گئے کہ جس وقت بادشاہ سلامت سوار ہوئیں اُس وقت سب توپ

خانوں میں فی توپ خانا کیس فیر سلامی ہووے۔اور وقت ملاقات لاٹ بہادر اور جہاں پناہ سلامت کے، پھر سلامی فیر ہو۔اور بعد داخل ہونے خیمہ والاشان کے پھر سلامی توپوں کی سر ہوئے۔حسب الاحکام بادشاہی سب افسران سواران و پیادگان رات اُس میدان میں جمنا شروع ہو گیا کہ جتنے رسالے انگریزی اور رسالے ہندوستانی اور پلٹن انگریزی اور ہندوستانی ملازم شاہی اور جملہ توپ خانے انگریزی اور ہندوستانی اُس ٹاپو دریاے گنگ میں تا بہ دو کوس وہ جلوسی وردیاں آراستہ کیے، تیار وہوشیار حاضر تھے۔ایک جانب رسالے انگریزی؛ اول رسالہ ہمراہی حاجی شریف، بعدۂ رسالہ شیدیان ہمراہی علی بخش خان رسالدار، بعدۂ رسالہ خورد شیدیان ہمراہی فیروزالدولہ نواب ناظر، بعدۂ رسالہ سلطانی مع وردیاں اور اسباب جنگی اور سلحی ہمراہی جان نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر بعد ازاں رسالہ ترچھا[؟] ہمراہی رضی الدولہ بہادر، بعد ازاں رسالہ شتر سواران زنبور رکچی، بعد ازاں رسالہ ہندوستانی زرہ پوشان، اور رسالہ میدو خان، اور رسالہ ہمراہی لعل خان، اور رسالہ ہمراہی تہور خان، اور ایک طرف پلٹنیں انگریزی؛ اول پلٹن ہمراہی کپتان میکنس صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان بنوری صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان بارلو صاحب بہادر، بعد ازاں پلٹن ہمراہی کپتان صوبہ سنگھ، اُس کے بعد پلٹن ہمراہی خورشید علی سوار بعد ازاں دو پلٹن انگریزی قدیم ہمراہی ٹھاکر سنگھ تربیدی اور اُس کے بعد پلٹن ٹوپٹی[؟] خاص ہمراہی منجھلے صاحب پسر فتح علی خان کپتان۔اسی قدر چند پلٹنیں دیگر، ہزار ہزار جوان کی، اُس میدان دو کوسہ میں برابر جمنے لگیں کہ ہر طرف سر خاسر خ زنا رکا رخانہ تھا اور بعد ازاں فوج ہندوستانی رسالے اور پلٹنیں وغیرہ یک قطار حد تک جمتی چلی گئیں۔

خلاصہ یہ کہ وقت صبح کے شہر کانپور اور شہر لکھنؤ بجز آدمی اور ہتھیار اور سواریوں بے شمار کے دوسرا امر نہ تھا اور سب جلوس خاندان بادشاہی، وہ بگھیاں اور بہت بہل اور گھوڑے و ہاتھی و تامجان و بوچہ کہ زمانے میں دیکھنا مشکل ہے اور وہ خاص گھوڑے، اسباب نقرئی وطلائی و جڑاؤ اور خاص ہاتھی بزیورِ بیش قیمت جڑاؤ اور طرح طرح کا اسباب نادیدہ در دولت سے تا بہ خیمہ والاشان لاٹ صاحب بہادر تک [کذا] یوں ہی روانہ تھا۔سبحان اللہ تحریر و تقریر کو گنجائش کہاں تک کہ یہ سامان نادیدہ و شنیدہ عرض کرے۔آخرش قریب آٹھ بجے، جہاں پناہ سلامت سوار ہوئے تو ایک ساتھ سب توپ خانوں میں؛ کہ جن کا حال اوپر کتاب کے تحریر کیا گیا، مہتاب چڑ گئیں۔اور وہ مجمع ہاتھیوں شاہی کا، معلوم نہ ہوتا تھا کہ بادشاہ کون ہے۔صدہا ہاتھی شہزادوں کے برابر نقرئی و

طلائی جڑاؤ سے پہنچے ۔بادشاہ کی قطار کی قطار دور دور تک ۔یہ معلوم ہوتا تھا سب ہاتھیوں پر چلے جواہرات کے بیٹھے ہیں ۔سب کے آگے فیل بادشاہ کا اور سمت راست کے، ہاتھی بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب کا، اور ایک طرف ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا اور ہاتھی نواب صاحب کا اور پیچھے سواری[۳۶] بادشاہ کی ۔دور تک قطار ہاتھیوں امیروں کی کہ انسان کہاں تک بیان کرے ۔آہستہ آہستہ سواری بادشاہ کی چلی اور دو طرفہ چھرا روپوں کا چلنا شروع ہوا چنانچہ اتنا روپیہ اُس دم بادشاہ نے لٹایا کہ تمام کانپور میں شہدے اور گورے باعث گرد وغبار کے بد شکل ہو گئے ۔جس وقت سواری سلطانی اُس پار کنارہ پُل کے پہنچی، واسطے سلامی کے توپ خانہ گوروں کا تیار تھا۔ ایک ساتھ توپ پر بتی پڑ گئی۔

اور جب سواری شاہ کی اندر شہر کے پہنچی تو کوچہ وبازار میں قدم رکھنے کو انسان راہ نہ پاتا تھا اور اُس طرف خیمہ بلند، مرتب لاٹ صاحب بہادر کے، ایک مجمع عظیم فوج کا بپا تھا کہ برابر قرینہ بقرینہ رسالہ ترک سواروں کا اپنی جا اور پلٹن اپنے عہدہ پر ۔جس وقت سواری جہاں پناہ کی قریب ڈیرہ لاٹ صاحب بہادر پہنچی تو اُس وقت ہاتھی چھوٹے صاحب کا آگے بڑھا ۔کیا باعث کہ پیشتر سے لاٹ صاحب بسواری فیل، بنابر پیشوائی حضرت ظل سبحانی، خلیفۃ الرحمانی چلے تھے ۔تھوڑی دور چھوٹے صاحب بڑھ کر لائے ۔اُدھر سے لاٹ صاحب بہادر، ادھر سے جناب بادشاہ سلامت؛ دونوں شاہ ہم چشمان ہوئے کہ بمجرد چشم ہائے دوستانہ کی ۔لاٹ صاحب بہادر نے تاج شاہی اُتارا اور جہاں پناہ نے سلام کیا ۔کہ دونوں شاہ والا شان خوش وضعی سے مسکرائے اور آپس میں ہاتھ ملا کر برسم انگریزی ملاقات ہوئی ۔اور ایک بارتوپوں پر بتی پڑی اور سلامی ہونے لگی ۔اُس وقت شہزادوں کے ہاتھیوں کا از حد مجمع عظیم تھا اور صدہا ہاتھی امیروں اور رفیقوں کے اور بے شمار سواریاں انگریزوں کی؛ کوئی بگھی پر، کوئی ٹمٹم پر، کوئی اوقات غریب ہمراہ کہاروں کے پیدل تماشا دیکھنے کو آئی تھیں ۔کہ اُس وقت وہ میدان کثرت جھولوں ہاتھیوں زردوزی اور وردیوں سے زرتار سے گنگا جمنی تھا ۔وہ بگھیاں بادشاہی بیش قیمت ایک آٹھ گھوڑوں کی، کہ سنہری گھوڑیاں اُس میں جوتی ہوئیں اور چار بگھیاں جلوسی نہایت کار ہنر اور خوش رنگ انگریزی ولایتی بنی ہوئیں کہ جس کے کوچوان بھی وردی بانات سلطانی کا رنقرئی وطلائی کہ ایک ایک جانب جس کی سلمہ ستاروں سے پر تھیں ۔اور دو بگھیاں دو گھوڑیوں کی، وہ بھی ولایتی تھیں کہ جس پر غلاف بانات سلطانی زردوزی پڑے ہوئے ۔اور وہ راس ہشت بگل کہ تیاری ولایتی، زمانہ نصیر الدین حیدر بادشاہ، خلد آرام گاہ نے

بقیمت مبلغ سترہ ہزار روپیا کو خرید فرمائی تھی اور اُس میں آٹھ زنجیر فیل جھول نقرئی وطلائی با بات سلطانی، سرخ رنگ برنگ آراستہ، اور اُس کی تعریف میں زبان لغزش کرتی ہے چنانچہ کبوتر جالی چوبی نہایت با وضع، ہمراہ رکاب شریف آئی تھی۔ اُس ابر سیاہ میں کبوتر بھی اُڑتے کیا بہا[ر] دیتے تھے۔ عجب سیر معلوم ہوتے تھے۔ اور رسالہ پلٹن ہمراہی جناب لاٹ صاحب بہادر بھی بہت درلیس اور تیار جیسا کہ چاہیے۔

اُس وقت جہاں پناہ سلامت مع مرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الممالک بہادر اور شہزادگان بہادر، اندر خیموں کے لاٹ صاحب پاس بیٹھے کہ لاٹ صاحب بہادر اور بادشاہ سلامت سے از حد بخرمی ملاقات پیش آئی۔ کہ لاٹ صاحب نے چھ راس گھوڑے منجملہ ان میں گھوڑے عرق گیر دوشالوں کا شمیر اور زیور سونے کے خالص اور بناوٹ نہایت باریک اور تین راس گھوڑے نہایت اہل نسل، تیز قدم، دورکابی لائق تصویر، عرق گیر اُن کے بھی دوشالوں کے بیش قیمت، اور زیور اُن کا چاندی کا، بناوٹ باریک اور چار زنجیر فیل کہ جھولیں اُن کی مخمل کاشانی، کام نہایت باریک کلابتوں سلمہ ستاروں سے مغرق زری تھی۔ اُس میں دو زنجیر ہاتھی عماری دار طلائی اور زنجیر ہاتھی ہودج نقرئی گل رنگ دستر اور ایک خیمہ دوشالہ کا شمیر کا اور کام نہایت باریک اور نو بنو تیار، مع شمگیرہ دوشالہ کا کہ وہ بھی لائق دید تھا اور کچھ متفرقات پلنگ نقرئی اور طلائی کہ اُس کا کام بہت باریک اور گنگا جمنی تھا اور چند در چند کلمات خوشی و خرمی مابین جہاں پناہ اور لاٹ بہادر میں پیش آئے کہ بخوبی تمام خوشی سے ملاقات صادر ہوئی۔ تا عرصہ سوا گھنٹہ جہاں پناہ سلامت خیمہ لاٹ صاحب بہادر میں رونق افزا۔ بعد اُس کے جہاں پناہ سلامت بگھی میں سوار ہوئے۔ وہ بگھی کہ جس میں آٹھ راس گھوڑیاں تیز قدم اصیل جوتی تھیں۔ اور صاحب کلاں اور اور صاحب خورد بھی بگھیوں میں سوار اور جرنیل صاحب بہادر، مرزا ولی عہد بہادر و وزیر اعظم بہادر اور شہزادگان بادشاہی ہاتھیوں اور بگھیوں پر سوار چلے آتے تھے۔ کنارہ خیمہ لاٹ صاحب بہادر سے تا بہ خیمہ والا جاہ تک سواریاں انواع انواع جلوس سے بانبوہ کثیر چلی آتی تھیں۔ عجب کیفیت تماشائے دنیوی تھا چنانچہ پھرتی دفع [دفعہ] بادشاہ سلامت نے روپیا نہیں لٹایا۔ کیا باعث کہ سبب لٹانے روپوں کے، نہایت ولولہ و غلغلہ برپا ہوگیا۔ رنگ جلوس سواری شاہی کا ابتر تھا۔ بلکہ وہ شہدے بھی جان سے مرے۔ اس باعث روپیہ لٹانا مناسب نہ جانا اور صاحب خورد نے خود بادشاہ کو ممانعت کی کہ روپیا لٹانے میں خون ہوا اور کئی زخمی ہوئے اور جس وقت بادشاہ نے اندر شہر کے روپے پھینکے، بے شمار شہدے، زنانہ، اشرافوں میں

گھس گئے ۔مبلغ ہفت ہزار روپیہ واسطے لٹانے کے ہاتھی پر رکھے گئے تھے وہ سب لٹا دیے،جس وقت بادشاہ سلامت مٹھی بھر کر پھینکتے تھے،تمام زمین نقرہ معلوم ہوتی تھی۔

بعد سوار ہونے جہاں پناہ کے پھر سلامی توپ خانے انگریزی کی فیر ہوئی ۔تمام کانپور میں کثرت مخلوقات سے زمین معلوم نہ ہوتی تھی اور مکانات کے کوٹھوں پر اور برآمدوں پر عورات اپنی پوشاک اور بے شمار بناوٹ سے لبیا راپستا دتھیں اور انگریزنی بہت ۔جس وقت سواری بادشاہ کی اس جاہ وحشمت سے پار گنگا کے خیمہ والا شان یعنی در دولت وفلک رفعت کے قریب رونق بخش ہوئی اور شور وغل داخلہ سلطانی ہوا ایک بار سب توپ خانوں انگریزی اور ہندوستانی میں مہتاب پڑ گئی کہ گویا وہ تختہ زمین کا اُلٹا جاتا تھا اور تمام میدان تا پو گنگا کا اور کانپور کا مارے انبوہ اور شور وغل خلائق وتماش بین اور مردم افواج قاہرہ سے ایک آواز تھے اور خوبصورتی وردیوں طرح طرح بکار زر دوزی نقرئی وطلائی بانات سلطانی اور مخمل کاشانی رنگ برنگ سے میدان بہشت تھا ۔سبحان اللہ! آگے بھی قدیم لوگوں سے سنا کرتے تھے کہ غازی الدین حیدر خلد مکان نصیر الدین حیدر جنت مکان آگے بھی واسطے پیشوائی جناب لاٹ صاحب بہادر کے کانپور تک تشریف فرما ہوئے لیکن یہ امورات اور جلسہ، ٹھاٹھ [ٹھاٹ] کارخانہ سلطانی اور صرف لکھوکھا روپیا اور کثرت خیمہ وقنات بیش قیمت وخوش نما، بازاروں اور جلوس روشنی وآتش بازی اور اسباب عجائبات کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا ۔یہ بادشاہ بھی موافق زمانہ گئے کے، کیا خوب اہل طبع اور سجا تخت نشین ہوا ۔خداوندا اُس کو ہمیشہ باترقیات جاہ وجلال اور اقبال شاہی سے سلامت باکرامت رکھے اور آفتاب شاہی اس کا لایزال رہے آمین برب العباد ۔اور لاٹ صاحب بہادر بھی لاثانی لاٹ ہندوستان میں تشریف لائے ۔نہایت جلوس اور فوج قاہرہ مرتبہ شاہی سے متمکن تھے اور جملہ امور خوش نما اور باوضع کہ جہاں پناہ سلامت بھی از حد راضی وخوشی ہوئے اور ہر باب میں ثنا وصفت فرماتے تھے اور ایک امر اس عاصی کے خیال میں نہیں سماتا کہ باوجود آئین ومرتبہ بندوبست کمپنی بہادر کے کہ بدون احکام کمان افسروں کے، کوئی امر جا، بیجا ہونا غیر ممکن ہے ،جس وقت بادشاہ سلامت کانپور میں روپے پھینکتے تھے اُس وقت شہدے لوگ لکھنؤ کے بھی کام رکھتے ہیں، روپے لوٹتے تھے، لیکن گورے لوگ ملازم کمپنی بہادر بھی ہمراہ شہدوں کے روپیا لوٹتے تھے ۔یہ بات دیکھ کر بندہ کو از حد تحیر اور غیرت غالب آئی کہ باوجود سخاوت اور داد ودہش وغربا پروری اور حقوق وعہدہ شناسی انگریز کمپنی بہادر کے، یہ کام گوروں کا نہ تھا ۔کیا باعث کہ وہ ملازم سرکار کمپنی بہادر ہیں ۔یہ کار شرمندگی تھا۔

بعد داخل ہونے شاہ والا کے کہ جس وقت داخل خیمہ ہائے شاہی ہوئے، ایک بار ناچ ورنگ شروع ہوگیا اور مبارک بادی چہار طرف ہونے لگی اور بین والا ملازم بادشاہی باجہ ہائے انگریزی میں مبارک باد بجا رہے تھے۔ زمین وخیمہ ہائے مظہر عالم سکوت تھے۔ یچ لکھتا ہوں میں کہ وہ وقت کارخانہ کا روبار جنت الماوا پر ایسا بقولیکہ:

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمیں است، ہمیں است و ہمیں است[۳۷]

ہر سمت آواز طبلہ و سارنگ اور چہار طرف بانگ باجہ ہا بین انگریزی اور بہت نوبت خانوں میں ڈیوڑھ مات پر ''ہمیشہ دلبری سو جان مبارک باشد'' بج رہے تھے اور کچھ کہ سامان روشنی وآتش بازی ہزار ہا روپے کا واسطے ملاحظہ لاٹ صاحب بہادر کے تیار کیا گیا تھا۔ سو تیاری چا ءپانی لاٹ صاحب کی، وقت صبح کے تقرر پائی اور آمد شب کی موقوف رہی۔ اسی سبب سے وہ صرف بقیمت مبلغ ہفت ہزار روپیہ اور روشنی دہ ہزار روپے کا[کذا] رات کے وقت بادشاہ سلامت نے اپنے سامنے پھکوا دی کہ اس روز شام سے پہر رات، بلکہ زیادہ رات تک وہ آتش بازی سر ہوگئی کہ اُس میں جملہ قسم کی آرائش تیار تھی۔ غبارے جو کہ اُڑائے جاتے ہیں گیا رہ اور قلع بہت بلند مسالے اور پڑاقوں کی دوار[دیوار] آرائشی چرخیاں وغیرہ صدہا اور انار صدہا توکری، دوسیرا، سہ سیرا، چہار سیرا اور ہوائیاں چھوٹی اور بڑی ہزار ہا اور مہتاب قسم قسم کی بے شمار، جس قدر تھیٹ ٹھر[تھیگر؟] میدان کنارہ دریاے گنگ میں گاڑے گئے تھے، وہ سب روشن کروا کر جلوا دیے۔ خیال کرنا چاہیے کہ اُس میں کس قدر صرف پڑا ہوگا۔ چنانچہ وہ سب سامان ہنر دوبارہ لکھنؤ میں تیاری کا احکام صادر ہے کہ جب جناب لاٹ صاحب بہادر کا لکھنؤ کی کوٹھیوں شاہی میں چا ءپانی اور بڑا کھانا مرتب ہوئے گا، پھر وہ سب ایستادہوں گے۔ محبان من، کیا صرف عالیشان اور کیا جلوس نادر ہیں۔ ابھی بڑا کھانا اور چا ءپانی اور کئی آمد ملاقات بادشاہی لاٹ صاحب بہادر کی بیت السلطنت میں باقیات افتادہ ہیں اور سب ملاقات میں جلوس تازہ اور صرف بے اندازہ مرتب ہوئے گا۔

ملاقات لاٹ صاحب بہادر کی واجد علی شاہ سے:

اب وقت صبح کے خبر تشریف فرمانے لاٹ بہادر کی، واسطے ملاقات حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی

خلد اللہ ملکہم کے تقرر پا گئی کہ صبح کے وقت خود لاٹ صاحب بہادر جہاں پناہ سلامت کی ملازمت کو تشریف لائیں گے چنانچہ وقت صبح بتاریخ دوم ماہ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز پنج شنبہ، جس طرح جلوس لا انتہائی بادشاہی اول روز تھا وہ سب رسالے انگریزی اور رسالے ہندوستانی اور پلٹنیں انگریزی و ہندوستانی اور جمیع سوار اور پیادے وغیرہ اپنے اپنے عہدہ پر، اور توپ خانے جابجا عہدہ بعہدہ اپنے قرینہ سے، خیمہ ہائے والا جاہ و حشمت کہ آسمان سے ہمسری رکھتے تھے، حاضر و مستعد ہوئے اور جمنا شروع ہوگیا اور وہ میدان جو کہ اندر خیموں کے، پائیں باغ اور عمارت دوشالوں اور بانات سلطانی پٹا پٹی کی تھی ۔اس کے علاوہ ایک قنات بانات سلطانی اور دورنگ بادشاہ نے ایستاد فرمادی، کہ قریب کوس کے میدان وسیع مع باغات میوہ تیار تا کہ سب مردم افواج رسالے اور پلٹنیں و توپ خانہ وغیرہ اور جلوس برچھی برداران، بان بردار و بھالے بردار، ماہی مراتب بردار، خاص بردار ، نشان بردار ، یہ فقط اردلی لوگ سواری سلطانی مرتب کیے ہزار کی، رسالہ سواروں کی پانچ چھ اور رسالہ شتر سواران زنبورچی اور رسالہ خاص شتر سواران اور ہندوستانی پلٹنیں کہ اس عاجز نے بالائے کتاب مرتب دیا ہے؛ وہ سب اُسی میدان قنات کے اندر جمع ہوئیں ۔چنانچہ اول جناب جرنیل صاحب بہادر مع جلوس سواری شاہی، واسطے استقبال لاٹ صاحب بہادر کے کانپور کو تشریف فرما ہوئے ۔کہ اُن کے ساتھ اتنا جلوس تھا، بیان نہیں ہوسکتا ہے کہ جن کی سواری کا دبدبا ور جاہ و جلال میدان تا بو گنگا میں روشن تھا ۔چنانچہ جرنیل صاحب بہادر بھی صورت و سیرت شاہانہ رکھتے تھے ۔جس وقت جرنیل صاحب بہادر خیمہ ہائے لاٹ بہادر میں داخل ہوئے اور یہاں چھوٹے صاحب تیاری سواری شاہی میں مشغول تھے؛ کہ جس وقت سب جلوس یہاں خیمہ ہائے شاہی میں مع جملہ افواج قاہرہ درست اور ترتیب دہ ہو چکا تب تیاری سوار ہونے بادشاہ سلطان العالم بہادر کی ہونے لگی۔

کیا وقت رونق فزا تھا کہ جمیع جلوس سواریوں کا ہاتھی مغرق زری اور گھوڑے خاصے پُر بجواہر اور بگھیاں بیش قیمت خاص سب سوار ہونے خود بدولت کے، کہ جن کا وصف اوپر کتاب کے تحریر کیا گیا اور جمیع مردم افواج مغرق وردیوں زرروزی قیمتی سے قاعدہ بقاعدہ، رتبہ برتبہ، اپنے اپنے عہدے سے آگے بڑھنے لگے ۔ جس وقت سب جلوس سواریوں لا انتہا کا گنگا کے میدان وسیع میں انصرام ہوگیا اس وقت سواری بادشاہ کا غل و شور ہوا کہ ایک بار فیل سواری شاہ کا ہویدا ہوا ۔وہ ہاتھی کہ زیور جس کا تحریر و تقریر سے افزون اور میرزا لعل محمد،

چیلہ شاہی فوج دار قدیم ہاتھی شاہی کا کہ ہمیشہ سے نمک خوار سرکار والا، مورچھل جڑاؤ جواہر نگار ہاتھ میں لیے ہوئے آہستہ آہستہ ادب با ادب ہلاتا ہوا۔ اور ایک ہاتھی پر مرشدزادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر سوار اور ایک ہاتھی پر چھوٹے صاحب برابر آئین و قرینہ قدیم سے آگاہ فقط دو چھاتہ لگے ہوئے تھے۔ ایک جناب شاہ والا پر، پُر از جواہر بیش قیمت اور میرزا خانی قدیم خواصی نشین چھتر ہاتھ میں با ادب ہلاتے ہوئے لیے، اور تابش کو نگاہ کرتے اور ایک چھاتہ میرزا ولی عہد بہادر پر اور ایک ہاتھی پُر از زیور بادشاہ کے بہنوئی کا اور ایک فیل زرتار پر ایک شہزادہ، کہ بندہ کو نام سہو ہے اور باقی متفرقات چند در چند ہاتھی پر اور شہزادے کئی اور ہاتھیوں پر انگریز لوگ افسران پلٹن ملازم کمپنی بہادر کہ جس وقت ہاتھی مغرق جواہرات بادشاہ سلامت کا خیمہ ہائے سلطانی سے باہر نمود ہوا، ایک بار توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی کہ سلامیاں فیر ہونے لگیں اور فوج میں قرینہ بقرینہ سلامیاں باجہ ہائے انگریزی اور ہندوستانی کی بجنے لگیں کہ جتنے مردمان فوج اور جمیع تماش بین اس میدان دو گوشہ میں خیمہ دردولت فلک منزلت سے کانپور تک آدمی آدمی تھا۔ اور سب جلوس وردیوں اور زرتار جھولوں سے اور زیور جانوروں بے شمار سے، وہ میدان سب رونق افزا تھا۔ کہ اس عرصہ میں ہاتھی جناب بادشاہ کا اور میرزا ولی عہد بہادر کا آہستہ آہستہ ادب با ادب اور چھتر مرزا لعل محمد ہلاتے ہوئے کہ وہ فوج دار بھی پوشاک بیش قیمت اور اسباب زرنگار ہتھیاروں سے آراستہ، کہ اس وقت وہ سرزمین نور سے پُر تھی۔ چنانچہ ابھی جہاں پناہ سلامت آہستہ آہستہ لب گھاٹ گنگا نہیں پہنچے تھے کہ سواری لاٹ صاحب بہادر کی اس میدان وسیع میں نمود ہوئی کہ اور بڑے صاحب اور جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر الاعظم ہمراہ اُن کے برابر ہاتھیوں پر سوار تھے اور جس فیل پر لاٹ بہادر سوار تھے، ہودج اُس کا سادہ تھا۔

جس دم سواری شاہی سے گھاٹ عنقریب رہا تب سواری کو تھانبا [تھاما] تا کہ سواری لاٹ بہادر قریب آئے۔ جب دونوں سواریاں روبرو ہوئیں اور ہاتھی لاٹ صاحب کا قریب آیا، ایک بار لاٹ نے تاج شاہی اُتارا اور جہاں پناہ نے سلام کیا اور لاٹ صاحب نے جہاں پناہ کو ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے ہاتھی پر بٹھالیا۔ اُس وقت آپس میں خوشی بخری گفتگو محبانہ ہونے لگی اور جہاں پناہ سلامت اور لاٹ صاحب دونوں شاہ آپس میں باہم ہنس ہنس کر کلام شیریں فرماتے تھے۔ اُس وقت جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب بھی ہمراہ سوار تھے۔ اول ایک ہاتھی پر لاٹ صاحب اور جہاں پناہ سلامت اور برابر اُن کے ہاتھی بڑے صاحب کا، اُس کے بعد ہاتھی

چھوٹے صاحب کا، بعدۂ، ہاتھی مرزا ولی عہد بہادر کا اور پیچھے نواب صاحب اور چند ے پیچھے، جرنیل صاحب بہادر۔ بعدۂ انبوہ ہاتھی شہزادوں کے، مغرق بزیور گنگا جمنی، اور بعدۂ ہاتھی افسران کمپنی انگریز بہادر قرینہ بقرینہ سوار۔ اُن کے پیچھے ۔انگریزنی میم صاحبان؛ صاحب صورت وسیرت اور خوش وضع کہ حسن اُن کا صانع قدرت دکھاتا تھا۔ دیکھنے اُن کے سے ہوش وحواس کو پراگندگی تھی۔ جس وقت سواریاں برابر پہنچیں اور فیر سلامیوں توپ خانوں کے ہوئے؛ لیکن عجب وقت خوش تھا کہ وہ وقت طبع سے نہیں اُترتا اور اس قدر کثرت فیر ہونے توپوں کی تھی کہ دھواں توپوں کا مثل گھٹا کے تمام آسمان پر چھا گیا۔ سبحان اللہ جن کا یہ عظیم الشان کارخانہ کہ جو امر ہے عقل سے باہر، خرد کو پہنچ نہیں کہ کوئی قیاس کرے۔ عجب گھر ہے، عجب بادشاہ، عجب دولت کہ جس کے شمار میں فہم ندارد۔ بعد ملاقات کے سواریان شاہی آہستہ آہستہ پھریں اور خیمہ ہائے بادشاہی کو رونق افروز ہوئیں ۔قریب قنات سلطانی اُترنے لگی۔ کہاں تک لکھوں اور بیان کروں، زبان کو یارا نہیں۔ جو چیز تھی، وہ نایاب۔ کیا باعث کہ روپے کا اس سرکار فیض آثار میں کم دیکھا اور جس چیز کو بطور جلوس کے دریافت کیا قیمت اُس کی سوا لاکھ روپے، دو لاکھ روپے کے کم نہ تھی۔

وقت داخل ہونے سواری شاہ والا کے ایک ساتھ طبلہ و سارنگی اور ستار اور باجے، بین انگریزی ہر سمت بجنا شروع ہو گیا ۔ایک طرف باجہ والا بین شاہی کی صدا مبارک بادی کے الاپ رہے۔ اور سب طایفہ کسبیوں میں دریاں [؟] کے ناچ پر سرگرم ہوشیار ہو کر ''ہمیشہ دلبری سوجان مبارک باشد'' گا رہیں اور روشن چوکی والی ایک طرف مبارک باد بھیرویں میں گا رہی تھی اور جملہ ڈیوڑھیاں اُس خیمہ ہائے جاہ وحشمت میں جس قدر کہ مرتب تھیں، سب میں نقارخانوں پر نوبت خوش وقتی کی بج رہی تھی اور ساتھ اُس کے چوب سلامیوں پلٹن اور رسالہ انگریزی اور ہندوستانی میں پڑ گئی کہ سوا خوش الحانی اور خوش وقتی کے دوسرا امر نہ تھا کہ وہ خیمہ مبارک کہ جو خاص بادشاہ سلامت کی آرام گاہ کا تھا ایک چھوٹا اور ایک بڑا، چنانچہ بڑے خیمہ کاشمیری میں دونوں شاہ والا شان تشریف فرما ہوئے اور نہایت نرمی سے ہاتھ ملائے اور کلام شیریں ادا کرتے داخل خیمہ والا منزلت میں ہوئے۔ اس وقت جرنیل صاحب بہادر اور مرشد زادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر اور نواب وزیر الاعظم بہادر کرسیوں مغرق جوہرات پر رونق افروز تھے اور جمیع شہزادگان والا شان برابر کرسیوں پر بیٹھے۔ اس وقت عجب سماں تھا کہ بادشاہ سلامت مسکرا کر کلام شیریں فرماتے تھے اور کبھی جناب لاٹ بہادر مسکراتے تھے اور گفتگو

شیریں بہ زبان لاتے ۔عجب صاحب سخا اور شجاع اس زمانہ میں لاٹ صاحب اس بیت الامارت میں تشریف لائے کہ کوئی لاٹ اس طرح کا ذی عدل اور اہل آئین اور صاحب کاغذ اور سپاہ پرور اور صاحب ملک [نہ] پایا بلکہ جمیع مخلوقات تعمیر پنجاہ سال اور سو سال کا رہنے والا لکھنؤ کا، اُس لشکر لا انتہا میں بیان کرتا تھا کہ اس طرح کے لاٹ صاحب بہادر کہ جن کی ثنا و صفت میں زبان گنگ ہے، کبھی اس ملک لکھنؤ میں تشریف نہ لائے ۔چہرے پر ایک دبدبہ جاہ و جلال روشن ہے جہان پناہ بہادر اور لاٹ صاحب بہادر سے نہایت خوشی سے گفت و شنید ہوئی اور ہر طرح رضامندی اور خاطر داری دونوں شاہ والا شان کی ہوئی ۔آخرش بادشاہ نے لاٹ صاحب بہادر کو بطور تحفوں کے ایک پالکی، ایک نالکی، دو زنجیر ہاتھی اور دو راس گھوڑے خاصی کہ سب اسباب بیش قیمت ،اور سب کا اسباب زیور اور جھول تیاری نقرہ و طلائی، پُر از جواہرات ،اور ایک راس گھوڑا، نہایت بہتر اور تیز رو، باقدم، خوبصورت، بیش قیمت لاٹ صاحب کی بیٹی کو عنایت فرمایا اور بطور خلعت فاخرہ انواع انواع اسباب قسم جواہرات و ہتھیاروں سے پیش کش کیں لاٹ صاحب کو ۔اور جملہ طرح سے، جس قدر کہ حقوق تواضع و مدارات چاہیے، رب العالمین نے مابین دونوں شاہوں کے خوشی سے انصرام و تجاویز فرمائیں اور جو شاہ ٹیپو سلطان کا نیلام میں بہ قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپے کو خریدا تھا ۔

اُس عرصہ دو گھنٹہ تک تشریف فرما رہے اور راز حد کلام شیریں اور محبت قلبی کی گفتگو باہم رہی ۔چنانچہ بادشاہ سلامت بعد کلمہ و کلام شاہانہ کے موقع دو ایک امر تھا، تخلیہ میں چاہا ۔اور اس جگہ بڑے صاحب اور چھوٹے صاحب اور مرزا ولی عہد بہادر و جرنیل صاحب بہادر اور نواب صاحب اور جمیع شہزادگان وغیرہ حاضر دربار فیض آثار تھے ۔لاچار آپ اور لاٹ صاحب باہم دوسرے خیمہ میں تشریف لے گئے اور حسب دل خواہ گفتگوئی مابین [کذا] چند عرصہ تک بوقوع رہی ۔بعد ازاں طیاری سوار ہونے جناب لاٹ صاحب بہادر کی درپیش ہوئی ۔کہ ایک بار شور و غل اور صدائے ناچ و رنگ بزبان مبارک بادی، کہ سب رنڈیاں اور نقار خانہ ڈیوڑھیات شاہی اور بین والا باجہ ہائے انگریزی، اور وہ آواز دلچسپ روشن چوکیوں کی، کہ سب مردم افواج خاص اردلی عالم سکوت تھے ۔اُس وقت در و دیوار سے

ہمیشہ دلبری سو جان مبارک باشد
علی تیرے پشت و پناہ شاہ مردان باشد[38]

صدائے دردناک پیدا تھی اور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی اور لاٹ صاحب بہادر دونوں شاہان آگے آگے اور جمیع شہزادگان وامیران ورفیقان باقی کئی صاحبان لوگ ادب با دب آہستہ آہستہ، پیچھے سلیمان جاہ کے، خیمہ ہائے والا شان کے صحن تک ہمراہ آئے کہ لاٹ صاحب بہادر کو حضرت نے مع تحفہ وتحائف اور حقوق تواضع ومدارات سے خوشی بخرمی، حسب دل خواہ رخصت فرمایا۔ کہ اس وقت جناب لاٹ صاحب بہادر نہایت خوشی، مسکراتے ہوئے سوار ہوئے اور بڑے صاحب وچھوٹے صاحب اور لاٹ صاحب کی صاحب زادی، اور نائب لاٹ بہادر کی کہ مجموعہ حسن وسیرت تھی، اور انگریز بہادر اور صاحب لوگ اور کئی میم صاحبان مثل ماہ شب چہاردہم کہ بخوبی حسن وسیرت وصورت ان کی، کے [کو] بیان کرنا غیر ممکن تھا۔ خوشبویات عطر سے آلودہ اور ہار گوٹہ نقرئی وطلائی سے سب پھول رہے تھے۔ جس وقت سوار ہوئے ایک بار برابر باجہ ہائے انگریزی اور ہندوستانی پلٹن اور رسالہ وغیرہ میں سلامیاں بجنا شروع ہوگیا۔ غل وشور سے بات نہیں سنائی دیتی تھی اور اس وقت برآمد ہونے باہر کے سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی۔ گویا تختہ زمین اُلٹا جاتا تھا اور زبان خلقت عام کھولے ہوئے تھی کہ کیا خوب صاحب سیرت وصورت اہل ریاست اور باملنش یہ لاٹ بہادر ہیں کہ زبان کو یارائے تقریر اور قلم طاقت تحریر ندارد کہ جواب سے خاوند کی تعریف کر سکے۔ کہ بایں مرتبۂ شاہی اور تہور دست گاہی، کیا سادا حال رکھتے ہیں۔ کیونکر ان لوگوں کو معبو وقضا وقدر ملک گیری اور تاج بخشی نذر فرمائے۔ آفرین ہزار آفرین سب انگریز لوگوں پر کہ جس کو نوکر رکھتے ہیں، تمام زیست اس کے حال پر غریب پروری اور رعایا پروری کرکے نان وپارچہ کے خبرگیران رہتے ہیں۔ اگر ہاتھ پاؤں اس نوکر کا ٹوٹ جائے تو گھر بیٹھے آب وخورش اس کو پہنچا دیں اور اگر ضعیف ہو جائے تو تمام عمر کو انلنش دیتے ہیں۔ چنانچہ بایں حال لکھ ہا ضعیف، لکھ ہا رانڈ، گھر بیٹھی تنخواہ لیتی ہیں اور کسی طرح سپاہ کے تکلیف دہندہ اور رعایا کے غارت کنندہ نہیں ہوتے ہیں۔ کیونکر سبحانہ تعالےٰ ان کو تاج بخش نذر فرمائے، اور جس وقت جس ملک کو لینا چاہا، بہ آسانی ہاتھ آجاتا ہے۔ جو امر ہے وہ اسی طرح پر مشکل سے آسان ہو جاتا ہے نیت کمپنی بہادر سے۔

چنانچہ جس قدر کہ جلوس شاہی تھا اس میدان وسیع ناپوگنگاجی میں خیمہ ہائے والا جاہ سے تا بہ شہر کانپور ہمراہ جناب لاٹ صاحب بہادر کے وہ سب مجمع واسطے سلامیوں اور استقبال کے حاضر تھا۔ کیا خوش وقت اور کیا خوش سامان، خوش فصل وخوش ایام تھا کہ وہ نیرنگ جہان وگلستانِ جناں خواب وخیال میں بھی انسان کو نصیب نہیں

ہوتا۔ بقولیکہ موقع پر ایک باب کافی ہر مقام پر۔ ملک ہندوستان میں یہ تماشائے دلچسپ عجیب نظروں میں گذرا اور سواران جمیع رسالہ مذکورین خاص اردلی سلطان عالم بہادر ہمراہ رکاب لاٹ صاحب بہادر بطور سواری شاہانہ جائیں گے؛ قرینہ مغربی سے تا بہ حدود خیمہ خاص لاٹ صاحب بہادر روانہ تھے۔ وہ روز بھی از حد سیر و تماشا کا تھا۔ داخل ہوتے خیمہ ہائے عالی شان لاٹ بہادر، حسب دستور قدیمانہ، واسطے انعام لینے کے، چوبدار اور دربان بادشاہی۔ چنانچہ دستور بارگاہ سلطانی یہ ہے کہ جس پر پرورشِ سلطانی عطا ہوتی ہے، بعد خلعت فاخرہ کے یہ سب لوگ جاتے ہیں اور سلامتی مناتے ہیں چنانچہ بہ عوض ان مردہی لوگ یعنی افسر چوبداران سلطانی، کہ عزت اور حرمت ان کی سرکار شاہی میں از حد، جو کہ برابر شاہ کے قربت رکھتے ہیں اور بادشاہ ان کو سرفراز کرے تو مردہی لوگ سلامت اور مبارک کو مناتے ہیں۔ کیا باعث کہ عزت مردھوں کی سرکار میں بہت۔ وہ مردہی جن کی سواریاں ہاتھی گھوڑے، پنس، اور اردلی میں ان کے خاص برداران و برچھی برداران دوڑتے ہوں؛ وہ لوگ بعد داخل ہونے لاٹ بہادر کے، واسطے دینے مبارک باد کے، روانہ ہونے لگے۔ کوئی کوئی مردہی یعنی میاں شہریار اور میاں افضل مردہا اور میاں نجف علی مردہا وغیرہ مع اپنے جلوس سواری کے، اور چند در چند مردہی کہ نام اس وقت سہو ہیں، یہ سب لوگ پوشاک دربار سلطانی، دوشالہ و رومال و شملہ وغیرہ بیش قیمت آراستہ گھوڑوں، زیور فاخرہ پر سوار، اردلی لوگ ہمراہ لیے بہ دربار شاہی لاٹ صاحب ڈیوڑھی خیمہ ہائے والا پر دست بستہ حاضر و مستعد سلامتی اور مبارک بادی دیتے ہوئے، دستور یہ ہے کہ حق اپنا مانگتے ہیں لیکن یہ لوگ مردہی شاہی لاٹ صاحب سے نہیں کچھ طلب کرتے، فقط مبارک بادی کو جاتے ہیں۔ اور اگر کچھ انعام مرحمت کریں تو مضائقہ نہیں۔ عذر نہیں کر سکتے۔ لیکن جس وقت یہ سب لوگ ڈیوڑھی لاٹ صاحب سے پھرے، خوش و خرم چلے آتے تھے۔ وہ روز ایسے عیش و نشاط میں لوگوں کا بسر ہوا کہ خریدنے اسباب اور دیکھنے سیر و تماشا بینی کے، ہزار ہا شخص، غول کے غول، لشکر کے کانپور کو، اور کانپور کے لشکر کو، وارد ہی ہو رہے۔ اور کوچہ و راہ چشمۂ بہشت بنا ہوا۔

شہر کانپور کی خوبی:

اور شہر کانپور بے شک عجب شہر مصفا و زینت مکانات و آئین صفائی سڑکوں اور خوش وضع اخلاق صاحب لوگوں اور جمیع چیز، اسباب انگریزی اور ہندوستانی ملتی ہیں۔ بلدہ کانپور ہے اور کیا کیا شے لائق سیر کے دلچسپ۔ بنگلے لب دریائے گنگ تعمیر چلے گئے ہیں کہ جتنے لوگ باشندہ دار السلطنت لکھنؤ تھے وہ سب ثنا و صفت

آئین وصفائی مکاناتِ کانپور میں زبان کو کھولے تھے۔ سبحان اللہ نیت صاحبان لوگوں کی اور ثابت قدمی وثابت کلامی اور ہر انواع غریب پروری اور رعایا ترسی ان کی کہ ہر طرح خداوند خوش اور پیغمبر خوش اور فوج خوش اور ملک آباد اور رہنے والے غیر ملکوں کے راضی اور ہزار ہا محتاج بیماروں کو اسپتال مقرر اور بے شمار لڑکوں کو صورت نان شبی کی، کہ تحصیل علم وعمل بھی کریں اور کھانا کھاویں۔ تنخواہ لیں یا استراحتی، صد ہا مدرسے، اسکول گھر مقرر۔ اور جو شخص نوکر ہو، اور وہ مرجائے کام سرکار پر، باغیر [بغیر] کام اس کے عزیز ووارث کو تلاش کروا کے کھانے کو دیتے ہیں اور اگر اس شخص کے کوئی اقربا نہ ہوں تو اس کی جورو کو تلاش کر کے بہ خاطر داری خاوندانہ، گھر بیٹھے تنخواہ ٹکٹ پہنچاتے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا [۳۹] ۔ اللہ تعالیٰ ستارہ اقبال اُن کے کا، مدام لایزال رکھے! آمین برب العباد۔

واجد علی شاہ کی لکھنؤ واپسی:

وآخرش بتاریخ سویم شہر ذلحجہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق بارھویں نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، آٹھ بجے دن کو قبلہ عالم وعالمیان حضرت ظل سبحانی، خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہم تشریف سمت بیت السلطنت لکھنؤ کے ہوئے۔ وہ دن بھی عجب وقت، عجب کیفیت سیر دنیوی دکھلاتا تھا کہ بروقت تشریف لانے کانپور کے، جو مقام خیمہ وقنات، ڈیرہ ہائے خاقانی ایستادہ تھے، وہاں ہر مقام، جا بجا توپیں بھی، واسطے سلامی جہاں پناہ کے، طیار لگی تھیں۔ سو وہ سب جلوس اپنی اپنی جا مقدم، حاضر رہا اور احکام معلی یہ تھا کہ جب تک لاٹ صاحب بہادر داخل بیت السلطنت لکھنؤ نہ ہوویں، اس وقت تک یوں ہی سب ڈیرۂ شاہی اپنے اپنے مقام پر مرتب رہیں۔ چنانچہ کانپور سے ایک گارد ترک سواران رسالہ ہمراہی جان نثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر فقط، ہمراہ رکاب معلی اور متفرقات سوار ہندوستانی اور چند رفیقان شاہی جا بجا بطور ڈاک سے آگے جانے کو مقرر۔ لیکن تجویز ساتھ ہی چلنے بادشاہ کے ٹھہری۔ یہاں خیمہ اول سے بگھی پر سوار ہوئے اور جس قدر کہ رسالہ خاص اردلی سلطانی اور چند رسالے انگریزی ہندوستانی سواروں کے اور جملہ افواج سوار و پیادہ وغیرہ، کسی کو حکم ہمراہ رکاب اعلیٰ نہ تھا۔ وہ سب آہستہ آہستہ بہ منزل، تین روز حکم داخل ہونے کا تھا اور بادشاہ سلیمان جاہ جس وقت سواری بگھی سوار ہوئے، ایک بار سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئی اور سلامیاں توپوں اور باجہ ہائے رسالوں وپلٹنوں کی ہونے لگیں تو سوائے شور وغل کے، غلغلہ دوسرا نہ تھا۔ اسی طرح مقام بہ مقام سلامیاں توپوں کی ہوتی چلی جاتی تھیں کہ مجر دوبارہ

بر دو بجے، حضرت سلطان عالم بہادر، داخل کوٹھی خاص لکھنؤ میں ہوئے۔ چھٹے گھنٹے میں رونق افروزبیت السلطنت ہوئے۔

اور یہاں کا حال یہ ہے کہ سب افواج قاہرہ سڑک پختہ پر، برابر گھاٹ دریائے گنگ سے، شہر مذکورہ تک ایک مجمع عظیم تھا، کہ جملہ جلوس اور رسالے توپ خانے، پلٹنیں انگریزی، ہندوستانی، سڑک مذکورہ پر چلی جاتی تھیں کہ سڑک پر راستہ قدم زدن نہ تھا۔ انبوہ خلائق، ملازم وتماش بین وغیرہ سے راہ چلنا دشوار تھا کہ ہزار ہا بہل، ہزار ہا چھکڑہ، ہزار ہا رتھیں اور بے شمار ہاتھی مغرق، جھولوں زرتا رسے اور ہزار ہا گھوڑے رسالوں کے اور امیروں کے اور ہزار ہا شتران، علاوہ رسالہ زنبو چیوں [زنبورچی؟] سے، اسی قدر ہمگیں فوج سلطانی اپنے اپنے فرق میں جمی چلی جاتی تھی۔ یہ عاصی کہاں تک تحریر وتقریر کرے۔

بستی اونا ون کا حال:

چنانچہ اول مقام افواج ہمراہی جانثارخان کپتان میکنس صاحب بہادر اونا ون میں مقام پذیر ہوئے۔ بستی اونام عجب عمارت رکھتی تھی کہ ایک بلندی پر یہ عمارت خام تعمیر ہے اور جملہ راہی وہاں کے بھی بے قرینہ، شہر بد قطع، اور بازار بھی حسب زمانہ قصباتی تھے لیکن قطع سے خالی۔ اور سرائے تین؛ ایک تو بڑی تھی اور دو چھوٹی۔ گزارہ مسافران کا ممکن تھا، لا اس روز سب سرائیں اور گاؤں میں نہایت کثرت آدم تھی اور دکان [دوکان] داروں کا اسباب بھی خوب فروخت ہوا۔ وہاں سے ایک پہر رات باقی رہے، بتاریخ چہارم شہر ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سیزدہم ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، کہ مع جمیع افواج کوچ کیا تو راستہ مصفا وبرابر تھا۔ قدم بہ قدم آہستہ آہستہ گھوڑوں پر تو پہنچی نئی سرائے میں داخل ہوئے اور اس کو لوگ کٹڑا کہتے ہیں بطور گنج کے ہے[۴۰] اور وہاں ہر چیز مہیا، دکاندار فروخت کر رہے تھے۔ مٹھائی بھی نہایت خوش رنگ اور ہمہ جنس وترکاری وغیرہ سب موجود۔ تاہم رونق معلوم ہوتی تھی۔ یہ عاجز بھی ایک کنارہ گنج کے دروازہ، چار پانچ درخت سایہ دار تجویز کرکے مقام پذیر ہوا۔ اور دستور مراقدیم ہے کہ سب افواج قاہرہ سے درخت تر، سایہ دار اور جاگہ وسیع سبزہ دریا یا جھیل تالاب وغیرہ تجویز کرکے مقام کرتا ہوں۔ کیا باعث کہ اوقات بندہ کے، ہمیشہ سیاحی جہاں ملکوں، شہروں، ولایت لندن اور صدہا ملک، جابجا، ہمراہ دوستوں ورفیقوں کے، بسر ہوئے۔ سوائے سبزہ اور پانی وہوائے دلچسپ کے، طبع ناقص کو سیری نہیں، بقولیکہ

ابر سیاہ، سرد ہوا، سبزہ، آب جو
جب چاروں یہ باہم [بہم] ہوں، تو دیوے مزا شراب
بے یار کچھ مزا نہیں دیتی ذرا شراب

اور اس زیست بے تعداد میں جو دم گذرے، ساتھ خوشی اور راحت کے بسر کرے۔ اس دم کا کچھ بھروسہ نہیں ۔ آیا تو بہتر نہ آیا تو بس ۔ جب تک کہ یہ چڑیاں قفس میں مہمان ہیں، اس کی خاطر داری اور خوش خرم رکھنا ہر طرح مناسب اور لازم ہے ۔ اور رب العالمین جو کچھ اپنے بندہ کو دنیا میں مرحمت کرے، چاہیے کہ اس کو کھاوے اور بے عیش ونشاط بسر کرے ۔ اور سن کہ سبحانہ تعالیٰ بہت کچھ دیتا ہے اور تم زبردستی اس کی امانت داری پر کمر بستہ، بیمار گدھے کی طرح تفکر میں چپ بیٹھے ہو ۔ نہ کھاتے ہو نہ کھانے دیتے ہو ۔ اور شب و روز اس کی تدبیر اور تجویز میں شکل کو بدشکل اور جسم کو لاغر کر رہے ہو ۔ اور تم جانتے ہو کہ جب انسان خاک میں مل گیا نہ پھر یہ جسم ہوگا اور نہ یہ پیدا ہوگا ۔ اور نہ کوئی عزیز اقربا ساتھ دے گا ۔ اور اپنے ساتھ زبردستی دنیا سے بخیل بن کر چلے گئے ۔ جن لوگوں نے وہ دولت تمہاری پائی وہ خوب عیش و راحت سے چین کر رہے ہیں اور تم دوزخ کے کندے بنے ۔ اپنے ہاتھ سے نہ خدا اور رسول کی راہ پر کسی محتاج اندھے لولے اپاہج کو دیا، نہ آپ کچھ کھایا نہ پیا، نہ تن کو آرام سے رکھا ۔ وہ دولت جس کی تھی، اس نے قبضہ کیا اور تم جوڑ جوڑ کرتا بہ عمر ہلاک ہو گئے ۔ اور شخص صاحب سخی اور شجاع ہے؛ ان کا سر بلند اور ایمان روشن اور خدا و رسول خوش ان سے ۔ بقول حضرت سعدی، بیت:

سخیان ز اموال بر میخورند
بخیلان غم سیم و زر میخورند[41]

چنانچہ اس روز موافق احکام حضرت کے، جاں نثار خان کپتان میکنس صاحب بہادر نے حکم اپنی ہمراہی افواج کو پہنچایا؛ آج کے روز بیت السلطنت لکھنؤ میں مقام ہوگا ۔ آج کی منزل دراز ہے ۔ زیادہ شب باقی رہے، کوچ کرنا چاہیے ۔ اور کپتان صاحب بہادر موصوف ہمیشہ پانچ چھے کوس کا کوچ و مقام کیا کرتے ہیں تاکہ گھوڑوں اور بیلوں اور مردم فوج کو آرام حاصل ہو اور کوئی باعث تکلیف کا نہ ہو ۔ سپاہ پروری[42] اور غریب پرستی حقوق منصفی میں کپتان صاحب بہادر یکتا ہیں ۔ عرصہ بیس برس، بلکہ زیادہ گزرا کہ رسالہ و توپ خانہ و پلٹن بادشاہ والا کا بانجام ان کے ہیں، کسی شخص کو تکلیف و رنج دہندہ نہیں ۔ موافق دستور ملک اودھ کے فوج کو بے چینی روانہ رکھی ۔ ہر طرح سپاہ پرور تحریر و تقریر سے افزوں ۔ چنانچہ اس روز دو پہر دو گھنٹے بجے رات کو شور کوچ کا ہوا اور

چھکڑے اسباب کے بھی پیچھے تھے، کہ کوچ سمت لکھنؤ ہوگیا۔ بتاریخ ہجم شہر ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز یکشنبہ مطابق چودھویں ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی کو کوچ تقرر پایا کہ اس روز بھی تمام رات اور دن راستہ سڑک کا انبوہ مردمان افواج اور جانوران، چھکڑوں اور رتھوں، ہاتھی گھوڑوں وغیرہ سے معمور تھا کہ وقت بجنے وردی صباح کے، ہم لوگ اندرون فتح گنج، کہ تعریف اس کی بالائے کتاب تحریر ہے، وہاں وارد ہوئے وہاں چند ساعت حقہ اور پانی سے آرام پا کر پھر سوار ہوئے کہ ایک گنج جناب معظمہ مکرمہ بادشاہ اور بیگم صاحبہ، محل غازی الدین حیدر بادشاہ، جنت آرام گاہ کا تھا۔ انھوں نے تعمیر فرمایا ہے۔ سب عمارت پختہ، نوبنو، دورنگ، ہزاہا دریچہ، سب میں جوڑے کواڑوں کے، اور صحن وسیع از حد و شہر پناہ، دورنگ اور دروازے سب بہت بڑے بڑے دونوں سمت، کہ آسمان سے ہمسری کرتے تھے۔ سب مکانات، عمارت کڑوں کی اور بیچ میں اس کے چبوترہ کوتوالی، وہ بھی مثل کوٹھی بلند کے، کمرے اور برآمدے اور تہ خانے اس میں کہ اب سپاہی اس میں رہتے تھے۔ اور ایک سرائے پختہ نہایت خوش قطع اور میدان وسیع کہ وہ بھی بھراؤ کڑے کی تعمیر در اس کے، اور ایک ایک فی دروں کی کوٹھری کواڑوں سے آراستہ۔ سب عمارت اس کی پختہ کڑے کی اور بیچ میں اس کے ایک مسجد تھی شاندار ے بہت بڑے اور نیچے اس کے تہہ خانہ، وہ بھی مکانات سے تیار چہار طرف مسافروں کے اترنے کو۔ اگر کوئی افواج فاخر وہاں وارد ہوئیں تو یقین ہے کہ بآرام تمام۔ اور جا گہ وسیع، چار پانچ پٹالن اور چار پانچ توپ خانے، مع جملہ عملہ وغیرہ ان کا، وہاں فروکش رہے۔ بلکہ ایک رسالہ شتر سواران، زنبورچی، بہمیت دروازہ کلاں اُترا تھا۔

یہ مجمع قریب ہزار آدمی کے، مع شتران ہوگا لیکن معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کس طرف ہیں۔ گویا ایک آدمی، اسم ندارد۔ اسی گنج کو دیکھ کر نہایت رنج واقع ہوتا ہے کہ افسوس صد افسوس یہ گنج ایسا، عمارت پختہ اور نو بہ نو تیار کہ وہاں لکھنؤ میں نہیں دیکھا، سو وہ اس طرح ویران و برباد پڑا ہوا ہے اور آباد نہیں کرتے ہیں۔ اگر اس کی آباد ی کی جائے تو نہایت گنجائش سرکار والا کو اور نامو ری ہوئے اور کرایہ کا محصول بے شمار روپیہ آوے واز حد خیر خواہی اہالیان سرکار رفیض آثار واقع ہے [ہو] لیکن کوئی کارندہ اس سرکار کا بجز نفس پروری اپنی کے، نیک نامی پر کمر بستہ نہیں۔ وہ گنج اہل عمارت، اس قدر ویران پڑا ہے اور بادشاہ سلامت بھی اس طرف تشریف نہ لائے۔ دونوں مرتبہ، آتے جاتے، راہ موسیٰ باغ کی، کانپور کو تشریف فرما ہوئے اور آئے بھی اُسی سڑک سے۔ انہیں تو ضرور ممکن تھا کہ اگر ملاحظہ فرماتے تو صورت آبادی کی اس کی ہوتی اور اہالیان سرکار کو احکام صادر ہوتا اور بلکہ یقین ہے مجھ کو

کہ یہ بادشاہ سلامت صاحب شوق اور اہل طبع ہیں جو کسی اتفاق تشریف فرما اس گنج میں ہو سکے، تو ضرور آبادی، مرمت وغیرہ اس کی ہوئے گی۔ بلکہ جناب جرنیل صاحب بہادر، بھائی بادشاہ کے، بگھی پر سوار، فقط دو سوار ہمراہ رکاب ان کے، بسبیل ڈاک تشریف لائے۔ وہ وقت نماز کا تھا۔ واسطے پڑھنے نماز کے، اس مسجد سرائے میں اُترے اور رستم خان گولہ انداز وہاں حاضر تھا۔ اس نے پانی طلب کیا۔ اس نے مجرد پانی حاضر کیا۔ تب جرنیل صاحب بہادر نے وضو کر کے نماز پڑھی اور اس سرائے گنج کی عمارت عالی شان کو بغور ملاحظہ فرماتے رہے اور بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ گنج اس قدر ویران ہونے کے لائق ہے اور ہر سمت اس کی ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور بعد ازاں باافسوس بسیار، سوار ہوئے۔

حال شہر لکھنؤ کا:

اور ہم لوگ جملہ افواج شاہی آگے پیچھے، وقت چار پانچ گھڑی دن چڑھے، داخل بیت السلطنت ہوئے۔ رسالہ اور پلٹن ہمراہی کپتان میکنس بہادر، چوپڑ کے اصطبل کہ وہ لین بھی لائق تحریر وتقریر ہے کہ شہر لکھنؤ فی الحال ولایت ہندوستان میں تا ہم خوش قطع اور خوش وضع اور باعمارت بہتر ہے، اس طرح کی لین نہیں ہے۔ بے شک یہ لین شاہ اودھ کی سرکار میں بہتر تعمیر ہے۔ وہاں پر دونوں فرقے فروکش ہوئے اور یہ عاصی مع توپ خانہ آٹھ ضرب توپ، متصل سلطان گنج، برابر لین مذکورہ کے، راجا کا باغ مشہور ہے؛ مع گولہ اندازان، خلاصیان اور چھکڑے بیل گھوڑے اور عملہ وغیرہ، وہاں پر مقام پذیر ہوا۔ بعد داخل ہونے شہر لکھنؤ کے، خیال کیا میں نے کہ یہاں بھی طیاری آمد لاٹ صاحب بہادر کی، بے شمار ولا انتشار ہو رہی تھی کہ سب راستے وسڑکیں، سب کوٹھیاں بادشاہی اور سب رمنے و باغات اور پائیں باغ شاہی اور جملہ بجرہ ولایتی اور نقرئی وطلائی اور بگھیاں رنگ برنگ ڈیوڑھیات، نقار خانہ ہائے والا شان پر داروغہ اور اہل کار و معماران کا رو لایتی، اپنے اپنے عہدہ پر حکمرانی کر رہے تھے کہ سبھوں پر تیاری سلطانی ہو رہی تھی کہ جدھر دیکھو ادھر سرخا سرخ اور رنگ برنگ رنگ آمیزی مکانوں بادشاہی کی ہوتی اور دکانیں چوک و حسین آباد، و رومی دروازہ، فرنگی محل، اکبری دروازہ، پیر کوں موتی باغ تا بدل کشا، سب سڑکیں طرف طرف کی، سرخی کوٹی جاتی تھی اور داروغہ ہائے فیل خانوں میں تاکید شدید صادر تھی کہ واسطے لڑائی دیکھنے لاٹ صاحب بہادر کے ہاتھیوں کو جلدی درست و آراستہ کریں اور گینڈے خانوں میں بھی داروغہ لوگوں پر بھی احکام تھا کہ لڑائی گینڈوں کی دیکھنے جائیں گے، سب جلد آراستہ کریں۔ اور جتنا جلوس فوجوں

کا چاہیے، سب افسران پر حکم نازل تھا کہ وردیوں سے درست و تیار اور داروغہ ہائے اصطبل سلطانی بھی، مرمت گھوڑوں اسپان خاصوں سواری بادشاہ پر تقید بہت ؛ کہ شب و روز حاضر رہیں اور مجمع جلوس جھاڑ و مردنگی، کنول و فانوس و دیوارگیری وغیرہ کوٹھیوں عالی شان میں آراستہ اس کے علاوہ زیادہ تر اور درستی کی جائے اور داروغہ ہائے باغات وغیرہ یعنی بادشاہ باغ، سلمان پسند باغ، سلطان پسند باغ، امام باغ، حیدر باغ، موتی محل والا پائیں باغ، بارہ والا پائیں باغ، بارہ دری والا پائیں باغ، خورشید منزل باغ، حسن باغ، اناسی باغ، شیر دروازہ والا بیگم باغ، محمد باغ، الماس باغ، وزیر باغ، موسیٰ باغ، اسلام باری کا باغ، دوارکا داس کا باغ، چار باغ، عیش باغ، ان سب باغبانوں پر احکام شاہی صادر کہ سب کوٹھیوں سلطانی میں ڈالیاں میووں اور پھولوں اور ہار گجرے پھولوں رنگ برنگ کے، ہر روز سجائے جاویں۔ اور کوٹھیوں شاہی میں چمن بندی، جیسا کہ چاہیے وہ سب آراستہ کی جائیں، اور توپ خانوں انگریزی میں وہندوستانی میں تیاری بارود و مصالح، بھیر[؟] وغیرہ کی ایک طرف ہو رہی تھی اور وقت تشریف فرما ہونے بادشاہ سلامت کے، سمت اُسی روز سے بنام داروغہ ہائے جمیع فرقوں؛ مثل فیل خانوں اور گینڈے خانوں اور چڑیا خانے وغیرہ میں احکام صادر تھے کہ جو ہاتھی گاڑھی مست، لائق لڑائی کے ہیں ان کو مصالح اور راتب اور چارہ بچاؤ دے کر آراستہ کریں۔ چنانچہ چند ہاتھی فیل خانہ چاند گنج، اور کئی ہاتھی فیل خانہ خیامو[؟] اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ رمنہ [رمنا] قدیم اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ موسیٰ باغ، اور کئی زنجیر ہاتھی فیل خانہ ہمراہی مرزا لعل محمد، بچیلہ فوجدار قدیم شاہی، اور باقی دیگر متفرقات ہاتھی؛ جابجا سب فیل خانوں میں تدارک اور سرانجام لڑائی ہاتھیوں کا پیشتر سے تھا اور شیر اور گینڈے اور چیتے اور ارنے کلاں کلاں اور بہرے [کذا] چرخ و گدھے اور سیاہ گوش وغیرہ سب کی، داروغہ تحویل داروں پر تاکید شدید۔ چنانچہ اسی طور پر اور متفرقات فرقوں میں شب و روز تدراک و بندوبست اسی بات کا تھا کہ لڑائی جملہ جانوروں کی، جناب لاٹ صاحب بہادر وقت حاضری نوش فرمانے کے، خاص کوٹھی سلطانی شاہ منزل اور مبارک منزل میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اور اندر مکانات جنت الماوا یعنی کوٹھیوں شاہی میں عجیب سیر و تماشائے قدرت الٰہی واقع تھا، کہ رنگ رنگ کی نہریں، سنگ مرمر سنگ [کذا]، سنگ عیسیٰ، سنگ موسیٰ، سنگ سرخ کی، ہر ایک مکانات کے صحنوں میں جاری اور کیا خوب خوش قطع روشیں، چمن بندی آرائش گلستاں، کہ جتنی کوٹھیاں، اس قدر باغ ہائے میوہ ہائے گوناگوں سے سرخا سرخ، کہ دیکھنے والے کو دریافت ہو کہ دنیا میں صدہا بہشت تعمیر ہیں۔ چنانچہ وہ کوٹھیاں یعنی اندراسن کو

ٹھی ،قصر الملک کوٹھی ،فرح بخش کوٹھی ، جہاں نما کوٹھی ،موسیٰ باغ کوٹھی ، دلکشا کوٹھی، نور بخش کوٹھی ،ظہور بخش کوٹھی ، دلا آرام کوٹھی، فردوس منزل کوٹھی، فرح بخش کوٹھی ، بیبا پور کوٹھی ،بھو ی[؟] کوٹھی ،پشت [؟] کوٹھی ، گلستانِ ارم کوٹھی ، درسن بلاس[؟] کوٹھی، مبارک منزل کوٹھی ،شاہ منزل کوٹھی ، چکروالی کوٹھی ، دیدار بخش کوٹھی ، حیات بخش کوٹھی، ستارہ والی کوٹھی ، چاند گنج اور چند در چند کوٹھیاں چھوٹی بڑی ، کہ کہاں تک ان کو تحریر کروں ،قلم رکتا ہے ۔اور سبھوں میں اس قدر جلوس مرقوم الصدر رنگ رنگ کے حوض منجملہ ان مچھلیاں سرخ و سفید و سیاہ، آبی ،زرد ۔بجرے کے تیرنے والوں کے دل شیشہ گلستان ارم لے جاتے اور ہوش و حواس عقل کے اور بی[بھی؟] سبحان اللہ! جن مکانات عالی شان کا شمار نہیں ۔اور ایک ایک کوٹھی میں دس دس باغبان اور پانچ پانچ مکان داران اور دو دوخاکروب اور ایک ایک داروغہ ۔چنانچہ سب خوش خرم ۔ اور اسی طور پر بیت السلطنت لکھنؤ میں مع چوک و بازاریں ،اور کسبیاں حسن سرت سے معمور ، اپنے اپنے برآمدوں پر آراستہ ،اور دکاندار جوہری بچے اور سوداگر بچے اور جمیع کارکندہ ، اسباب فروشندہ ، اپنے اپنے جلوس میں دکانوں پر جلسہ دے رہے ۔اور جناب لاٹ صاحب بہادر پانچ پانچ کوس اب کانپور رہے ؛ جس دن قبلہ عالم بہادر رونق افروز لکھنؤ کے ہوئے تھے ،اس کے دوسرے روز سے کوچ کیے ہوئے ، روا روی تشریف لاتے ہیں ۔[۴۳] جس روز کہ قریب شہر کے منزل ہوئے گی ، اس دن جہاں پناہ سلامت نا کہا کہ [کذا] عالم نگر تک واسطے استقبال جناب لاٹ صاحب بہادر کے ، پھر مع جلوس تشریف فرما ہوئیں گے ۔اور اس دن کوٹھی شاہ منزل میں اور مبارک منزل میں حاضری بھی نوش فرمائیں گے ۔اور لڑائی جانوروں مذکورہ کی ہوگی ۔اس روز بھی ایک مجمع عظیم ، باشندگان سنگل دیپ اور افواج قاہرہ سلطانی کا نظروں میں گزرے گا ۔وہ روز بھی قابل دید کے ہے ۔

چنانچہ امروز بتاریخ آٹھویں شھر ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری روز چہار شنبہ مطابق ۱۷ ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی ، جتنا جلوس پلٹن ہائے انگریزی اور ہندوستانی اور سواریان و جانوران اور اسباب متفرقات ، قسم قسم جواہرات کی تیاری ، سلطانی خاص صبح سے ، کوٹھی خاص شاہ منزل اور مبارک منزل کے صحن اور میدان ، رمنا ، قریب تک کوس کے ، آراستہ اور مرتب کیا گیا اور جمیع توپ خانوں میں تیاری سلامیوں کی در پیش ، اور جملہ مردم افواج قاہرہ مع جلوس مرتب ، ایستادہ ہیں اور نوبت خانوں میں وقت صباح کے نقارچی لوگ بھیرویں بجا رہے ، اور روشن چوکی والے ، اور بین والے ، باجہ انگریزی کے وقت لوگ[؟] راگ کا گانٹھے ہوئے ہیں کہ وہ سب بے شمار مردمان فوج ، اردلی شاہی کے ، عالم سکوت میں سرنگوں اور سب مخلوقات ملازم سلطانی اور تماش بین بانبوہ کثیر ،

امیدوار بر آمد ہونے قبلہ عالم بہادر کے منتظر، چشم براہ ہیں جیسا کہ گوش بر آسمان روزہ دار، بر اللہ اکبر است ۔ وہ وقت شبانہ خیال سے نہیں اترتا ۔ بقولیکہ

اگر فردوس بر روے زمین است
ہمیں است و ہمین است و ہمین است

اور تمام شہر لکھنؤ میں جس جس راہ شاہ والا جاہ، برائے استقبال جناب لاٹ صاحب بہادر تشریف فرما ہوئیں گے، سب خلقت مذکورین اپنے اپنے دروازوں پر پوشاکوں اور آراستگی مکانوں سے اور جمیع طوائفان پوشاکوں زرنگار سے، اپنے اپنے برآمدوں پر مع طبلہ و سارنگ آراستہ ۔ اور سب دوکانیں استر کاری اور رنگ آمیزی سے درست ۔ اور دوکاندار فروخت میں مصروف اور کوٹھیوں سلطانی سے تا کہ عالم نگر تک، ایک انبوہ مجمع عظیم تھا ۔ اور یہاں توپ خانوں سے در دولت ایک خلاصی لوگ، جھنڈے بدست لیے، آنکھ جمائے، اور داروغہ لوگ توپ خانوں کے، اندر کوٹھی مبارک کے دست بستہ ایستادہ، جو ں کہ بادشاہ سلامت رونق افروز ہوئے ۔ ایک بار جھنڈی ہل جائے اور ایک ساتھ مہتاب توپ خانوں میں پڑ جائے ۔ عجب وقت اور کیا خوب سماں و رونق ہے کہ جس کا شمار ندارد ۔ کہ یکبار صاحب اور ایک صاحب دیگر، دونوں واسطے سوار کروانے جناب بادشاہ کے، واسطے لانے لاٹ صاحب بہادر کے، تا کہ مذکورہ تک حاضر ہوئے کہ وقت پہنچے دونوں صاحبان کے، اور آمد حضرت قبلہ عالم سلامت کی ہونے لگی ۔ کہ سب مردم افواج اردلی خاص بزودی تمام، درجہ بہ درجہ، قرینہ بہ قرینہ، دست بستہ، درلیس و برابر ہو گئے ۔ انگریزی رسالے ترک سواران، اول رسالہ ہمراہی حاجی شریف، بعدہٗ رسالہ ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر، بعدہٗ رسالہ شیدیان ہمراہی علی بخش خان رسالدار، بعدہٗ دوسرا شیدیان ہمراہی فیروز الدولہ بہادر اور رسالہ زرہ پوشان اور رسالہ لعل خان اور رسالہ میڈو خان اور رسالہ شتر سواران خاص اردلی اور رسالہ شتر سوران زنبورکچی اور رسالہ چندور چند ہندوستانی وغیرہ اور ہزار ہا شخص مع سواریان و فیلس و ہاتھی و تام جھام، کئی امیران و رفیقان و شہزادگان اپنی اپنی پوشاکوں فاخرہ سے درست و چست، در دولت شاہی پر حاضر و مستعد تھے کہ اندر کوٹھی خاص کے، سلامی باجہ والوں بین کی ہوئی ۔ بعد اس کے کاردہ تلنگان، خاص پلٹن جو کہ اندر مقرر رہتا ہے، اس کی سلامی ہوئی کہ ایک ساتھ نوبت خانوں میں سب ڈیوڑھیات پر نوبت خوش وقتی کی بجنے لگی ۔

ہمیشہ لہری سو جان مبارک باشد
علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

کہ سواری خاص در دولت معظّمہ پر نمود ہوئی کہ ایک بار سب رسالوں اور پلٹنوں میں سلامیاں بجنے لگیں[۴۴] کہ اس وقت کان گھابڑی تھے۔ جس وقت کہ جہاں پناہ سلامت رونق افزا سواری کے ہوئے، وقت سوار ہونے حضرت کے، سب توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ گھٹا سیاہ ہر طرف چھا رہی تھی۔ اس طرف توپوں کا دھواں غلبہ کیے تھا اور آواز توپوں کی مثل بادل ساون بھادوں کے، چہار طرف گرج رہی تھی اور رنجک توپوں کی مانند بجلی کے چمکتیں۔ سب کارخانہ اس وقت کا، رشک فرما کارخانہ اورنگ [ارژنگ] تھا۔ ہر طرف نورانی تھا۔ وہ نور کا تڑکا، وہ وادھر صبح کا عالم اور گہنامہ وانجم کی بجلی کا وہ کم کم۔ اس وقت چہرہ مبارک شاہ اودھ کا نور شاہی سے معمور اور چمک مالائے مروارید اور تاج زریں بجواہرات نایاب کی کبھی کبھی، اور وہ ولایتی شمشیر کمر اقدس میں کیا زینت دے رہی تھی۔ تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا، اے بادشاہ، لا فتی الّا علی، لا سیف الّا ذوالفقار۔[۴۵]

وہ سواری شاہ والا کی، کہ جمیع ہاتھی زیور نقرئی و طلائی، جھول واسباب سے مغرق، اور گھوڑے بھی مغرق بزیور گنگا جمنی اور وہ بجھیاں کہ بناوٹ جن کی کہ سوائے عقل و دانائی سے باریک، کوئی جڑاؤ بشکل بجواہرات، کوئی بشکل مچھلی کہ بالکل مچھلی معلوم ہوتی تھی۔ اور چند بجھیاں قسم قسم کی بیش قیمت سب، اور رتھ، بہل و آٹھ زنجیر فیل مغرق بزیور زردوزی جھول سے، اور انواع انواع اسباب نادرہ، اور لائق سلطانی۔ میں حیران ہوں، یہ تدبیر و تجویز آدم ہے یا جنات۔ لیکن سوائے خرد انگریزوں عالی طبع کے، کون یہ بناوٹ کر سکتا ہے۔ سننے میں آیا کہ وہ دیکھی عمارت عالی شان عمارت، سنکیر صاحب بہادر ایک انگریز تھا، اس نے بنائی تھی چنانچہ اس طور پر سب اسباب لکھو کھا روپے کا تعمیر تھا۔ ان کا نام اور بناوٹ اور قیمت کہاں تک تحریر کروں۔ سبحان اللہ! جس کا عالم کارخانہ عظیم الشان کہ قلم تھکتا ہے اور عقل رکتی ہے۔ عقلمند لوگ خود جانتے ہیں جو کہ ناموری ملک لکھنؤ کی شہروں شہروں الم نشرح ہے۔ جس وقت جناب جہاں پناہ سلامت سوار ہوئے اس وقت اوّل سواری قبلہ عالم بہادر دام اللـــه مـــلـــکـہـم ، اور آگے سواری موصوفہ کے ماہی مراتب والا بسواری زنجیر فیلان، بعد ازاں صاحب کلاں بہادر، ان کے بعد جناب مرشد زادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر اور نواب وزیر اعظم

بہادر، بعدہٗ جمیع صاحبزادگان شہزادگان ورفیقان عالی رتبت، والا مرتبت، بعد ازاں جملہ امیران، پنس درماہہ صاحب، ہاتھی اور پالکی، ناکی، پنس وغیرہ۔ اور درجہ بدرجہ ہمگیں جلوس سواری شاہی۔ سب لوگ مردم افواج اردلی کا تابہا کہ مذکورہ۔ اور سب شہزادگان وامیران مرقوم الصدر، انبوہ سواری شاہی میں باہم درجہ بدرجہ ملے ہوئے۔ پیچھے سواری اقدس کے اور ہاتھیوں کا ایک مجمع عظیم تھا کہ چند ہاتھی زیور وجھول گنگا جمنی کے، ہودج نقرہ و طلائی اور چند ہاتھی زیور وجھول انبارے[؟] سونے وچاندی کے اور سواری کے پس وپیش بندوبست ترک سواران رسالہ سلیمانی اور سلطانی اور سب رسالے ترک سواران وغیرہ اور حبشیان ہندوستانی کا، اور آگے سرانجام تکی والوں اور کوڑے والوں کا۔ اور نقشہ جلوس سواری کا موافق دستور وقت جانیں۔

کانپور میں ملاقات صاحب لاٹ بہادر کی، جس طرح اول تشریف فرما ہوئے تھے، اسی دستور سے پھر جلوس نو بنو مرتب تھا۔ اپنے اپنے قرینوں، جمیع فرقہ ہائے رسالوں اور پلٹنوں ہندوستانی انگریزی وغیرہ میں باقی جملہ مخلوقات وغیرہ روا روی تھا۔ اس کے بعد قدرت نور الٰہی، کہ وہ انبوہ جانوران وآدمیان وغیرہ اور جلسہ شاہی کا کہ جنت الماوا رشک لے جاتا تھا اور گلستان ارم خود سیر کرتا تھا۔ اور ندائے خرمی ہر طرف بلند تھی کہ

الٰہی در جہاں باشی باقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال[۴۶]

دہنے بائیں سواریاں چھوٹے صاحب اور جرنیل صاحب بہادر اور شہزادگان بلند مرتبہ۔ اور پیچھے سواری سلطانی کے امیران ورفیقان جانباز وجان نثار، بقولیکہ

سوتے تھے تو پہلو میں لیے تیغ و سپر کو
تلوار کا منہ دیکھ کے اٹھتے تھے سحر کو

بعد ان کے رسالے عبدالرحمٰن خان قندھاری کا۔ سب سواران زرہ پوش، خود وچار آئینہ اور دوشالوں اپنے سے مستعد اور مسلح۔ اور بعدہٗ جمیع سواریاں ملازم سلطانی با انبوہ کثیر، کیا سوار اور کیا پیادہ، کہ ہر ایک اپنے اپنے ہتھیاروں ووردیوں سے درست وآراستہ تھا۔ تا کہ عالم نگر پکا در دولت سے جملہ سڑکیں اور گلیاں شہر موصوف کی زینت بخش اور نور بخش تھیں۔ ادھر سے لاٹ صاحب بہادر، ادھر سے جہان پناہ سلامت کہ درمیان میں ملازمت متصور آئی، کہ بمجرد دیکھنے لاٹ صاحب بہادر نے تاج مفاخرت اتارا اور حضرت نے ہنس کر سلام کیا اور لاٹ صاحب بہادر کو، ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر جانب راست، ہاتھی پر بٹھلا لیا اور سلامی توپ خانوں کی فیر ہونے لگی۔ کہ

بجلوس مرتبہ شاہی آہستہ آہستہ، سواری سلطانی دردولت کو رواں ہوئی۔

اس وقت بھی عجب سماں تھا۔ کوچہ و بازار شہر لکھنؤ میں جابجا مکان بمکان، دکان بہ دکان، گلستان جناں تھا کہ ناچ ورنگ سے سب جگہ رونق بخشی تھی۔ راستا تا با کبری دروازہ اور وہاں سے دردولت فلک شوکت، ایک انبوہ عظیم سرخا سرخ نظر میں گزرتا تھا۔ جس وقت کہ سواری اندرون چوک رونق بخش ہوئی، اس دم سب جگہ برآمدوں پر طوائفان، پوشاکوں زرنگار و نغمہ حسن و جمال سے ناچ وگا رہی تھیں اور طبلہ و سارنگی و ستار و طنبورے آواز دے رہے تھے کہ اس وقت چرند پرند و آدم سب عالم سکوت [میں] تھے۔ بقولیکہ

کا [کیا] کہیں، کیسے کہیں، ہائے وہ صحبت کیا تھی
راجہ اندر کے اکھاڑے کی حقیقت کیا تھی

سب دکان دار اپنی [۴۷] دکانوں کو تصویرات ورنگ آمیزی سے آراستہ، اور حلوائی لوگ مٹھائی نعمت الوان اور عطار شیشہ یات، چھتوں میں برابر قطار ہم رنگ لگائے اور کنجڑنیں خوب صورت اپنے جوبن میں سرشار اور بھیکڑنیں پریزاد برابر، حقہ رنگ رنگ کے جمائے ہوئے

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کا عالم تماشے کے دن

لوگوں کو اپنی چتون سے لبھاتیں [۴۸] اور ہر ایک برآمدی نشست کسبیوں سے گلدستہ بہشت ہو رہی تھی۔ اور ہر سمت صدائے بے قرای

ہمیشہ دلبری سو [صد] جان مبارک باشد
علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

اور ایک طرف قوال لوگ ہنساتے ہنساتے لوٹائے دیتے ہیں تقریر سے۔ افسروں تا اینکہ سڑک بسڑک سواری شاہ جہانی آہستہ آہستہ ادب بادب کوٹھی شاہ منزل میں رونق افزا ہوئی۔ وقت اُترنے سواری کے، پھر جملہ توپ خانوں میں آگ لگ گئی گویا بادل ساون کا چہار طرف برسنے لگا اور کوٹھی شاہ منزل میں چوطرفہ خوشبویات اور ڈالیاں بے شمار پھولوں سے معطر، اور ناچ ورنگ و تماشائے دنیوی وغیرہ انواع انواع ایک ساتھ شروع ہو گیا۔ اور پیچھے کوٹھی موصوفہ کے دریائے گومتی ہائل [حائل] ہے۔ اُس پار مست ہاتھی کا ڈہ واسطے لڑائی کے، اکھاڑوں میں جھونم [جھوم] رہے اور داروغہ لوگ فیل خانوں کے دست بستہ مستعد، کہ احکام صادر ہو، تا کہ

لڑائی شروع ہوجائے۔اور یہاں اُس مکانات عالیشان میں لاٹ صاحب بہادر اور جہاں پناہ سلامت خلد اللہ ملکہم وسلطنتہم کرسیوں پر زینت بخش،اور برابران کے جناب جرنیل صاحب بہادر اور مرشد زادہ آفاق بہادر دام اقبالہ،اور جملہ شہزادگان بلند مکان اور نواب وزیر اعظم بہادر برابر برابر رونق افزا تھے اور جمیع امیران ورفیقان شاہی حاضر۔اور باہر صحن کوٹھی،فوارے نہروں کے جاری اور ڈالیاں میووں اور پھولوں کی رنگ وخوشبو دے رہی ہیں۔اس وقت وہ کوٹھی بے شک گلدستۂ جنت تھی گویا ہزار ہا تصویریں جواہرات رنگ رنگ کی،کرسیوں پر بیٹھیں [بیٹھی] ہیں۔اور جناب لاٹ صاحب بہادر بھی خیال شریف ہر طرف فرماتے اور تماشائے دنیوی دیکھ رہے تھے۔اس وقت مجھ کو یہ معرکہ اور جلوس تماشائے دنیائے بے وفا خواب وخیال معلوم ہوتا تھا اور کہتا تھا

درین ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نشد تختۂ برکنار[49]

اور اس عاصی نے بچشم دیکھا زمانہ نصیر الدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ کا،کہ وہ بھی اسی تماشائے دنیا میں عیش ونشاط سے بسر کرگئے۔تہمت چند سے اپنے ذمہ لے گئے۔[50] بقول استادان ہشیار

جانتے تھے کہ اسی طرح گزر جاوے گی
چمن عیش میں ہرگز نہ خزاں آوے گی
آرزو نخل محبت سے ثمر پاوے گی
یہ نہ سمجھے تھے قضا رنگ نیا لاوے گی
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم بہار آخر شد[51]

کھانے کی میز کا حال:

اور میز کا حال بھی مجھ کو لکھنا پڑا کہ جو چیز ہے،لائق دیکھنے اور سننے کے ہے۔کہ درمیان اس کوٹھی مبارک کے برابر میزیں دورنگ جمتی چلی گئیں۔اوپر ان کے برابر دورنگ زنجیر نقرہ وطلائی میں جھاڑ،کوئی تیس بتی کا،کوئی چالیس بتی کا،کوئی پچاس بتی،کوئی سو بتی کا،کوئی سرخ کوئی سبز کوئی زرد کوئی سفید کوئی کوئی سیاہ اور چتکبرے،سرخا سرخ اور اس قدر ہانڈیاں جملہ رنگ اور کنول وفانوس ومردنگیاں وغیرہ۔اور سب میزوں پر برابر

دو رنگ ظروف چاندی اور سونے کے اور کانٹیں [کانٹے] چھوریآں [چھریاں] ہزار ہا حصہ فی میز، بے شمار عدد، وہ بھی چاندی اور سونے کے۔ اور شیشیاں خرد و کلاں، بے شمار عطریات وغیرہ طرح طرح کے، کہ وہ میز بھی تختہ دو رنگ جنت الماوا کا بن گیا تھا۔ سبحان اللہ! برابر دو رنگ انواع انواع طرح کی کرسیاں با فرشاہی۔

آصف الدولہ بہادر کے زمانہ سے تا ہنگام نصیر الدین بادشاہ غازی کے وقت تک اسی طرح اسباب بیش قیمت تیار ہوتا چلا آیا کہ درمیان پانچ سلطنت کے، ہزار ہا کوٹھی کلاں اسباب سے پُر ہوگئی اور باقی فی الحال ہمیشہ بیا [ن] کرتا ہے ان شاہوں کی نشست کی وہ کرسیاں اور جو کوئی لاٹ گورنر آتا ہے، اس کی درستی، اور بہ تکلف زیادہ تیاری ہوتی ہے۔ چنانچہ اس طرح فرش قالین کاشمیری کا، نہایت وسیع اس درمیان کوٹھی کے آراستہ، کہ لوبان اس میں ڈوبی جاتی تھی چنانچہ چند عرصہ علاحدہ بادشاہ سلامت اور لاٹ صاحب بہادر میں گفتگو خلوتانہ[52] واقع رہی۔ بعد ازاں میز شاہی پر چند ساعت ملاحظہ فرمایا کہ وہ خدمت گار سلطانی پوشاکوں سے آراستہ، عطر میں آلودہ و دست بستہ برابر اپنے اپنے قرینہ، رومال لیے کھڑے ہیں۔ اور وہ نعمت الوان طعام شاہی کہ قلم کو جستجو واقع ہوتی ہے، جتنے کہ جو جو اسباب و طعام تھے، زمانے سے باہر۔ عجب سرکار اودھ ہے[53]، لاکن [لیکن] صورت عملداری ناممکن۔ علاقہ بہ علاقہ سوائے ظلم و بدعت کے دوسرا امر نہیں۔ یہ رنج البتہ لاحق حال ہے، کیا سبب کہ بالائے جلد چند حال علاقہ ملک اودھ کا تحریر ہے۔ چکلہ داران بخوبی لوٹ رہے ہیں اور شنوائی ندارد۔

بعد ازاں جناب لاٹ صاحب بہادر کی آمد کا غلغلہ بپا ہوا کہ ایک بار سب افواج اردلی لاٹ بہادر اور جہاں پناہ سلامت، کہ اپنی اپنی جگہ در پس و پیش آراستہ ہو گئے کہ اس عرصہ میں اندر سلامی باجہ بین ولایتی اور گاردہ [کذا] سلطانی کی بجنے لگی، کہ لاٹ بہادر بر آمد ہوئے اور یہاں ساتھ ہی توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئیں کہ ابھی دھواں سلامیوں ان کا موقوف نہیں ہوا تھا کہ توپ خانے فیر ہونے لگے کہ گویا گھٹا گھٹا سے ملنے لگی۔ اور ایک بار سلامیاں باجہ فوجوں کی بجنے لگیں اور ہر چہار سمت نقار خانوں میں شور اور ناچ و رنگ کی آوازوں [کا] شور شروع ہو گیا۔ ہمیشہ دلبری سو جان مبارک باشد، در و دیوار گانے لگے نہایت جلوس و ہر کسی [کذا] نہایت سواری لاٹ صاحب بہادر کی روانہ ہوئی کہ کوٹھی بیلی گارد [بیلی گارڈ: Bailey Guard] صاحب کلاں بہادر کی میں داخل ہوئے۔ اس وقت میں اور جوحف جو ہانس [جوزف جوہانس] صاحب شفیق میرے بنگلہ چینی بازار، دکان

ٹھا کر داس مہاجن میں کھڑا تھا کہ اتفاقاً سواری لاٹ بہادر نمود ہوئی۔ اور ہم دونوں باہم دیکھ رہے تھے کہ ایک بار سواری موصوف نزدیک پہنچی۔ اس وقت جوہف جوہانس نے ٹوپی اتاری۔ مجرد لاٹ صاحب بہادر نے بھی تاج شاہی اُتارا۔ جمیع مخلوقات کو بسا تعجب ہوا یہ کون شخص ہیں۔ دوستان قوم نجیبوں کا یہی دستور ہے کہ جو صاحب رئیس ہیں، وہ اپنے حال و منش کو نہیں چھوڑتے ہیں اور راہ نیک کو کاروبار روزمرہ سمجھتے ہیں۔ آفرین! ہزار تحسین! حمیت قوم صاحبان کو، کہ بجز نیک نامی اور غربا پروری کے، کوئی امر غیر نہیں کر سکتے۔ کیوں نہ صاحب تاج بخش ہوں۔ اللہ تعالی ان کو کیوں نہ سب پر فتح یاب کرے۔ لیکن مجھ کو بہت تعجب آیا باوجود قرینہ اور دستور دیسی افواج ملازم کمپنی انگریز بہادر، رسالہ نہم، جو کہ اردلی لاٹ صاحب بہادر کا تھا، وہ سب ہمراہ سواری کے اس وقت حاضر تھا۔ الا جو کہ دیسی وصفائی اسباب اور نشست گھوڑوں کی چاہیے، نہیں پائی جاتی تھی۔ وہ سب جوان ترک سواران کوئی آگے، کوئی پیچھے، سطری برابر نہ تھی اور کسی کا بھی درست نہ تھا، کسی کا پنچہ ٹھہر ہڑا [ٹیڑھا] کسی کا پاؤں چپٹا ہوا، چنانچہ ایک سوار اور گھوڑا ٹھوکر کھا کر اس جگہ گرا کہ ایک بار یہ بندہ بھی اسی جا گھوڑے سے گرا تھا کہ دانت تک سب آگے کے شکست ہو گئے اور نہایت ضرب پہنچی کہ چند روز تکلیف میں گرفتار رہا۔ وہ جگہ یہی شرف رکھتی تھی۔ جس وقت وہ گھوڑا اور سوار گرا، چنانچہ سوار تو بخیریت رہا لیکن گھوڑا فوت ہو گیا۔ کیا خوب اصیل اسپ تھا کہ تحریر سے باہر۔ اور قد و قامت اور قیمت میں وہ گھوڑا از حد بہتر معلوم ہوتا تھا۔ اس کا مرنا مجھ کو نہایت رنج دے گیا چنانچہ بعد تشریف لے جانے لاٹ بہادر کے، جناب حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی دام سلطنتہم بھی کوٹھی خاص میں داخل ہوئے اور یہاں جمیع گنجیات کو، مرزا علی رضا بیگ کوتوال پر احکام صادر تھا، کہ سب بازاریں ہر ایک گنج سے دلکشا کوٹھی جاویں۔ وہاں فوج ہمراہی لاٹ بہادر اور عملہ وغیرہ، سب فروکش ہیں کسی کو تکلیف کسی چیز کی واقع نہ ہوئے۔ چنانچہ یہاں سے جملہ بازاریں؛ حلوائی، خوانچہ والے، اور بقال اور کبڑیا وغیرہ بے شمار چلے جاتے ہیں اور کنارہ دریا کے ٹھٹ روشنی کے اور تماشائے آتش بازی اور چند در چند آرائشیں وغیرہ سب آراستہ ہوتی ہیں۔ فی الحال لڑائی فیلوں کی موقوف رہی۔ لاٹ صاحب بہادر نے ملاحظہ نہ فرمائی۔ شاید بڑے کھانے کے روز لڑائی ہوئے۔

لاٹ صاحب کے ہاں بادشاہ کی دعوت:

اب یہاں سے حال دیگر لکھنا پڑا۔ بتاریخ نہم شہر ذلحجہ ۱۲۶۳ ہجری، مطابق اٹھارویں ماہ نومبر ۱۸۴۷ عیسوی، صاحب کلاں بہادر نے تواضع لاٹ صاحب بہادر اور جہاں پناہ سلامت کی چاہی۔ چناں چہ وقت صبح

کے، بادشاہ سلامت اپنی کوٹھی خاص سے مع ہمگین جلوس موصوف، کہ حسب الارشاد شاہی، راجا غالب جنگ بہادر نے رسالہ بہ رسالہ اور پلٹن بہ پلٹن بھجوا دیا تھا کہ گجر کے وقت سب رسالہ اور متفرقات افواج اردلی سلطانی وغیرہ در دولت فلک رفعت پر حاضر ہوئے۔ چنانچہ وقت صباح کے رسالہ ہمراہی حاجی شریف اور سیلمانی اور سلطانی ہمراہی جانثار خان کپتان میگنس صاحب بہادر اور رسالہ حبشیاں ہمراہی علی بخش خان رسالدار اور چھوٹا رسالہ حبشیاں ہمراہی فیروزالدولہ بہادر اور رسالہ ہندوستانی زرہ پوشان ہمراہی قندھاری اور رسالہ شتر سواران زنبورچی اور دیگر رسالہ شتر سواران خاص اردلی اور باقی مردم جلوسی، سوار و پیدل، اردلی قدیم خاص سلطانی کہ تمام میدان ومڑک تا بہ کوٹھی بیلی گارد، پھریرہ ہائے سرخ اسرخ سے گلستان ارم ہو رہا تھا۔ جس وقت بادشاہ سلامت سوار ہوئے وہی عالم توپ خانوں میں سلامیوں کا تھا کہ ایک ساتھ سب توپ خانے فیر ہونے لگے اور نقیب آواز بلند صدا دیتا جاتا تھا، ادب سے، اب سے ملاحظہ با دب سے، اور جہاں پناہ سلامت توچے پر سوار ۔وہ بوچا کہ نصیرالدین حیدر بادشاہ جنت آرام گاہ نے بھراؤ بجواہرات بیش قیمت، بکار نقرہ و طلائی، نہایت شوق سے بقیمت مبلغ اسی ہزار روپے کو مع جوہرات تیار فرمایا تھا، اس پر حضرت سوار، آہستہ آہستہ، ادب با دب، مورچھل جڑاؤ ہوتا اور ڈنکہ صدائے نصر من اللہ وفتح قریب[۵۴] دیتا اور داہنے بائیں وزیر الاعظم اور شہزادگان والاشان، امیران و رفیقان، جانثاران دل و جان اور اس سڑک خوش قطع پر آگے سواری کے بھرا را چھڑکاؤں [چھڑکاؤ] کا ہوتا چلا جاتا تھا۔ تا آنکہ سواری شریف اندوں [اندروں] کوٹھی بیلی کے، رونق افزا ہوئی۔ جس وقت میدان روشن خیموں میں داخل ہونے لگے، ایک بار توپ خانہ ملازم کمپنی بہادر کا فیر ہونے لگا اور لاٹ صاحب بہادر صحن کوٹھی میں، بلکہ قدرے اس طرف، استقبال بادشاہ کے لیے تشریف لائے اور بمجرد چشم ہم چشم ہونے کے، لاٹ بہادر نے تاج شاہی اُتارا اور بادشاہ سلامت نے سلام کیا اور ہاتھ حضرت کا لاٹ صاحب نے لیا اور ہنس کر خوشی خوشی ہلاتے ہوئے اندر کوٹھی کے، لے چلے ۔پلٹن انگریزی کی بھی سلامی اُتری۔ بعدازاں دونوں بادشاہ والا جاہ تواضع سادی داخل کوٹھی ہوئے ۔وہاں بھی تیاری جملہ انواع سے جلوس تھا لیکن یہاں کے جلوس شاہی سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔[۵۵] چند عرصہ تک گفتگو مابین محبانہ رہی اور جو کچھ کہ مراتب تواضع اور مدارات شاہی چاہیے، اسی طرح پیش آوری ہوئی۔ اور باہر صحن کوٹھی صاحب کلاں میں باجہ ہائے انگریزی، بین وغیرہ بجنے لگے کہ دیر تک اندر کوٹھی کے، جلسہ بطور کارخانہ انگریزی سادہ وضع کا در پیش رہا۔ کہ لاٹ صاحب بہادر اور حضرت جہاں پناہ

دونوں شاہا ہم حرف دوستانہ ادا کرتے تھے اور تا عرصہ دو گھنٹہ، جہاں پناہ بہادر دام اقبالہٗ کوٹھی مذکورہ میں رونق افزا رہے۔ بعدہٗ بادشاہ سلامت مع جمیع جلوس سواری سلطانی کے، مرخص ہو کر باہر برآمدے پر تشریف لائے۔ اس وقت سب سلامیاں توپ خانوں اور پلٹن کی ہونے لگیں۔ چنانچہ آتی مرتبہ بھی حضرت عالمیان مآب بوچا شاہی پر سوار ہوئے تا آنکہ داخل کوٹھی خاص کے ہوئے۔ اور سب صاحبزادگان، شہزادگان، مرشدزادہ آفاق میرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر اور بہنوئی بادشاہ کے، باقی اور متفرقات بھائی بند خاندان شاہی، اور ان کے پیچھے امیران عالی شان گھوڑوں وفیلوں مغرق، زریں پالکی نالکی و بگھی پر سوار اور ایک زنجیر ہاتھیوں زیور ہائے زر روزی کا، اور ان کے بعد سواری اہالیان سرکار خرد وکلاں، حسب اوقات اپنی سوار، اور بعدہٗ سب رسالہ انگریزی وہندوستانی، وردیاں مغرق، جلوس سلطانی اور جمیع مردم افواج، اردلی خاص ہمراہ پائے رکاب مبارک شہنشاہی، رونق بخش کوٹھی راحت بخش نو تیار کے ہوئے۔ بعد داخل ہونے جناب شاہ والا کے، سب مردم سپاہ وغیرہ [نے] اپنی اپنی لین کو روانہ ہو کر کمر کھولی۔ اس روز قریب دوپہر کے دن آ گیا تھا۔

حال عید قرباں کا:

بعد ازاں بتاریخ دہم ماہ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری روز جمعہ مطابق نوزدہم شہر نومبر ۱۸۴۷عیسوی، وہ روز بھی عید قربان کا تھا کہ صاحب شاہ والا تخت شاہی پر جشن فرمائیں گے اور سب اہالیان وامیران وغیرہ درگاہ سلطان میں نذریں گزرانے کہ اس روز خود مبارک کی سرکار کا، جو کچھ جلوس قدیم سرکار بادشاہ میں، ہمیشہ سے ہر سال ہوتا ہے، اس سے زیادہ ظہور میں گزرا۔ کہ وقت صباح کے، سب سواریاں جواہر نگار، سواری خاص سلطانی بے شمار، دروولت فلک صولت پر حاضر ومستعد اور سب رسالہ انگریزی اور ہندوستانی وغیرہ اور سب پلٹن انگریزی اور ہندوستانی ماہی مراتب اور اندر صحن وچمن اور نہریں کوٹھی خاص میں اور سب جلسہ درست اور ڈالیاں میووں و پھولوں ہندوستانی اور ولایت کے، کنارہ حوضوں کے برابر برابر مرتب اور آراستہ۔ اور صد ہا ڈیرہ طواکفان ملازم سلطانی کے، پوشاکوں اور عطریات زیور جڑاؤ ساز وسارنگ طبلہ سے مبارک بادی پر حاضر۔ اور نوبت خانوں پر بھی تکرار امبارک اور سلامت کا پڑ رہا ہے، کہ آمد سواری جناب مرشدزادہ آفاق مرزا ولی عہد بہادر اور جناب جرنیل صاحب بہادر کی قرار پائی کہ دونوں شاہزادگان والا شان اول بخدمت جناب بادشاہ سلامت کے حاضر آئے اور خدمت شاہی میں پہنچے۔ چند ساعت وہاں مقام فرما کر دونوں شاہزادہ ہائے کوٹھی خاص سے برآمد

ہوئے اور سب جلوس روز عید قربان کا، ماہی مراتب اور رسالہ ہائے ترک سواراں اور صدہا پھریرہ مرخاسرخ زرنگار بھالہ برداران وترک سواران جلوس وغیرہ اردلی کا، ہمراہ والا ہوا، تا آنکہ داخل مسجد کلاں ہوئے اور جناب مجتہد العصر مولوی سید محمد صاحب پیشتر تشریف لا چکے تھے کہ یہ بھی دونوں شاہزادے تشریف فرما ہوئے اور میں بھی بشوق تحریر حال شاہ اودھ کا، اس چنگل آدم میں قیما [قیمہ] گوشت ہوا جاتا ہے۔ اگرچہ سواری میں دو دو گھوڑے موجود؛ لیکن شوق دید کے مارے، اُس انبوہ خلائق میں پیا جاتا تھا۔ اے یارو! جس وقت اس میدان کم وسعت میں؛ کہ لائق اس مجمع عظیم کے بے شک وہ میدان کم وسعت رکھتا تھا، اور کثرت مخلوقات صاحب سلاموں کی بے حد و بے شمار تھی، کہ راہ چلنے کو انسان نہ پاتا تھا۔ جس وقت کہ میدان صحن مسجد آصف الدولہ بہادر خلد مکین تک، کہ بیس بیس صفیں نمازیوں کی مرتب و آراستہ تھیں۔ جس پر ہزار ہا مخلوقات تمنائی دوگانہ یوم حج اکبرین مشتاق رہی۔ اور ایک ایک صف ہزار ہزار بلکہ زیادہ آدمیوں کی تھی۔ اور قرینہ نماز کا بدستور قدیم تھا کہ اول سب کے آگے مولانا امامت پر رونق افروز، اور بعد اُن کے جناب مرشد زادہ آفاق بہادر دام اقبالہٗ اور جناب جرنیل صاحب بہادر، بعد ازاں جملہ شہزادگان امیران ورفیقان وعزیزان شاہی، بعدہٗ جمیع مخلوقات ساکن بیت السلطنت، ملازمان و تماش بین وغیرہ۔ جس وقت صدا اللہ اکبر آتی تھی گویا چھت مسجد کلاں اور امام باڑہ کلاں کی بیٹھی جاتی تھی۔ کیا وقت نور ریز دی تھا۔ بعد الفراغ دوگانہ عید اضحیٰ، ایک بار توپ خانوں میں مہتاب پڑ گئے کہ اس دم آوازہ اسلام کا، زمین و آسمان تک بلند تھا اور ولایت اہل اسلام معلوم ہوتی تھی۔ اور ایک تماشائے گلستان دین محمدی پھول رہا تھا۔ لکھو کھا ہاتھ لوگوں کے، واسطے بغلگیری کے، بڑھنے لگے اور آپس میں مل رہا تھا۔ اور یک طرف ہزار ہا طوائف لوگ شہر کی، پوشاکوں عطر آلودہ سے آراستہ، طبلہ و سارنگی اور باجہ ہائے ہندوستانی سے دست بستہ، اور مبارک بادی پر مستعد۔ اور وقت فراغت نماز بے شمار طبلوں پر تال پڑ گئے۔ اور مبارک بادی شروع ہو گئی۔ کہ اس عرصہ میں مرشد زادہ بہادر دام اقبالہٗ سوار ہوئے اور اس جلوس شاہی سے آہستہ آہستہ ادب با ادب صدا آئی، پیش نگاہی کرنا!

داخل کوٹھی خاص ہوئے اور یہاں در دولت فلک صولت کا حاصل یہ ہے کہ تمام کوٹھی سلطانی شاہ منزل میں تیاری جاء پانی لاٹ صاحب بہادر کی واقع ہے کہ وقت صبح کے جاء پانی لاٹ بہادر کا ہوئے گا اور سب جلوس موصوف مع جانوراں ہاتھی مست کاڈہ وغیرہ تیار ہو چکے۔ اور سب مکانات بقصر سلیمانی، تدبیرات بے شمار

سے درست و آراستہ۔ فقط تشریف لانے کی دیر ہے۔سب ٹھاٹ شاہی امیدوار آمد لاٹ کا ہے۔چنانچہ گیارھیں [گیارھویں] تاریخ ذی حجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز ہفتہ، مطابق بیسویں نومبر سنہ اللہ عیسوی سحر کے وقت سب ہاتھی کاڈہ مست، بہادر گنج، حسین بخش، مولا بخش، حیدر گنج، ہمایوں گنج، کشور ظفری نگر، دیہات وغیرہ اور رمنے میں سامنے شاہ منزل کے، دریا کے پار کیا موقع کی کوٹھی ہے کہ بیچ میں دریاے گومتی ہائل [حائل] ہے، اُس پار میدان رمنے کا،اور اِس پار کوٹھی انواع انواع خوبصورتی کی، کہ اس میں سب جلوس بے شمار قیمت لاانتہا روپیوں کا،مثل کم قیمت کے، مرتب و آراستہ اور جابجا توپ خانے مذکورہ مصالح تیار ہے، منتظر سلامی کے، درلیس لگے ہیں۔اور کبوتر خانہ چوبی، رنگ آمیزی سے اس پار اور اس پار ایستادہ ہیں اور ہزار ہا کبوتر ان، رنگے ہوئے، پرواز ہو رہے ہیں۔اور دریاے گومتی میں بجرے اور کچے رنگ رنگ کے یکا ر ولایتی، خوبصورت، بے شمار، جس کا حال بالاے کتاب کے مندرج کیا گیا۔اور ماجھی لوگ اپنی اپنی وردیوں سے درلیس، سرخاسرخ بانات سلطانی اور کام زردوزی وردیوں کا،اپنے اپنے بجرے اور کچوں نقرئی وطلائی پر دست بستہ برابر برابر بیٹھے ہیں۔اور یہاں جناب قبلہ سلطان عالم وعالمیان سوار ہوئے اور صفت مجمع افواج اردلی شاہی پہنچی نہیں ۵۶ تھی، فقط گارد ہ ترک سواران رسالہ ہمراہی کپتان میگنس بہادر کا ہمراہ رکاب فیض مآب جناب شاہی موجود تھا۔چنانچہ سوار ہو کر کوٹھی شاہ منزل و مبارک منزل میں داخل ہوئے کہ تماشاے دنیوی ایک شور وغل بپا کرنے لگا اور اِس پار و اُس پار دریا کے، جانوران مذکورین بنا بر لڑائی کے، مست کاڈہ ہاتھی اور ارنے اور گینڈے و چیتے و ہرن و گدھے و اونٹ وسیاہ گوش و چرخ، ببری و شیر جمادیار [؟] و دیگر پرند جانوران وغیرہ متفرقات علیحدہ علیحدہ کٹہروں میں حاضر تھے۔اور اندر کوٹھی کے وہ جملہ جلوس، نقشہ جنت الماوا مزین و آراستہ تھا کہ جس کا بیان انسان کہاں تک کرے اور لکھے۔کہ اس درمیان میں پہلے جناب نواب صاحب بہادر خدمت شاہ میں حاضر ہوئے اور بعد آداب و کورنش غلامانہ کے، مرخص ہو کر، سمت کوٹھی بیلی گارد، درستی استقبال جناب لاٹ بہادر کے، روانہ ہوئے۔چنانچہ جس وقت نواب وزیر الاعظم بہادر دام اقبالہٗ سوار ہو کر چلے، وہ وقت بھی لکھنا ضرور پڑا کہ مالاے مروارید و جیغہ و کلغی و سرپیچ،اور سر مبارک پر مندیل وزارت اور ڈ روں [کذا] پر نونگی بیش قیمت کہ ایک ایک جواہر بڑا بڑا، لاثانی اور قیمت میں لاانتہا تھا۔

اور ایک مالا گلوے مبارک میں رونق فزا۔وہ بھی مروارید، اتفاقاً کبھی دیکھنے میں آتے ہیں۔اور چند

جواہر معلوم نہیں، وہ کوئی جواہر رنگین وچمک دمک رکھتا تھا۔ بے شک سننے میں آیا کہ بعض جواہرات سیاہ شب کو روشنی بخش ہوتے ہیں۔ اور کمر میں شمشیر ولایتی اصیل اور مندیل پر بجواہر لاثانی اور انبوہ سواری کا بھی لائق دید وشنید تھا۔ اس جلوس انبوہ مخلوقات سے نواب وزیر الاعظم بہادر، روانہ خدمت جناب صاحب بہادر کی ہوئے کہ بعد داخل ہونے کے، عرصہ آدھ گھڑی کا گزرا تھا کہ لاٹ بہادر کو سوار کروا کر، ہمراہ رکاب ان کی، نہایت دھوم دھام سے رونق بخش کوٹھی مذکورہ ہوئے۔ بعد روا روی سواری کے، جس وقت دروازے اپنے پر سواری آپہنچی، سب توپ خانے آراستہ ہوگئے اور پرے تین رنجک گولہ اندازوں نے رسالہ میں پہنچائے۔[۵۷] اور وقت پہنچنے نالہ کے پُل کے، کہ آہنی دروازہ سے اور کوٹھی شاہ منزل کے درمیان میں واقع ہے، مہتاب کو ہران سے ملا دیا جس وقت اندر کوٹھی کے سواری داخل ہوئی، ایک مرتبہ سب توپ خانوں میں بتی پڑ گئی کہ ہر چہار طرف دھمادھمی تھی اور کچھ نہیں۔ اور اس طرف فوجوں کی سلامی شروع ہوگئی کہ ہر ایک سمت شور وغل دہل و نقارہ و قرنا کا کہ بجز آواز باجوں اور دھمادھمی توپوں کے، آواز ے دیگر نبود۔

اور بندہ بھی اسی انبوہ جنگل آدم میں تھا۔ یہ سب جلسہ دیکھ رہا تھا جس وقت جناب لاٹ صاحب بہادر اس میدان گلستان کوٹھی میں پہنچے، ایک بار تاج شاہی ہویدا ہوا کہ بادشاہ خود، واسطے سواری کے پیدل آئے، صحن کوٹھی میں تشریف لائے کہ باہم ملاقات شاہانہ پیش آئی۔ کہ اول لاٹ بہادر نے تاج شاہی اتارا اور جناب قبلہ عالم بہادر نے فوراً سلام کیا اور ہاتھ میں ہاتھ ملا کر ہلاتے ہوئے اندر کوٹھی کے داخل ہوئے۔ اس وقت باجے والے، بین انگریزی کے، یہ غزل دل سوز بجاتے:

عارض است این یا قمر یا لالہ حمراست این
یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست این[۵۸]

اور بے شمار طائفہ کسبیوں کے

ہمیشہ دلبری سو [صد] جان مبارک باشد
علی تیرے پشت پناہ شاہ مردان باشد

یہ مبارکبادی گا رہے تھے۔ اس وقت در و دیوار ہزار ہا کوٹھیوں شاہی کے عالم سکوت تھے۔ عجب سیر و تماشا اس سرزمین پر واقع ہو رہا تھا۔ گلستان ارم شرمارہا تھا اور پار دریائے گومتی کے جگہ جگہ مست کاڑہ ہاتھی زنجیروں اپنی میں واسطے لڑائی کے جھوم رہے تھے۔ اور پیچھے کوٹھی کے تھیٹر بانسوں کے، اس میں جانوران،

شیر و چیتے و چرغ و سیاہ گوش، سب شور و غل مچا رہے تھے اور گنڈے اُس پار ملازمان لیے ہوئے حاضر ہیں۔ چنانچہ چند عرصہ تک گفتگوئے شیریں اشفاقانہ شاہ میں باہم واقع رہی۔ بعدہٗ چاءپانی پر تشریف فرما ہوئے کہ تمام کوٹھی عطر آلودہ تھی۔ کہ انواع انواع کھانے اور شراب وغیرہ ضروف [ظروف] چاندی اور سونے وجڑاؤ کے، ان میزوں پر کہ سب کارخانہ زرنگار تھا۔ وہ چمچے اور کانٹے، سونے جڑاؤ کے، برابر ایستادہ میزوں پر رکھے اور کرسیاں موصوف، کہ ایک ایک قیمت میں نایاب زمانہ، رکھی ہوئیں۔ ان پر شہزادگان عالی شان اور مرشدزادہ بہادر اور جرنیل صاحب بہادر اور جملہ صاحبان انگریز لوگ و میم لوگ، صاحب حسن و جمال، صورت و سیرت اپنی اپنی پوشاکوں پرستانی سے جلوے دے رہے تھے۔

قصہ ہاتھیوں کی لڑائی کا:

بعد انفراغ نوش فرمانے کھانے اور چاءپانی کے، سب امیران و شہزادگان موصوف کوٹھی اور برآمدے میں؛ وہ برآمدہ کہ اس پر ہزارہا کرسی زرنگار آراستہ، اس پر سب رونق افزا ہوئے۔ کہ اس درمیان میں حکم سواروں کو پہنچا کہ ہاتھی مست کو لاویں کہ برابر سوار لوگ دوڑے اور ہاتھیوں کو ملا کر حاضر لائے۔ چنانچہ اول جوڑ حسین بخش و مولا بخش کے لڑے۔ ایک اِدھر سے اور ایک اُدھر سے۔ جس وقت دونوں ہاتھیوں کی آنکھیں آپس میں ملیں، بے تحاشہ [بے تحاشا] دوڑے اور باہم بھڑ گئے۔ خوب لڑے۔ جس وقت کہ دیکھا کہ نہیں چھوٹتے ہیں، بان والوں کو کہا کہ بان ماریں۔ چنانچہ بان والے نے بان چھوڑا۔ کہ ہر دو گھبرا کر بھاگے اور چھوٹے۔ بعد ازاں دوسرا جوڑ مسمی حیدر بخش اور ہمایوں گنج آئے۔ جس وقت باہم دونوں بھڑے، حیدر بخش بھاگا اور ہمایوں گنج اکھاڑے سے جدا نہ ہوا۔ بعدہٗ مسمی کشور اور ظفری نگر کا جوڑ لڑا۔ یہ جوڑ خوب لڑا کہ لائق دید تھا۔ سبحان اللہ! بعد ازاں چرخ اور گینڈے، گدھے و سیاہ گوش سب لڑائی کیے کہ عرصہ ایک پہر تک نشست شاہان میفونز [محظوظ] رہے۔ آخرش، بعد تواضع و مدارات بادشاہ سلامت اور لاٹ صاحب بہادر دونوں شاہ والا نے برخاست فرمائے کہ اس وقت ساتھ ہی لکھ ہا آدمی اپنی اپنی راہ ہوئے۔ وہ وقت بھی عجب سیر و تماشای [تماشا] کا تھا کہ جس قدر آدمی، باشندہ بلدۂ لکھنؤ تھا، منجملہ ان چہارم حصہ ہشتم حصہ بھی نہ تھا۔ جس پر منار دو گوشہ اس پار اور دو گوشہ اُس پار بالکل سر ہی سر دکھائی دیتا تھا کہ لاٹ صاحب بہادر کو حضرت نے بخوشی و خرمی تمام، رخصت فرمایا۔ وقت سوار ہونے لاٹ صاحب بہادر کے، پھر توپ خانوں میں بتی پڑ گئی اور سپاہ کے فرقوں کی سلامی بجنے لگی، اور ناچ و رنگ

کا شوروغل مچ گیا تھا۔ سبحان اللہ! کیا کارخانہ عظیم الشان، سرکار شاہ اودھ ہے کہ تحریر وتقریر سے باہر۔ کہاں تک لکھے اور بیان کرے۔

بعد ازاں جناب لاٹ بہادر رخصت ہو کر کوٹھی بیلی گارد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت ظلِ سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلداللہ ملکہم بھی سوار ہو کر اپنی کوٹھی خاص میں داخل ہوئے اور میاں شہریار مردہی و میاں افضل مردہی باہر آئے اور جمیع مردمانِ افواج اردلی سلطانی سواروں اور پیادوں کو رخصت کیا۔ اور جملہ جلوس شاہی بھی اپنی اپنی جگہ روانہ ہوا۔ اور جتنے امیران وشہزادگان رفیقان بلند مکان اور متفرقات درباری لوگ صاحب پنس، و اہل ہاتھی پالکی و ناکی و گھوڑے وغیرہ برخاست ہو کر روانہ اپنے گھروں کے ہوئے۔ فقط۔

کوٹھی بیلی گارد:

بعدہٗ بتاریخ دوازدہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز یک شنبہ، مطابق اکیسویں ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی دربار شاہی حسب دستور روزمرہ کے، جلوہ افروز ہوا اور شہزادگان وعزیزان وامیران ورفیقان اور مردم افواج اردلی سلطانی خاص دونوں وقت صبح وشام دردولت فلک شوکت پر حاضر آئے لیکن کچھ قرینہ بطور جلوس کے بہ وقوع نہ آیا۔ بعد ازاں، بتاریخ سیزدہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز دوشنبہ، مطابق بائیسویں ماہ نومبر سنہ اللہ عیسوی کو حضرت عالمیان مآب، وقت سہ پہر کو جناب لاٹ صاحب بہادر کی ملاقات کو کوٹھی بیلی گارد میں رونق فزا ہونے گئے۔ چنانچہ اول راجا غالب جنگ بہادر کی معرفت سب رسالوں اور پلٹنوں و فیل خانوں و بگھی خانوں و شتر خانوں وغیرہ اور جمیع امیران ورفیقان ودرباریان میں چوبدار اور سوٹہ [سونٹا] بردار حکم پہنچا گئے کہ تین گھنٹہ بجے، جناب قبلہ عالم بہادر، دام ملکہم، واستے [واسطے] ملاقات لاٹ بہادر کے، کوٹھی بیلی گارد تشریف فرما ہوئیں گے۔ اور راجا غالب جنگ خود واسطے مرمت اور آراستگی جلوس سواری کے مستعد وسرگرم۔ چنانچہ ایک بجے سے سب رسالے ترک سواران، مرقوم الصدر، جن کا وصف بالائے کتاب تحریر ہے، وردیوں جلوسی زرنگار سے دردولت فلک رفعت پر حاضر اور چند بگھیاں اور گھوڑے خاص موصوفہ سواری بادشاہ کے اور مرزا لعل محمد، چیلہ، فوجدار، چند ہاتھی بزیور وجھول گنگا جمنی آراستہ کیے ہوئے، دست بستہ حاضر، اور توپ خانے میدان رمنے موتی محل میں اپنے اپنے موقعے سے درلیں، اور شہزادگان والا جلوس سواریوں اپنی سے حاضر ہوئے اور جمیع امیران ورفیقان مع پوشاک انواع انواع سے مستعد تھے۔ یہ سب دربانان دردولت پر آچکے اور منتظر برآمد ہونے شاہ والا کے، جیسا

کہ گوش روزہ دار پر اللہ اکبر است اور نقار خانوں میں نوبت اور باجہ بین انگریزی کا <u>ٹکورا</u>، کہاریاں مشل پریاں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر آتیاں اور جاتیاں۔ وہ بھی وقت عجب سیر گلستاں جناں تھا۔

بعدازاں قریب دو بجے، بلکہ عرصہ زیادہ، دو مصاحب لاٹ صاحب بہادر کے، اور چھوٹے صاحب بہادر، یہ سب بہ سواری ہاتھیوں، واسطے پیشوائی جہان پناہ سلامت کے آپہنچے اور اندر کوٹھی خاص کے داخل ہوئے اور یہاں در دولت پر سب لوگ مردم افواج اردلی سلطانی، تیار و دریس ہو گئے۔ اور گولہ اندازان اپنے اپنے عہدہ پر کاروبار سلامی سے دریس۔ اتفاقاً تین گھنٹہ بجے دن کو، حل چل [ہل چل] بر آمد شاہی کی ہوئی۔ اوّل اندر کوٹھی کے، سلامی بین و <u>گاردہ</u> کی ہوئی کہ یہاں سب لوگ اور امیران تیار ہو گئے۔ اور <u>خلاصی</u> توپ خانہ کا بھی جھنڈے سے ہوشیار تھا کہ جناب واجد علی شاہ، بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہم باہر بسواری بوچا سوار ہوئے کہ ایک بار باجے فرقوں کے بجنے لگے اور سلامیاں اترنے لگیں۔ کہ باہر دروازہ کلاں پر ہاتھی پر سوار ہوئے اور لعل محمد چیلہ نمک خوار قدیم، جوڑ جڑاؤ سے عالم سکوت میں آہستہ آہستہ ہلاتا اور میرزا خانی خواصی نشین قدیم خواصی میں، اور ایک طرف ہاتھی مصاحبان انگریز لوگ، چھوٹے صاحب وغیرہ کے، اور ہاتھی مرشد زادہ آفاق کا، اور ہاتھی جرنیل صاحب بہادر کا، اور ایک سمت ہاتھی نواب وزیر اعظم بہادر کا، اور بھوئی بادشاہ کے۔ یہ جمیع ہاتھی مغرق بزیور و جھول، کار نقرہ و طلائی گنگا جمنی سے قرینہ بہ قرینہ، ہمراہ سواری بادشاہ کے، اور بیچ میں ہاتھی شاہ والا جاہ کا۔ کہ مرزا لعل محمد چیلہ فوجدار ہاتھی کو <u>ہولتا</u> اور جوڑ جڑاؤ ہلاتا، اور چو طرفہ ہاتھی امیروں اور رفیقوں کے، وہ بھی جلوس سے مرتب اور آگے انبوہ سواری کے، جمیع بھالہ برداران و برچھی برداران و کتی برداران و بان برداران، کوڑے برداران، پھریرہ ہائے سرخ و سرخ سے چھکا چھک ہو رہے تھے اور سب رسالے متفرقات رتبہ بہ رتبہ ترتی بری [کذا] سے آراستہ، وہ جملہ میدان سڑکوں کا گلزار بنا تھا اور جہاں پناہ سلامت بھر بھر مشت، روپے لٹاتے جاتے تھے کہ ہزار ہا شیدی اور دیگر مردم تماشبین، باشندہ بلدۂ موصوف لوٹتے تھے اور مارے شور و غل کے بات نہ سنائی دیتی تھی۔ برابر <u>بھرا</u> روپوں کا چل رہا تھا۔ اس وقت بادشاہ سلامت اور مصاحبان لاٹ صاحب بہادر اور شہزادگان رومال دے دے بیٹھتے جاتے تھے۔ تا آنکہ اس طرح دروازہ آخر تک سواری شاہ والا پہنچی کہ یکبار سلامی توپوں کی چلنے لگی کہ ایک سیر با دیدہ نظر میں گزرتی تھی۔ آہستہ آہستہ سواری رواروی میں اور نقیب باآواز بلند صداے بادبی دیتا ہوا، ادب سے، بملاحظہ باادب سے نگاہ روبرو کرتا ہوا۔ سواری خاقانی داخل کوٹھی صاحب کلاں

ہوئی کہ وہاں بھی توپ خانہ انگریزی تیار تھا۔ وقت پہنچنے اندر میدان صحن چمنوں کوٹھی، سلامی سلطانی توپ خانے کی فیر ہوئی اور جہاں پناہ سلامت ہاتھی پر سے اترے اور سب شہزادگان نواب صاحب بہادر اور جناب مرشد زادہ بہادر اور جرنیل صاحب بہادر ہمراہ سواری کے اپنی میں، لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں بہادر، واسطے استقبال حضرت کے، صحن چمن تک تشریف لائے کہ لاٹ صاحب بہادر نے تاج شاہی سر سے اتارا اور حضرت نے سلام کیا کہ دونوں صاحب باہم ہاتھ میں ہاتھ ملائے اور ہلاتے ہوئے، ہنستے، اندر کوٹھی کے داخل ہوئے۔ وہاں پر انگریزنی میم لوگ حسن و جمال، صورت و سیرت میں یکتائے زمانہ، کہ پرستان شرماتا تھا؛ چوطرفہ صحن اور چمن، روش ہائے باغ میں ایک کا ہاتھ ایک پکڑے ہوئے سیر کرتی پھرتی تھیں کہ تمام مردم فوج اردلی شاہی بشکل تصویر ٹھگے تھے اور مصاحبان سب برابر کرسیوں پر ایستادہ اور دونوں شاہان میں گفتگو شاہانہ مجابانہ عرصہ تک رہی اور کچھ تقریر خلوتانہ، خلوت میں علیحدہ درپیش رہی۔ کہ اس عرصہ میں تیاری سوار ہونے کی متصور آئی کہ سب انبوہ مردمان افواج اردلی خاص سلطانی اپنے اپنے عہدے پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت لاٹ صاحب بہادر نے مرشد زادہ مرزا ولی عہد بہادر کو یاد فرمایا اور بعد شفقت و پرورش مربیانہ کے، ایک ہاتھی عماری دار مع زیور و جھول گنگا جمنی کا بیار ریک مرحمت فرمایا اور نہایت پیار کیا۔ چنانچہ اس وقت مخلوقات باشندہ لکھنؤ سے ثنا و صفت جناب لاٹ صاحب بہادر کی ہویدا تھی کہ ایسے اہل شجاعت سخا کوئی تشریف نہیں لائے۔ یہ مزاج لاٹ صاحب کا ہے۔ اتنے میں شاہ والا برآمد ہوئے اور پھر سلامی توپ خانے انگریزی کے فیر ہوئے اور جہاں پناہ بہادر پھر ہاتھی پر سوار ہوئے اور چھڑ اسیم وزر کا لٹاتے ہوئے اور وہی مصاحبان جو کہ پہلے آئے تھے، وہ بھی ہاتھیوں پر سوار موافق جلوس اول کے۔ پھر سواری جہاں پناہ جلوہ گر ہوئی اور شیدی لوگ روپے لوٹتے۔ تا آنکہ رواروی سب سواری ممدوح داخل کوٹھی خاص ہوئی۔ اور ایک بار سلامی توپوں غلہ کلاں کی پھر فیر ہوئی۔ اور جہاں پناہ سلامت اندر داخل ہوئے اور ہر طرف صدائے مبارک بادی کی شروع ہو گئی۔ اور سب مردم افواج اردلی سلطانی اور امیران شہزادگان کو حکم برخاست کا مردہی لوگ پہنچا گئے۔ چنانچہ سب سواریاں امیران و شہزادگان بھی سلام کر کے مرخص ہوئے اور وہ مصاحبان انگریزی رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔

محمد علی شاہ کی فاتحہ کا دن:

اُس روز تیاری روشنی اور آتش بازی کی حسین آباد میں، بادشاہ محمد علی شاہ جنت آرامگاہ کی فاتحہ کے

واسطے ہو رہی تھی۔ شہر والے لوگ مشہور کرتے تھے کہ لاٹ بہادر کی تواضع میاں عظیم اللہ خان اور نواب شرف الدولہ بہادر کرنا چاہتے ہیں، اس لیے یہ سب جلوس مرتب ہوتا ہے لیکن عقل سے اور سنتے لوگوں سے دریافت ہوا کہ بعد سال کے فاتحہ بادشاہ خلد مکین کا ہوتا ہے۔ چنانچہ خوب تیاری اُس امام باڑہ کی ہو رہی تھی اور مکانات وہاں کے خود جلوس رکھتے ہیں کہ بادشاہ مرحوم نے حینِ حیات اپنی، اس طرح کی تیاری عمارات شاہی کروائی تھی کہ وہ مکانات جنت الماوا ہو رہے ہیں۔ بہشت بھی رشک لے جاتا ہے کہ رومی دروازہ آصف الدولہ بہادر، جنت آرامگاہ سے تا نواز گنج، برابر عمارات پختہ تعمیر ہوتے چلے ہے کہ جن کا حد نہ شمار۔ اول امام باڑہ، خاص قبران کی کا، نہایت عمارت باریک تعمیر کہ گنبد ہے طلائی کلاں اور اندر اُس کے جلوس اسباب ہزار ہا، جھاڑ جمیع رنگ شیشہ اور علم ہزار ہا سونے اور چاندی وجڑاؤ ورنگ رنگ کی مردنگیاں و دیوار گیریاں اور کنول و فانوس وہانڈیاں وغیرہ اور چند ضریحسین مقدس نقرئی و طلائی خالص اور چند در چند اسباب بقیمت لکھوکھا روپوں کا، اور چہار ہر طرف دیوار سنگ مرمر پر قرآن شریف، تیس سپارہ، بخط ولایت کندہ کیا ہوا اور باہر صحن چمنوں میں ایک نہر برابر دورنگ، تا بدروازہ کلاں مع آرائش آراستہ، اُس میں مچھلیاں جملہ رنگ، اور چمن بندی انواع انواع پھولوں ومیووں و درختوں کی، اور زمین سب امام باڑہ کی بشکل شطرنج سیاہ و سفید سنگ مرمر و سنگ عیسیٰ و سنگ موسیٰ سے درست اور داہنے بائیں دو منزل مکانات بشکل مسجد، کہ وہ بھی زیارت گاہ ہے اور دروازہ تین آہنی، اور باہر دروازے کے برابر بازاریں صحن وسیع تک کہ جمیع نعمت اور اسباب طرح طرح اور جواہرات اور ظروف اور جملہ اسباب متفرقات ضروریات فروخت ہوتے ہیں اور بالاے دروازوں کے توپیں چہار ضرب تیار، اُن کے گولہ انداز وخلاصی[59] تنخواہ، وثیقہ دار اور جملہ معماران ومزدوران بھی اور باغبان وغیرہ سب وثیقہ میں پاتے ہیں، ہر روز مرمت حاضر ومستعد اور دروازہ باہری بڑا آہنی، وہ بھی جواب رومی دروازہ کا۔ لیکن رومی دروازہ بہت بڑا ہے۔ یہ قدرے چھوٹا ہے، لیکن عمارت اُس کی بہت باریک وخوبصورت اور سڑک پختہ دل کشا تک شمول تیاری امام باڑہ کی حسن باغ تک، دو طرفہ برابر فانوس ہر روز روشن ہوتے ہیں۔ اور باہر صحن کے گنبد خانہ، نہایت بہتر و پختہ اور ایک منزل ست کھنڈا بعمارت کلاں، ہفت منزلہ اور تالاب بھی اس قدر دراز اور ہشت پہلو سرخ رنگ کا، چوطرفہ اُس کے نہایت عمارت کلاں ہفت اور غسل خانہ زنانے اور مردانے اور متفرقات مکانات بلند اور تصویرات سنگ مرمر سنگ سرخ طرح طرح کا۔ چنانچہ جو چیز ہے، لاثانی ہندوستانی ہے۔ اور ایک مسجد کلاں

بشکل جمعہ مسجد تعمیر دی، وہ بھی نہایت عمارت بلند اور پختہ کہ جمیع عمارات شہر لکھنؤ اُس کے آگے[۶۰] زیر معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ عمارت حسین آباد کی، جہاں تک لکھے، وہاں تک شمار ندارد، اور مالک اُس کا میاں عظیم اللہ خان۔ اگر چہ قوم حجام لیکن تخم شریف رکھتا تھا کہ آقا کی رفاقت اگر کرے، تو اتنی کرے کہ اب تک مجاور اُس قبر کا بنا ہوا جاروب کشی کرتا ہے۔ جس عہد میں محمد علی شاہ بہادر تخت نشیں تھے، اور یہ شخص حاضر خدمت تھا، ہر چند جملہ اہالیان سرکار کے، اُس کو اُکھاڑا اور چاہا کہ اس دربار میں یہ شخص نہ رہے، لیکن جہاں پناہ خلد مکان نے پیار اُس کا کم نہ کیا بلکہ روز بروز زیادہ پرورش کرتے رہے اور یہ بھی بجز ذات اُن کے، دوسرا امر نہ جانتا تھا اور حین حیات اپنی، سب تدبیرات وتجویزات امام باڑہ مذکورہ کی، اور وثیقے مکمل کر کے، مختار اُس کو کر دیا۔ چنانچہ وہ شاہ عالی جاہ مر گئے اور یہ اپنی خیر خواہی اور نمک ہلالی [حلالی] سے باز نہ رہا۔ اب تک اُس تربت مطہر پر جاروب کشی کرتا ہے اور ہر جمعرات کو مجلس جناب امامین علیہ السلام ہوتی ہے اور بعد سال کے فاتحہ۔ یہ سب انواع انواع صرف اور عشرہ محرم میں صرف اور مرمت جمیع عمارات عالیشان اور جلوس وغیرہ کے، اُس کا صرف لکھو کھا روپے ہوتے ہیں۔ کمر بستہ اُن صرفوں پر رہتا ہے اور مزاج مردم ہندوستان میں اس قدر سفائی [صفائی] کا کم دیکھا۔ جو اسباب و چیزیں، خوش وضع اور خوش قطع اور مختصر، نہ بڑی، نہ چھوٹی۔ جو مکان اُس کی سکونت کا دیکھا، لائق تعریف کے۔ چنانچہ فی الحال مکان سابق اس کا جہاں پناہ نے اپنے مکانات شمول کرنا چاہا لیکن اس نے نہ دیا۔ آخرش بہ بحث بسیار، بقیمت مبلغ چار لاکھ روپے کو خرید کر کے، دوسرا مکان اور بھی تعمیر حجام کا تھا، وہاں رہنا اختیار کیا۔ وہ مکان بھی جنت ثانی ہے۔ اور عشرہ محرم میں صرف امام باڑہ حسین آباد کا، اگر انسان خیال وقیاس کرے، عقل کو دوڑ نہیں کہ فقط روغن ناریل اور چربی وموم کی بتی، قریب بارہ روز تک تمام دیوار گیری باہر سے اندر تک کہ سب دیواروں میں مسل [مثل] گل بوٹے کے، گلاس قریب ایک لاکھ پنجاہ ہزار چڑھائے جاتے ہیں اور جا بجا ہر مکانات صحن میں، صدہا جھاڑ سرخ وسیاہ، سفید، سبز آراستہ کر کے روشن ہوتے ہیں۔ اور اندر امام باڑہ کے بے شمار جھاڑ سب رنگ، کوئی بیس بتی موم، کوئی پچاس بتی موم کا اور کنول ہزارہا اور دیوار گیری وفانوس، ہانڈیاں اور مردنگیاں ہزارہا اور زمین دوز فرشی جھاڑ ہزارہا، یہ سب روشن ہوتے ہیں۔ اس صرف کا انسان کہاں تک خیال کرے۔ اور ایک سرائے پختہ مسافروں کے آرام کو، چوطرفہ مکانات ریختہ اور اصطبل گھوڑوں مسافروں کا، اور مکان نان پزوں کا۔ وہ بھی خوبصورت۔ اور ہر جگہ گنبد طلائی سرخا سرخ عمارت، جدھر دیکھو اُدھر گلستانِ ارم

ہو رہا ہے۔ بیت

اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است

بلکہ فردوس بھی رشک لے جاتا ہے۔

حسین آباد کی سیر:

چنانچہ ایک روز یہ عاصی اور میر کرم رسول ترک سوار کو ہمراہ اپنے لے کر، گھوڑے پر سوار دونوں شخص، سمت حسین آباد برائے سیر، وقت ایک باش، شب گزشتہ کے روانہ ہوا۔ سنا تھا کہ تیاری جلوس توشع جناب لاٹ صاحب بہادر آج کے روز ہے سو وہاں دیکھا کہ سب تیاری و سامان وغیرہ بطور روشنی کے تھا لیکن روشنی اور جلوس اُس دن غلط تھا۔ بندے نے بطور میلہ دیکھنے کے خرچ بھی ہمراہ بدست بسالت سائیس لے لیا تھا، سو چاکر بھی اثنائے راہ میں ہم سے چھوٹ گیا۔ وہ صرف اسی پاس رہا۔ چند امورات کی تکلیف بھی پائی۔ لاچار ہم اور سید بے چارہ، آہستہ آہستہ سیر کرتے مکان پر چلے۔ جس وقت راج گھاٹ کی سیر کر، گھر پہنچے، اس وقت سائیس بھی کمبخت ملا۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ مطلب ہاتھ سے جاتا رہا۔

گریہم صاحب سے ملاقات:

اور بعد پھرنے حسین آباد سے، ایک دوست مرے، مسمی گریہم صاحب، کپتان ہنوری صاحب کی پلٹن کے افسر، گولہ گنج میں سکونت رکھتے ہیں، وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ چنانچہ صاحب مذکورہ مکان میں سوتے تھے۔ وقت شب کے دیکھ کر بہت گھابڑی ہوئے۔ بندہ نے اپنی طبیعت میں کہا کہ آخر مرے آنے کا بار ہوئے گا۔ یہ سمجھ کر مکان کو پھرا۔ وہ سید بیچارہ آگے چلا گیا۔ کچھ چیز مول لیتا تھا۔ اس عرصہ میں بھی پھرا۔ اس سید نے اسرار[اصرار] کیا کہ کیوں پھرے؟ میں نے جواب دیا کہ مے کا کچھ[61] شیشہ رنگ بدرنگ دریافت ہوا۔ اس سبب سے میں پھر آیا۔ آخرش آہستہ آہستہ خاص بازار کے باہر ہی باہر، کنارے اردلی بازار کے، اندرون چینی بازار پہنچے۔ وہاں سے سڑک بسڑک سیر چاندنی کی دیکھی اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے آتے تھے[62] کہ

دھوپ بہتر ہے، شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقہ کی طرح سے گرتی ہے مجھ پر چاندنی

بعد ازاں رواروی، اپنے خیمۂ گوشۂ تنہائی میں آبیٹھا۔ وقت صبح کے، حسب دستور روزمرہ، غسل کر

کے پھر سیر کرنے چلا گیا۔ اور آج کے روز یقین ہے، کہ فاتحہ سال بادشاہ محمد علی شاہ کا حسین آباد میں واقعی ہوئے گا۔ اس روز بے شک عجب سیر دیکھنے میں آئی، کہ جوامر شعور اور صفائی میاں عظیم اللہ خان کا کسی کام میں ہوتا ہے وہ تیاری زمانے سے نرالی ہوتی ہے کہ اس روز ضرور تماشائے دنیوی نظروں میں گزرے گا۔ وزندگی ہر طور خوشی و راحت سے گذری۔ یہی لذت عیش دنیا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب العزت نے لکھہا روپے، اپنی کریمی سے بندے کو عنایت فرمائے، وہ کمبخت اس کو مثل انڈوں مرغی کے، پرستش کرتا ہے۔ جس وقت وہ بچے پیدا ہو کر جوان ہوئے اُسی پر چڑھ بیٹھے۔ اسی طرح آدمی کا حال ہے کہ تمام عمر ایک ایک پیسہ جوڑ جوڑ کے بے شمار روپے جمع کیے۔ نہ آل نہ اولاد، جب مر گیا؛ جس کی قسمت کا تھا، اُس نے لے کر ناچ ورنگ اور راہ خدا میں ہزاران نیک نامی کے کام ادا کیے اور اب بھی خوب عیش ونشاط سے بسر کرتا اور کوئی ہوس نسبت دنیا باقی نہ چھوڑی۔ اور وہ بدنصیب جہنم میں ان روپوں کا شمار کر رہا ہے اور روتا ہے کہ یا معبودا ایک ساعت اگر دنیا میں جاؤں، تو سب جمع تیری راہ خدا میں بخش دوں، کہ عوض اس کا یہاں قبر میں پاؤں۔ بقولیکہ جیسا ہے کرے ویسا ہے پائے۔ بحکم شیخ سعدی شیرازی

سخیان ز اموال بر میخورند
بخیلان غم و [غم] سیم و زر میخورند

سب کا سر بلند، بخیل کا گورتنگ۔

اب ارادہ بندہ کا یہ ہے کہ حال جلوس محمد علی شاہ بادشاہ خلد مکان کا، کہ بعد سال کے فاتحہ ہوتا ہے، ضرور دیکھ کر اس کتاب میں مندرج کروں، کہ وہ مکانات بھی لائق تحریر ہیں کہ مقام حسین آباد بھی ملک لکھنؤ میں فردوس بریں ہے۔ چنانچہ اُسی روز بتاریخ سیزدہم ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری، روز دوشنبہ، مطابق بائیسویں نومبر، سنہ اللہ عیسوی، یہ عاجز واسطے ہوا کھانے کے، وقت صبح کو، حسب دستور ہمیشہ روز مرہ کے، گھوڑے پر سوار ہو کر طرف چار باغ کے راہی ہوا۔ وہاں سننے میں آیا کہ کپتان صاحب بہادر تدارک وتیاری آمد لاٹ صاحب بہادر تواضع مدارات اُن کی کی جستجو رکھتے ہیں اور مصروف کاروبار مہمان داری میں مصروف [کذا]۔ یہ عاصی بھی واسطے ملاقات کپتان صاحب موصوف کے، اشتیاق مند ہوا اور باگ گھوڑے کی اُس طرف پھیری۔ جا کر دیکھا میں نے تو بے شک تمام باغ کو پھرتی سے پاک کروا کر بشکل جناں ترتیب دیا ہے۔ اور جملہ اسباب میز وغیرہ کا

درست و آراستہ ہے، جیسا کہ سامان شاہی ہوتا ہے، اسی طرح مجلوس بسیار سب خیر الضرام کی تھی، مع فرش و خیمہ قنات اور سکانات، رنگ آمیزی سے نیرنگ اور طرح طرح کا سامان اور مظروف و چمچے و کانٹے سونے اور چاندی کے سجے ہوئے اور میم صاحب اُن کی اور ہمشیرہ صاحب گلدستے رنگ برنگ تیار کر رہی تھیں ۔اور یہ حقیر اُن کی ہمشیرہ صاحب کو نہیں پہچانتا لیکن لیاقت و شرافت اُن کی اور غربا پروری اور دوست شناسی انگریز صاحبان عالیشان کی، کوئی طرح اپنی شرافت و نجابت کو نہیں بھولتے ہیں ۔اور اپنی دولت سے ہرگز خاطر کشیدہ نہیں ہوتے ۔اور مذہب عیسائی کو از راہِ خاطر داری اور محبت دلی سے محتاج نہیں دیکھ سکتے اور غرور و تکبر سے بیرون ۔کیوں نہ رب العالمین ان کو تاج بخشی فرمائے اور عمل داری پر مستحکم رکھے ۔جملہ امورات سادہ وضعی اور سادہ دلی رکھتے ہیں ۔ ایک بار جیسی ملاقات کریں، غریب ہو یا امیر، اُس سے ہر دم، ہمہ وقت، جمع نوع خاطر اور خاطر داری سے کبھی باہر نہیں رہتے ۔ہزار آفریں! چنانچہ کپتان ہاگٹن صاحب بہادر اور اس عاجز سے ملاقات کا گاہ بگاہ اتفاق ہوتا ہے ۔حسب دستور اول مہربانی و عنایات دوستارے بدل و جان پیش آتے ہیں اور میں اگرچہ اس پرورشِ محبانہ کا سزاوار نہیں ہوں، کیا باعث، وہ امیر والاشان اور میں بندۂ ناچیز! کسی امر دنیوی میں بادشاہ یا وزیر یا امیر سے طالب ملاقات نہیں ۔اور ہر اک کی طلب سے اس زمانہ بانفاق میں دور رہتا ہوں ۔الا جو مرتبہ ریاست اور دوست شناسی کا کپتان ہاگٹن صاحب بہادر میں پایا گیا، بے شک یوں ہی رئیسوں و زمانہ سابق کا دستور سنا اور دیکھا ۔چنانچہ ان کی بہن سے شناسائی نہ تھی، خود کپتان صاحب نے ذکر نا لائق اس عاجز کا زبان مبارک سے فرمایا کہ یوسف کمل یہی شخص ہے ۔وہ از حد مہربانی مربیانہ پیش آئی اور وہ گلبن ریشم ولایتی پٹی کی مجھ کو دکھلائیں اور چاء تیار کروا کر منگوائی کہ بہ تواضع محبانہ پیش آئیں ۔اور بعد ازاں بہت تیاری کھانے پر پینے اور جلوس میز وغیرہ دیکھنے میں آئی ۔عقل میری دنگ تھی کہ جو جو سامان تدارک، کھانے لاٹ بہادر کا دستور شاہانہ چاہیے، وہ سب موجود ۔اور اس باغ کو کپتان صاحب موصوف نے خوب مجلوس تیار کروایا تھا ۔جس طرح مزاج عالی شان صفائی انگریز صاحبان والا مرتبت کو لاحق حال ہے، اس سے زیادہ مرتب دیکھا ۔سبحان اللہ! کیا کیا تدبیرات اور تجویزات خردمندی قوم صاحبان انگریزوں کی ہے کہ جو امر ہے عقل ہندوستان سے افزوں اور جملہ چیز خوب صورت اور ارزاں، حکمت صاحبان سے جمیع جگہ میسر ہوئی ۔چنانچہ اس عرصے میں بڑے صاحب تشریف فرما ہوئے ۔مجرد پہنچنے ان کے، کپتان صاحب ممدوح نے بخوشی اور بہ تواضع بسیار ہاتھ میں ہاتھ دے کر، اور بعد سلام

علیک، دستورانگریزی سے ان کولیا۔اور باشارہ مجھ عاصی کی طرف، بڑے صاحب نے کہا کہ یوسف حلیم کمل پوش کہ جس کی کتاب بہ الفاظ اردو، درباب سیاحی جہاں، اور سیر ملکوں اور ولایت انھوں نے خوب سیر دنیوی دیکھی، وہ یہی ہیں۔یہ سن کر بڑے صاحب بہادر نے مجھ نالائق سے ملاقات، بحرف دوستانہ اور اشفاقانہ بزبان، فرمائی۔تا عرصہ چند، اتفاق نشست وبرخاست رہا۔بعدازاں اس عاجز نے خیال آمد لاٹ بہادر کا کیا۔اور سمجھ کر موقع وقت کا، بدوں ملاقات ان کے، روانہ مکان اپنے کا ہوا۔لیکن سننے میں آیا کہ لاٹ صاحب بہادر اس روز رونق افروز نہ ہوئے۔جو کچھ کہ تیاری اور جلوس اس روز کپتان صاحب نے کیا تھا، وہ سب برباد ہوا تھا۔مجھ کو یہ سن کر نہایت صدمہ واقع ہوا۔بسبب کار ضرورت کے لاٹ صاحب بہادر کا تشریف لانا نہ ہوا۔کچھ معاملہ، چنانچہ ہزارہا کاروبار از حد ضرورت میں لاٹ بہادر متفکر رہتے ہیں۔ایام فرصت کے نہ تھے۔آخرش وقت شام کے، اس روز یہ عاصی اور میر کرم رسول، ہمراہ میرے، واسطے سیر حسین آباد کے، کہ وہ امام باڑہ محمد علی شاہ بادشاہ فردوس منزل کہ ثانی بہشت [ہے]، روانہ ہوا۔

تو اس روز عجب تماشاے ملک لکھنؤ دیکھا کہ یہ میرا اتفاقاً نگاہ میں گزرتی ہے۔کہ جس وقت ہم دونوں مکان پر سے چلے، تو راہ راہ روشنی دکانوں اور سڑکوں کی دیکھتے اور بھالتے، راہ گولہ گنج اور خاص بازار سے، کہ وہ وقت لائق سیر کے ہوتا ہے۔برآمدوں پر کسبی لوگ، اپنی اوقات کے موافق، کوئی پوشاک زرتار، کوئی پوشاک دوشالوں، کوئی سادہ وضع، کوئی پوشاک رنگین پہنے، برآمدوں پر اور دکانوں میں اور کوٹھڑیوں میں، آراستہ آراستہ، بیٹھی ہوئی ہیں۔اور کھنگیریں بھی بشکل پریاں پوشاک قیمتی سے درست وآراستہ بیٹھیں؛ حقہ لوگوں کو پلاتیاں اور اشارے آنکھوں کے بتلاتیاں۔اسی طور سے سیر وتماشا دیکھتے ہوئے سڑک پختہ پر روشنی فانوس میں رومی دروازہ تک پہنچے کہ وہاں سے برابر سڑک پختہ، مع بایں جلوس فانوس ہاے اور دوطرفہ خوانچہ والے مٹھائی اور نعمتوں کے برابر۔اور جمیع دکاندار انواع انواع چیز کی بیچ رہے۔اور اُس وقت رومی دروازہ سے لگا امام باڑہ موصوف تک ایک آگ لگی ہوئی تھی اور انبوہ خلائق کا بے حد وشمار کہ راستہ چلنے نہ دیتا تھا۔اور گرمی مخلوقات اور روشنی کی اس قدر چشموں کو پھوک رہی تھی کہ بیان سے باہر۔اور دروازہ مذکور سے سامنے، برابر سڑک دو رنگ، دوسانچہ، تماشا جنت الماوا نظر آئے دیتا تھا کہ ایک نور بے شمار قدرت ایزدی تھا کہ تمام مکانات اور گنبد اور درکلاں وخرد اور دیواریں اوپر کمریوں امام باڑہ میں، کہ ہزارہا جھاڑ اور ہانڈی اور دیوار گیری، زرد از زرد، سرخ از سرخ اور باہر صحن میں سبز از سبز،

زرد،زرد،سفید،اسفید،مارے جھاڑوں اورگلاسوں سے صورت بہشت ہو رہا تھا۔فقط امام باڑہ نہیں،جمیع مکانات اوردروازہ ہرسڑک سب کا سب روشنی شیشوں اورجھاڑوں اورجھاڑوں[کذا]اورفانوسوں،ہانڈیوں اورمردنگیوں، کنولوں،گلاسوں سے۔چراغوں[کا] کام نہیں۔ایک پرتو انور روشنیوں سبز رنگ کا ہو رہا تھا اوروہ دیواریں کہ جس میں گلاس بشکل بیل بوٹا برابر دورنگ چہار طرف سڑک کے روشن چلے گئے تھے۔اوردرجہ بدرجہ دروازوں میں جھاڑ اورسب کی جہات کوئی سرخ تو سب سرخ،کوئی سبز تو سب سبز،کوئی زرد تو سب زرد،کوئی سفید تو سفید۔اور سب دکانوں میں چوطرفا ایک ایک ہانڈی برابر،اور دیواروں پر گلاس برابر سب رنگ۔یہ دیکھتا بھالتا،زیارت کرتا،اس انبوہ خلائق سے بدن کو چھلتا چھلاتا،اورکپڑوں کو پھاڑتا،اورانبوہ کو چیرتا،ایک بار دروازہ امام باڑہ تک جا پہنچا تو کنارہ دروازہ سے زینہ تک برابر بیچ میں نہر دورنگ چلی گئی تھی۔اس کے برابر دوطرفہ فانوس اور برابر تصویرات سنگ مرمر اورچھوٹے چھوٹے بجرے پڑے ہوئے،اورمچھلیاں سب رنگ تیریں اور چمنوں میں پھولوں اورمیووں کی آراستگی اورخوشبو اورمارے روشنی کے واں پر دن ہو رہا تھا۔کیا کیا تحریر کروں۔اوراس کے بعد امام باڑہ۔ایک قدرت ایزدی نظر میں گزر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اندر اس کے سونے اورچاندی اورجواہر بیش قیمت کے دوسرا امر نہ تھا۔ضریحیں سونے اورچاندی کی،اورعلم ہزار ہا سونے اورچاندی کے،اورسب کے پٹکے پر از زرنگار۔اوروہاں کے جھاڑوں اورفانوسوں اورمردنگیوں اور ہانڈیوں اورگلاسوں کا کیا شمار اورکیا تعریف۔ اورباہر صحن میں امام باڑہ کے ایک نمگیرہ مثل آسمان دلکشا سے دیکھتا تھا۔پٹا پٹی بانات سلطانی نہایت وسیع اوراوپر امام باڑہ کے مارے روشنی شیشہ ہی شیشہ تھا۔جوامر تھا،جنت الماوا کو سبقت لے جاتا تھا۔اس وقت بحسب حال اس تیاری کے،یہ شعر جامی کے مجھ کو یاد آ گئے:

کوے تو کعبہ است یا خلد برین بوستان
یا گلستان ارم یا جنت الماوا ست این[۲۳]

اوربیچارے شیخ سعدی بھی یاد آئے:

مکن تکیہ بر عمر ناپایدار
مباش ایمن از بازی روزگار
ہم جس کو وطن سمجھے ہیں سو بے وطنی ہے
ہر وقت اجل مستعد راہ رہی ہے

کس کام کی یہ دولتِ دنیا و دنی ہے
محتاج کفن ہر کوئی محتاج و غنی ہے
کیوں کر صد و ہشتاد برس تک کا یقیں ہو
شاید کہ یہی دم نہ دمِ باز پسیں ہو
انسان کو لازم ہے رہے دھیان اجل کا
اطفال کو واللہ بھروسہ نہیں کل کا

اُس وقت یہ سب تماشا دنیا کا اس عاجز کو عالم سکوت معلوم معلوم [کذا] ہوتا تھا کہ افسوس ،ایک روز یہ مردہ جیتا تھا اور تختِ شاہی پر حکمرانی کر رہا تھا ۔یہ سب تعمیر کروایا ہے ۔کیا کیا خوشی اور دم حکومت پر بھرتا تھا ۔ اب وہی شخص زمین خاک میں خاک ہو کر مل گیا ۔معلوم نہیں یہ کہاں ہوں اور کیا ہوں ۔اپنے اعمالوں پر کیا کیا صدمے پا رہا ہو گا ۔اب دوسرا شخص اُسی عہدے پر موئے کہ در زندگی، بھولے ہوئے ،خوشی خوشی کار عیش ونشاط میں بسر کر رہا ہے یہ نہیں معلوم

پتلا بنا ہوا، کوئی بالائے خاک ہے
جو خاک سے بنا ہے، وہ آخر کو خاک ہے

لعنت اس دنیا نا پائیدار پر! کیا کیا بھلاوا دے رہی ہے ۔آخرش اس سیر وتماشے میں تھا کہ ایک بار آمد لاٹ صاحب بہادر کی ،واسطے جلوس دیکھنے حسین آباد کے ،ہوئی اور غل وشور مچ گیا کہ لاٹ صاحب بہادر تشریف لاتے ہیں ۔یہ سن کر یہ عاصی بھی موقع دیکھ کر ایک کنارے کھڑا ہو رہا کہ بخوبی سیر سواری کی دیکھنے میں آوے ۔اور آخرش سواری لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں اور صاحب خرد، اور مصاحبان اور صاحبزادہ لاٹ صاحب بہادر مع سواری جلوس کے وارد ہوئے اور کپتان صاحب موصوف ،بعد سب صاحبان والا شان کے رونق دہ اُس جلوس لاثانی کے ہوئے ۔سب طرف حسین آباد میں بندوبست اور آراستگی جلوس کی ،اور زیادہ تیز ہو گئی ۔اُس وقت کیا سماں تھا اور کیا سامان اور کیا سامانِ قدرت معبود تھا کہ جس کا بیان نہیں اور انسان کہاں تک تحریر کرے اور بیان کر سکے ۔اور مجھ کو صفائی اور ردریسی اور لیاقت میاں عظیم اللہ خان پر بسا تعجب آتا ہے کہ اگرچہ یہ صفائی اور خوش وضع اور خوش قطع ملک ہندوستان میں ہونا غیر ممکن ہے، لیکن یہ شخص قوم حجام از حد دانائی اور صفائی کی کتاب پڑھ گیا ۔آفرین است خان والا شان پر! کہ نمک حلالی اور خیر خواہی اپنے آقا سے مدارکی کرتے تو اس

سے زیادہ کیا کرے کوئی، کہ ابھی تک مجاور اُس قبر کا بنا ہوا، جاروب کشی پر مستعد و سرگرم ہے اور مردے کو زندہ سمجھتا ہے۔ آفرین است تابعداری کی۔

اور اُس وقت ہمراہ لاٹ صاحب بہادر اور صاحب کلاں بہادر اور چھوٹے صاحب اور شہزادے لاٹ صاحب کے اور جمیع صاحبان لوگ اور انگریزنی صاحب حسن سیرت اور صورت کے جمیع جلوس اور اسباب دکھلاتا ہوا، اور با ادب سیر کرواتا ہوا، اُس مکان بہشت ثانی میں ٹھہرتا تھا۔ اور لاٹ صاحب بہادر بھی بخوبی بہ دلجمعی ہمگیں جلوس ملاحظہ فرما رہے تھے۔ بے شک عجب مکان، ثانیِ خلد بریں تھا۔ اب قلم کہاں تک تحریر کرے اور دوڑ مارے۔ تا اینکہ سب تماشا دیکھتے بھالتے، عرصا ایک گھنٹہ تک تشریف فرما امام باڑہ کے رہے، کہ اس عرصہ میں سب اسباب اور جلوس اندر اور باہر کا ملاحظہ فرمایا۔ کہ اتفاقاً سوار ہوئے۔ اُسی دھوم دھوم سے پھر سواری آہستہ آہستہ کوٹھی کو رونق افروز ہوئی کہ سب سڑکوں اور تالاب وغیرہ مکانات حسین آباد ملاحظہ کرتے اور دیکھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ سبحان اللہ کیا طبع مبارک، اہل اخلاق اور اہل رئیسی اور صاحب نجابت اور شرافت لاٹ صاحب بہادر رکھتے ہیں۔ یہ کام انھیں لوگوں کا ہے۔ جو امر ہے زمانے سے نرالا ہے۔ اور اپنی لیاقت اور غریب پروری اور رعایا پروری اور سپاہ پروری کو یک ساعت خاطر شریف سے سہو نہیں فرماتے۔ جو امر پایا، زمانے سے باہر ہے۔ ان صاحبان لوگوں کے مرتبہ اور فضائل دیکھ کر حیرت میں آ گیا کہ سبحان اللہ کیوں کر نہ اُن کو خداوند صاحب حکومت اور صاحب تاج فرمائے۔ آفرین! ہزار آفرین! ـــــ[۶۴]

بعدہٗ بتاریخ چہاردہم ذی الحجہ ۱۲۶۳ ہجری روز سہ شنبہ مطابق بیسویں نومبر سنہ اللہ عیسوی، وقت صباح کے، چنانچہ لاٹ صاحب بہادر نو بجے روانہ سمت پچھم از راہِ کانپور ہوئے کہ اس وقت سے توپوں کی سلامی رخصتی کی ہوئی۔ اور راجا غالب جنگ بہادر اور ایک پلٹن ہمراہی ممتاز خان کپتان بنوری بہادر اور ایک کمپنی ہمراہ کپتان بارلو صاحب بہادر اور دیگر متفرقات فوج کمپنی پلٹن ہندوستانی وغیرہ ہمراہی راجا موصوف[۶۵] لاٹ صاحب بہادر کے واسطے بندوبست اور رسد رسانی اپنے ملک کے پیر میں ہمراہ رکاب جناب لاٹ صاحب بہادر کے ہوئی اور اُسی طرح خیمہ و ڈیرہ، جا بجا، مقام بمقام، ایستادہ کیے گئے کہ تکلیف کدام امر کی واقع نہ ہو۔ فقط

تمام

حواشی

* صدر شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد۔

۱۔ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا)۔ صحیح البخاری۔

۲۔ ہم تجھے نہیں سمجھ پائے۔

۳۔ یہ اشعار خواجہ میر دردؔ کے ہیں۔ تیسرے مصرعے میں معمولی سا تغیر ملتا ہے۔ مجلس ترقی ادب لاہور کے مرتبہ دیوان دردؔ میں یہ مصرع یوں ہے:

جس مسندِ عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے

خواجہ میر درد، دیوان دردؔ (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۸)، ص ۱۱۵۔ تاہم دیگر دواوین میں اس مصرع کی یہ صورت بھی موجود ہے جو کمبل پوش نے اختیار کی ہے۔

۴۔ ایک ضعیف حدیث قدسی کا جزو ہے۔ (لولاک لما خلقت الافلاک لولا علی لما خلقتک و لو لا فاطمہ لما خلقتکما۔ اے محمدؐ! اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ پیدا کرتا۔ اور اگر علیؓ نہ ہوتے تو میں آپ کو نہ پیدا کرتا اور اگر فاطمہؓ نہ ہوتیں تو میں آپ دونوں کو پیدا نہ کرتا)۔

۵۔ جنت آپؐ کی قیام گاہ، رضوان آپؐ کا امانت دار ہے۔ فردوس کی پاکیزگی، آپؐ کے گل رخ چہرے کی بدولت ہے۔ آپؐ بادشاہوں کو تاج عطا کرنے والے اور خاتم الانبیا ہیں۔ اے صاحبِ قرآںؐ! آپؐ دین و دنیا کے بادشاہ ہیں۔ آپؐ کا تخت فلک، تاج قرص مہر علم اور جھولا قمر ہے۔ فتح و نصرت آپؐ کے ساتھ ہے کامیابی آپؐ کے ہم رکاب۔ آپؐ کی کمر و قدر اور دستِ مبارک قضا ہے۔ ترجمہ بشکریہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سرفراز ظفر صاحب، سابق صدر شعبۂ فارسی، نمل، اسلام آباد۔

۶۔ مصنف کی پہلی کتاب تاریخ یوسفی کا ذکر ہے جو عجائبات فرنگ کے نام سے زیادہ معروف ہوئی اور اب تک چار بار مرتب کی جا چکی ہے۔

۷۔ یہیں سے اس کتاب کا عنوان سیر ملک اودہ اخذ کیا گیا ہے۔

۸۔ یہ وہی کپتان مکنس صاحب بہادر ہیں جن کا ذکر ان کی پہلی کتاب تاریخ یوسفی میں بار ہا ہوا ہے۔

۹۔ بمطابق ۳۰ جولائی، ۱۸۴۷ء۔

۱۰۔ متن میں "دولت ور" لکھا ہے لیکن اس کے اوپر حوالے کی علامت ڈال کر دائیں طرف کے حاشیے میں "صاحب مقدور" لکھ دیا گیا۔ غالباً وہ دولت ور کی جگہ "صاحب مقدور" کا لفظ استعمال کرنا چاہتے تھے یا ممکن ہے محض وضاحت کے لیے مطلب درج کیا گیا ہو۔

۱۱۔ متن میں "زبانی" کے املا میں تبدیلی کی گئی ہے اور حوالے کی علامت دے کر بائیں حاشیے میں یہی لفظ دوبارہ لکھا گیا ہے۔

۱۲۔ متن دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قلمی نسخے پر پانی یا کوئی سیال گرنے سے "برہمن کا ایک" کے الفاظ کی روشنائی مدھم ہو گئی ہے لیکن الفاظ صاف پڑھے جاتے ہیں۔ وضاحت کے خیال سے حوالے کا نشان ڈال کر بائیں حاشیے پر یہی الفاظ دوبارہ لکھے گئے ہیں۔

۱۳۔ "جوان" کے لفظ کا حاشیے میں اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۴۔ سہواً لڑکی کو برہمن لکھ دیا گیا ہے۔ جب کہ پہلے مذکور ہے کہ لڑکی راجپوت قوم سے تعلق رکھتی تھی۔

۱۵۔ لفظ "جاتی" روشنائی پھیلنے کے باعث دائیں ہاتھ حاشیے میں مکرر لکھا گیا ہے۔

۱۶۔ متن میں ''تھے'' لکھا ہے مگر بائیں طرف حاشیے میں تصحیح کرکے ''ہیں'' لکھ دیا گیا ہے۔

۱۷۔ متن میں سہواً ''سابق'' لکھ دیا گیا تھا جس کی اصلاح کرکے بائیں حاشیے میں ''لائق'' لکھ دیا گیا ہے۔ دونوں جگہ علامتِ حاشیہ موجود ہے۔

۱۸۔ ''زمانۂ سابقہ'' کے الفاظ کا اضافہ بائیں حاشیے میں کیا گیا ہے۔

۱۹۔ اتر پردیش کا ایک قصبہ جو منگل پانڈے کی رہائش گاہ کی وجہ سے معروف ہے۔

۲۰۔ ''میں'' کے لفظ کا اضافہ دائیں حاشیے میں کیا گیا ہے۔

۲۱۔ لفظ ''نجھر مار'' کسی لغت میں نہ مل سکا لیکن قیاس ہے کہ یہ لفظ ان ہندوستانی سپاہیوں کے لیے استعمال ہوتا ہوگا جو میدانِ جنگ کے بجائے شہروں اور دیہات میں پاسبانی اور نگرانی کا کام کرتے ہوں گے گویا معاصر عہد میں نجی محافظوں جیسے فرائض سرانجام دینے والے۔

۲۲۔ متن میں املائی غلطی کی دائیں حاشیے میں اصلاح کی گئی ہے۔

۲۳۔ متن میں ''میرم'' کے بجائے ''مکم'' لکھا ہے۔ بائیں حاشیے میں علامتِ حوالہ دے کر ''میرم'' لکھا گیا ہے۔

۲۴۔ عجب دورِ زمانہ، حیران کن گردشِ آسمان کہ بادشاہِ وقت نادان، وزیر تدبیر کرنے میں پریشان، سپہ سالار قطب (ولی) سردار بے سروسامان، مددگار و پشت پناہ سرگردان، رعایا پریشان، اس کا تدارک کیسے ہو، کس طرح چین آئے۔ اگر ایک رات قرار آئے تو دوسری رات نہیں آتا۔ جناب والا کی نوکری میں ایک راستے کی صعوبت، دوسرا غلے اور گھاس کی مشکل، تیسرا بندۂ درگاہ کی کم قراری، چوتھا ہر گزرتے مہینے کا فقر وفاقہ، وقت بے وقت کی عرض داشت، ہمارے حال سے خدا آگاہ، حیران ہوں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟ دس ماہ کی تنخواہ واجب الادا وہ ایک کی نہیں ملی، اس کی بھی امید ہے کہ کسی دن مل جائے گی۔ کچھ اور نہیں جو تحریر کیا جائے۔ شمشیر رہن رکھ دی، ڈھال بیچ دی، میرا گھوڑا بھوک کے مارے گدھے کی دُم (لاغر) ہو گیا ہے۔ بزرا بارلحت اس اپنی نوکری پر۔ کب تک جور وجفا برداشت کروں کہ آپ کی طرح آرام سے بسر کروں۔ کاسۂ گدائی لے کر در بدر پھروں، ضروری ہوگا، میری گزارش پہنچا دیں۔ (ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سرفراز ظفر، سابق صدر شعبۂ فارسی، نمل، اسلام آباد۔)

۲۵۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

http://www.gazetteering.com/asia/india/state-of-uttar-pradesh/6993997-raihar-distributary.html

۲۶۔ مولیٰ کی مرضی سب پر مقدم ہے۔

۲۷۔ القرآن، آلِ عمران:۱۸۵۔ اصل آیت مبارکہ یہ ہے: کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجورکم یوم القیامة۔ ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمھاری قیامت ہی کے روز ملے گی۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی)۔

۲۸۔ یہ وہی جوزف جوہانس صاحب ہیں، جن کی تحریک پر منشی نول کشور نے ۱۸۷۳ء میں تاریخ یوسفی کو عجائبات فرنگ کے نئے نام سے چھاپا تھا۔ روزی لوالین جونز (Rosie Llewellyn-Jones) نے ماخذ کا حوالہ دیے بغیر ان کے بارے میں یہ معلومات فراہم کی ہیں کہ وہ آرمینیا سے تعلق رکھنے والے ایک خاندان کے فرد تھے جو طویل مدت سے لکھنؤ میں رہائش پذیر تھا اور جنھوں نے لکھنؤ کے کئی نوابوں کی نوکری کی تھی۔ وہ ایک مصور تھے لیکن جدید فوٹو گرافی میں بھی مہارت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور انھوں نے لکھنؤ میں اپنا فوٹو گرافی کا سٹوڈیو قائم کر رکھا تھا۔ *Engaging Scoundrels: True Tales of Old Lucknow* (نئی دہلی: آکسفرڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۹۸ء)، ص ۹۹۔ عجائبات فرنگ کے نول کشور ایڈیشن کے

اندرونی سرورق پر ان کے اخلاق ومروت کے ساتھ ساتھ "شپ فوٹو گرافک" کی بھی تعریف کی گئی ہے۔

۲۹۔ یہاں عیسوی اور ہجری تاریخوں میں مناسبت نہیں ہے۔۲۱ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری، عیسوی کیلنڈر کے مطابق اکتیس اکتوبر ۱۸۴۷ء ہے اور دو نومبر ۱۸۴۷ء ہجری کیلنڈر کے مطابق ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۶۳ ہجری ہے۔ اس سے پہلے مصنف نے ۳۰ اکتوبر کے واقعات کا ذکر کیا ہے جو ان کے بیان کے مطابق ۱۹ ذی قعدہ تھی، تاہم برقی کیلنڈر کے مطابق وہ ۲۰ ذی قعدہ قرار پاتی ہے۔ ہجری اور عیسوی تاریخوں میں ایک دو دن کا فرق بھول چوک کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے اور رویت ہلال میں اختلاف کا بھی۔ اس متن میں بھی ایک دو مقامات پر یہ اختلاف نظر آتا ہے۔

۳۰۔ ان کا ملک اور سلطنت قائم رہے۔

۳۱۔ عارضی زندگانی پر بھروسہ نہ کر روزگار کے کھیل سے غافل نہ ہو

۳۲۔ متن میں "تھے" ہے حاشیے میں "ہیں" لکھ کر تصحیح کی گئی ہے۔

۳۳۔ متن میں "گیا" ہے حاشیے میں تصحیح کرکے "آیا" لکھا گیا ہے۔

۳۴۔ Robert Keith Pringle۔ یہ وہی پرنگل صاحب ہیں جن کا ذکر تاریخ یوسفی میں کئی مقام پر آیا ہے۔ تاہم تمام مطبوعہ متون میں انھیں "پرنگل" لکھا گیا ہے۔ انھی کے توسط سے اس سفرنامے کا مسودہ انڈین انسٹی ٹیوٹ اوکسفرڈ کو حاصل ہوا۔ انھوں نے انڈین سول سروس میں اہم خدمات سرانجام دی تھیں۔ ۱۸۴۰ء میں بمبئی میں چیف سیکرٹری رہے۔ ۱۸۴۷ء میں سندھ میں سر چارلس نیپئر (۱۷۸۲ء–۱۸۵۳ء) کے جانشین ہو گئے۔ ۱۸۵۴ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ کمبل پوش نے اپنے سفرنامۂ انگلستان میں یورپ سے واپسی کے سفر کے دوران قلعۂ جبرالٹر کے مقام پر پرنگل صاحب سے اپنی اچانک ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: "ناگاہ پرنگل صاحب میرے دوست نظر آئے۔ ولایت سے ہندوستان آئے تھے۔۔۔ پرنگل صاحب سے اور مجھ سے فقط شناسائی تھی نہ رسمۂ اتحاد و فرط دوستی۔ پاس شناسائی سے انھوں نے مجھ کو پکڑا لیا۔ ہندوستان میں ایسی محبت اپنے ہم جنسوں سے کوئی نہیں کرتا۔ میں جب تک دم میں دم رکھتا ہوں، دم شکرگزاری ان کی کا بھرتا ہوں۔" (تاریخ یوسفی، مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص۱۰۸) اس ملاقات کے بعد ان کا ذکر بار بار آتا رہا۔ پرنگل صاحب کمبل پوش کے ہم سفر رہے اور بمبئی میں بھی ان دونوں کے درمیان رفاقت رہی۔ اس لیے یہ بات تعجب خیز نہیں کہ کمبل پوش نے اپنے دوسرے سفرنامے کا مسودہ انھیں پیش کیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کمبل پوش نے یہ سفرنامہ انھی کی تحریک پر لکھا ہو تاہم متن میں اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملتی۔

۳۵۔ غالباً یہاں بیست و ششم کی بجائے، سہواً صرف ششم لکھا ہے کیوں کہ ۲ نومبر ۱۸۴۷ء کو ذی قعدہ کی ۲۷ تاریخ تھی۔

۳۶۔ "سواری" کا لفظ متن میں حذف شدہ ہے اور بائیں حاشیے میں علامت ڈال کر تحریر کیا گیا ہے۔

۳۷۔ اگر کوئی جنت ارضی ہے تو یہی ہے، یہی ہے یہی ہے۔

۳۸۔ فارسی مصرعے میں "سو" نہیں "صد" ہونا چاہیے مگر کمبل پوش نے ہر جگہ "سو" ہی لکھا ہے۔

۳۹۔ اللہ تمھیں اس کی اچھی جزا دے۔

۴۰۔ متن میں "ہے" کی بجائے "ہیں" لکھا ہے جس پر علامت حاشیہ ڈال کر بائیں حاشیے میں درست لفظ یعنی "ہے" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۱۔ سخی تو اپنے مال کا پھل کھاتے ہیں اور بخیل سونے چاندی کا غم کھاتے ہیں۔ کمبل پوش نے "سیم سیم وزر" کے بجائے "غم و سیم وزر" لکھا ہے۔

۴۲۔ اس سے قبل کے تین جملے: "آج کے روز۔۔۔ سپاہ پر وری" مکرر تحریر ہیں۔ یہاں سے یعنی ورق ۹۱ ب تا ۹۷ ب کی پہلی متن تک

چھوٹے قط کا قلم استعمال کیا گیا ہے جو باقی متن سے واضح طور پر نمایاں محسوس ہوتا ہے؛ تاہم خط یکساں ہے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مسودہ نقل شدہ ہے۔ البتہ یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ نقل کسی کاتب نے کی ہے یا خود مصنف نے۔

۴۳۔ متن میں "تھے" لکھا ہے۔ بائیں حاشیے میں اصلاح کر کے "ہیں" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۴۔ متن میں "گی" ہے مگر بائیں حاشیے میں اصلاح کر کے "گیں" لکھ دیا گیا ہے۔

۴۵۔ لا سیف الا ذوالفقار۔ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔

۴۶۔ خدا کرے تو جہان میں اقبال مند، جواں بخت، جواں دولت اور جواں سال رہے۔

۴۷۔ "اپنی اپنی" کے الفاظ حاشیے میں ایزاد کیے گئے ہیں۔

۴۸۔ "لوبھاتیں" کے آخری حروف پر روشنائی پھیلنے کے آثار ہیں اس لیے اس لفظ کو متن میں نشان زد کر کے حاشیے میں دوبارہ تحریر کیا گیا ہے۔

۴۹۔ اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں غرق ہو گئیں کیونکہ کنارے پر کوئی تختہ نظر نہیں آتا۔

۵۰۔ ہمت چند اپنے نے ادھر چلے جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے (خواجہ میر درد، دیوان درد، اردو، ص ۲۴۲)۔

۵۱۔ افسوس کہ پلک جھپکتے ہی میں دوست کی رفاقت اختتام کو پہنچی۔ ابھی چمن کی سیر بھی نہ کی تھی کہ بہار کا موسم تمام ہو گیا۔

۵۲۔ متن میں سہواً "غلوتخانہ" لکھا گیا ہے جسے حاشیے میں درست کر کے "خلوتانہ" لکھ دیا گیا ہے۔

۵۳۔ متن میں "ہیں" لکھا ہے اور حاشیے میں درست کر کے "ہے" لکھ دیا گیا ہے۔

۵۴۔ اللہ کی طرف سے مدد اور جلدی فتح یابی۔۔۔ سورۃ الصف: ۱۳ ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی۔

۵۵۔ خاک کو (اس) عالم پاک سے کیا نسبت!

۵۶۔ متن میں "ناہی" لکھا ہے اور بائیں حاشیے میں تصحیح کر کے "نہیں" لکھا گیا ہے۔

۵۷۔ متن میں "پہنچے" لکھا ہے۔ حاشیے میں اصلاح کر کے "پہنچائے" لکھا گیا ہے۔

۵۸۔ یہ رخسار ہے، یا چاند، یا لالے کا سرخ پھول؟ یہ سورج کی کوئی کرن ہے یا دلوں کا آئینہ ہے۔

۵۹۔ متن میں "خواصی" لکھا ہے، دائیں حاشیے میں تصحیح کر کے "خلاصی" لکھا گیا ہے۔

۶۰۔ یہاں (۱۴۲ب) سے مخطوطے کے اختتام تک چھوٹے قط کا قلم استعمال کیا گیا ہے۔

۶۱۔ "ے کا کچھ" کے الفاظ حاشیے میں ایزاد کیے گئے ہیں۔

۶۲۔ متن میں "تھیں" لکھا ہے۔ حاشیے میں تصحیح کر کے "تھے" لکھا گیا ہے۔

۶۳۔ تیرا کوچہ کعبہ ہے یا جنت ارضی، یا گلشن! یہ گلستان ارم ہے یا جنت الماوا!

۶۴۔ اس کے بعد دس بارہ الفاظ پر مشتمل ایک فقرہ ہے جو اس قدر تنگ اور ایک دوسرے سے پیوست حروف میں لکھا گیا ہے کہ پڑھنا محال ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ اس جملے کا اضافہ بعد میں کیا گیا ہے اور جگہ کی تنگی کے باعث الفاظ ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے ہیں۔

۶۵۔ "زلیخا موصوف" کے الفاظ کا اضافہ حاشیے میں کیا گیا ہے۔

فرہنگ

مخففات:

آصفیہ: فرہنگِ آصفیہ

نور: نوراللغات

کشوری: لغاتِ کشوری

اوکسفرڈ: اوکسفرڈ اردو انگریزی لغت

کلاسیکی: کلاسیکی ادب کی فرہنگ

ابل: عربی۔اسم مذکر۔اونٹ شتر۔(کشوری)

اتارو: صفت۔کسی کام کے لیے پرعزم۔(اوکسفرڈ)

اردلی: انگریزی۔orderly۔اسم مذکر۔سواری کے ساتھ چلنے والے سپاہی۔جلوسِ سواری۔(آصفیہ)

ارژنگ: فارسی۔اسم مذکر۔ایک نقاش کا نام جو شہر چین میں رہتا تھا۔وہ کتاب جس میں بہت تصویریں ہوں۔(کشوری)

ارنا: ہندی۔اسم مذکر۔جنگل میں گائے بھینس کا گوبر جو خود بخود اصلی حالت پر سوکھ جاتا ہے،اپلا۔یا ایک قسم کا جنگلی بھینسا،جسے بن سونڈ کا ہاتھی بھی کہتے ہیں۔(آصفیہ)

اشراف: عربی۔اسم مذکر۔امیر زادہ۔عالی نسب۔رئیس۔(آصفیہ)

اشفاق: عربی۔شفقت کی جمع۔مہربانیاں۔عنایتیں۔(کشوری،نور)

اصیل: عربی۔صفت۔اچھی نسل والا،شریف ۲۔عمدہ لوہے کی تلوار۔(آصفیہ)

الحال: عربی۔تابع فعل۔اب،ابھی،بردست۔(آصفیہ)

الم نشرح ہونا: اردو۔فعل لازم۔ظاہر ہونا۔مشہور ہونا۔(آصفیہ)

الوان: عربی۔اسم مذکر۔جمع لون بمعنی رنگ۔۲:اردو۔پشمینہ۔اونی چادر جس پر کام بنا کے دوشالے،رومال تیار کرتے ہیں۔(کشوری،نور)

الا: عربی۔حرف استثنا۔لیکن۔بجز نہیں تو۔(نور،کشوری)

امروز: فارسی۔آج کا دن۔(کشوری)

انار: فارسی۔اسم مذکر۔ایک قسم کی آتشبازی۔(آصفیہ)

اندارا: ہندی۔اسم مذکر۔بہت چوڑا اور عمیق کنواں۔(آصفیہ)

انصرام: عربی۔اسم مذکر۔بندوبست۔انتظام۔(آصفیہ)

انقضا: عربی۔اسم مذکر۔گزرنا۔پورا ہونا۔(آصفیہ)

انگشتِ حیرت بدہان: فارسی (انگشت در دہان ماندن)۔بمعنی حیرت (یا تاسف) سے دانتوں میں انگلی دبا لینا۔(کشوری)

انگلش/انگلس: انگریزی۔اسم مؤنث۔پنشن، وثیقہ، وہ تنخواہ جو ایام ملازمت کی کارگزاری کے صلے میں گورنمنٹ سے اپاہج یا بوڑھا ہوجانے پر ملتی ہے۔(آصفیہ)

آخرش: فارسی۔تابع فعل۔انجام کار۔آخر کار۔الغرض۔(آصفیہ)

بان بردار: اردو۔اسم مذکر۔وہ شخص جو ہاتھی کی سواری کے وقت ہاتھی کے بگڑ جانے کے اندیشے سے خدنگے، خواہ ہوائیاں، اپنے ہمراہ لے کر ہاتھی کے ساتھ ساتھ چلے۔آصفیہ۔

بانات/باناتی: ہندی۔ایک قسم کا اونی کپڑا جو نہایت دبیز اور گرم ہوتا ہے۔(آصفیہ)

بان: ہندی۔اسم مذکر۔وہ خدنگ جو فیل بان ہاتھی کے ڈرانے کے واسطے، بان داروں کے پاس بروقت سواری رکھوا دیتے تھے۔ ۲: ایک قسم کی ہوائی جو اگلے زمانے کی لڑائیوں میں دشمن کی طرف چھوڑا کرتے تھے۔(آصفیہ)

بتی دکھانا: ہندی۔فعل متعدی۔توپ یا بندوق چھوڑنا۔آگ دینا۔(آصفیہ)

بتی: ہندی۔اسم مؤنث۔توپ یا بندوق سر کرنے کا فتیلہ۔(آصفیہ)

بجرا/بجرہ: انگریزی۔Budgerow۔اسم مذکر۔ایک متوسط درجے کی گول اور خوش نما کشتی جس میں امیر لوگ بیٹھ کر دریا کی سیر کرتے ہیں۔(آصفیہ)

بچالی: ہندی۔اسم مؤنث (پورب)۔ایک قسم کی گھاس جو گھوڑے کے تھان پر بچھائی جاتی ہے۔(آصفیہ)

بخیہ: فارسی۔اسم مذکر۔مضبوط سیون۔دوہرا یا پکا ٹانکا۔(آصفیہ)

بدعت: عربی۔اسم مؤنث۔ظلم۔تشدد۔سختی۔(نور)

بدون: فارسی/عربی۔حرف استثنا۔بغیر۔ماسوا۔بجز۔(آصفیہ)

برج: عربی۔اسم مذکر۔گنبد۔غبارہ۔کسی سیارے کا مقام۔(آصفیہ)

برچھی: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک چھوٹا بھالا، جس کا پھل چھوٹا ہوتا ہے۔نیزہ۔(آصفیہ)

بردہ: اسم صفت۔تباہ شدہ۔برباد شدہ۔(اوکسفرڈ)

بست: فارسی۔بیس کا عدد۔(کشوری)

بسیار: فارسی۔بہت۔(کشوری)

بعدہٗ: عربی۔اس کے بعد۔(کشوری)

بگھی/بگی: انگریزی۔اسم مؤنث۔گھوڑا گاڑی۔دو یا چار پہیوں کی گاڑی۔(نور)

بمجرد: فارسی۔فوراً۔جھٹ۔(کشوری)

بنابر: فارسی۔اس لیے۔اسی سبب۔(کشوری)

بوچہ/بوچا: ہوادار، نام جھام، ایک قسم کی امیروں کی سواری، جسے کہار اٹھاتے ہیں۔(آصفیہ)

بہری: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک شکاری پرندے کا نام جو اکثر کبوتروں کا شکار کیا کرتا ہے۔بعض ترکی لغات میں یہ لفظ حائے حطی سے پایا جاتا ہے۔(آصفیہ)

بہل: ہندی۔اسم مؤنث۔بیلوں کی گاڑی جس کو بہلی بھی کہتے ہیں۔(نور)

بہیر: ہندی۔اسم مؤنث۔فوج کے پیچھے پیچھے جو سائیس اور شاگرد پیشہ افراد کی قطار جاتی ہے۔اس میں فوجی آدمیوں کی بیویاں اور ہر قسم کے دکاندار بھی داخل ہیں۔(آصفیہ)

بھالا: ہندی۔اسم مذکر۔برچھا، بلم، نیزہ۔(آصفیہ)

بھنگیرن: ہندی۔اسم مؤنث۔ساقن، وہ عورت جو نشہ بازوں کو حقہ یا بھنگ وغیرہ پلاتی ہے۔(آصفیہ۔)

بھیرویں اڑانا یا گانا: فعل لازم۔خوشی کے گیت گانا۔(آصفیہ)

بھیرویں: ہندی۔اسم مؤنث۔بھیروں راگ کی پانچ راگنیوں میں سے ایک راگنی کا نام۔(آصفیہ)

تین انگریزی: ہندی۔اسم مؤنث۔تنتری،ستار یا طنبورے کی وضع کا ایک باجا،جس میں دونوں طرف تونبے ہوتے ہیں۔(آصفیہ)

پاجی: فارسی۔صفت۔کمینہ۔فرومایہ۔رذیل۔بدذات۔(آصفیہ)

پارچہ: فارسی۔اسم مذکر۔کپڑا لتہ۔پوشاک۔لباس۔ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔(آصفیہ)

پالکی: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی خم دار ڈنڈوں کی ڈولی۔(آصفیہ)

پانزدہم: فارسی۔پندرھواں۔ (کشوری)

پتاپٹی: ہندی۔وہ پردہ یا پوشاک جس میں رنگ برنگ پھول پتے بنے ہوں۔(آصفیہ)

پچرنگی: ہندی،صفت۔پانچ رنگ کی۔(آصفیہ)

پراگندہ: فارسی۔صفت۔منتشر۔تتر بتر۔(آصفیہ)

پڑاقا: اردو۔اسم مذکر۔لکھنؤ۔پٹاخا۔ایک قسم کی آتش بازی ۲:دہلی۔پٹاخے کی آواز۔(آصفیہ)

پنس: اردو۔اسم مؤنث۔پالکی ایک قسم کی امیرانہ سواری جسے کہار لے کر چلتے ہیں،انگریزی لفظ pinnace سے لیا گیا ہے۔پینس یا فنس بھی بولتے ہیں۔(آصفیہ)

پیال: سنسکرت۔اسم مذکر۔پورب،لکھنؤ۔دھان یا کودوں کا بھس جس کو بچھا کر اکثر غریب لوگ جاڑوں میں سوتے ہیں۔پرال۔(نور،آصفیہ)

تا عمر ے: تابع فعل۔تا بہ حیات۔جیتے جی۔

تال: ہندی۔اسم مذکر۔تالاب۔(آصفیہ)

تام جان/تام جھام: ہندی۔اسم مذکر۔ایک قسم کی پالکی۔(آصفیہ)

تشنہ و گرسنہ: فارسی۔پیاسا اور بھوکا۔ (کشوری)

تغما: اردو۔اسم مذکر۔نشانی۔مہر۔ترکی میں صحیح تمغا۔(آصفیہ)

تقرر: عربی۔اسم مذکر۔تعین۔قیام۔(آصفیہ)

تقید: اردو۔اسم مؤنث۔لغوی،قید کرنا۔اصطلاحی،تاکید و تنبیہ(آصفیہ)

تکفین و تدفین: فارسی۔کفن دفن۔ (کشوری)

تلنگا: ہندی۔اسم مذکر۔وہ انگریزی سپاہی جسے انگریزی پوشاک پہنائی جاتی ہے۔(آصفیہ)

توشک خانہ: ترکی/فارسی۔اسم مؤنث۔وہ مکان جہاں اوڑھنے، پہننے یا بچھانے کے کپڑے رکھے جائیں۔ پارچہ خانہ۔(آصفیہ)

ٹاپو: ہندی۔اسم مذکر۔جزیرہ۔۔وہ خشک زمین جو دریا یا سمندر کے بیچ میں ہو۔(آصفیہ)

ٹٹو: ہندی۔اسم مذکر۔چھوٹے قد کا گھوڑا۔(آصفیہ)

ٹکورا: ہندی۔اسم مذکر۔ڈنکا، نوبت کی آواز۔(آصفیہ)

ٹھوکر: ہندی۔اسم مؤنث۔پایہ دار بہل جس میں تابوت وغیرہ رکھتے ہیں۔(نور)

ثمین: عربی۔قیمتی۔گراں بہا۔(کشوری)

جال کرچ: ہندی۔اسم مؤنث۔پیٹی اور تلوار، مع پرتلا۔(نور/آصفیہ)

جڑاؤ: ہندی۔اسم مذکر۔مرصع۔جواہرات سے جڑا ہوا۔(آصفیہ)

جزاکم الله خیرا: عربی۔اللہ آپ کو اس کا اچھا بدلہ دے

جلوی: عربی۔صفت۔منسوب بہ جلوس۔سامانِ جلوس۔شاہی جلوس کے ملازم۔(آصفیہ)

جلوس: عربی۔اسم مذکر۔امیروں اور بادشاہوں کی سواری۔شان وشوکت۔کر وفر۔(آصفیہ)

جمع: عربی۔اسم مذکر۔سرمایہ۔پونجی۔دھن دولت۔(آصفیہ)

جنت الماوا: عربی۔اسم مؤنث۔بہشت۔(نور)

جواہر نگار: فارسی۔صفت۔مرصع۔جڑاؤ۔(آصفیہ)

جوت: ہندی۔اسم مؤنث۔روشنی۔اجالا۔چمک۔(آصفیہ)

جہیز: عربی۔اسم مذکر۔اسباب۔سامان۔(آصفیہ)

جھابر/جھابڑ: ہندی (گنوار)۔اسم مؤنث۔وہ زمین جہاں دلدل ہو۔(آصفیہ)

جھاڑ: ہندی۔اسم مذکر۔بلّور یا آبگینہ کا فانوس، جو امیروں کے مکانوں میں روشنی اور زیبائش کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔(آصفیہ)

جھبا: ہندی۔اسم مذکر۔پھندنا۔(آصفیہ)

جیغہ: ترکی ۔اسم مذکر۔ایک مرصع زیور کا نام جو پگڑی پر باندھا جاتا ہے۔(آصفیہ) یہ دو انچ چوڑی اور چھ انچ لمبی مخمل کی پٹی ہوتی تھی جس پر زری کا کام ہوتا تھا اور سونے کا ایک جڑاؤ پتر اٹکا ہوا ہوتا تھا۔(کلاسیکی)

جُھول: ہندی۔اسم مؤنث۔ہاتھی کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔پوشش حیوانات۔(آصفیہ)

چاہ: فارسی۔اسم مذکر۔کنواں۔(آصفیہ)

چپ: فارسی۔بایاں۔بائیں طرف۔(کشوری)

چپراسی: اردو۔اسم مذکر۔ہرکارہ۔سپاہی۔قاصد۔(آصفیہ)

چرخ: فارسی۔اسم مذکر۔ایک قسم کا شکرہ۔ایک درندے جانور کا نام جو کتوں کو کھا جاتا ہے۔لکڑ بھگا۔ تیندوا۔(آصفیہ)

چکلے دار: اردو۔اسم مذکر۔صوبہ دار۔ناظم علاقہ۔جاگیردار۔داروغہ۔(آصفیہ)

چوبدار: فارسی۔اسم مذکر۔سونٹا بردار۔نقیب۔عصابردار۔وہ نوکر جو سونے چاندی کا خول چڑھا ہوا سونٹا لے کر امیروں کے آگے آگے چلتا ہے۔(آصفیہ)

چوپڑ کا بازار: اردو۔اسم مذکر۔چار راستوں کا بازار، وہ بازار جس کے چاروں طرف دکانیں ہوں۔ (آصفیہ)

چھاتا رچھاتہ رچھتر: ہندی۔اسم مذکر۔بڑی چھتری۔(آصفیہ)

چھکڑا رچھکڑہ: ہندی۔اسم مذکر۔چھ بیلوں کی گاڑی۔(آصفیہ)

چھولداری: اردو۔اسم مؤنث۔سپاہیوں کے رہنے کا چھوٹا سا ڈیرہ۔انگریزی لفظ سولجر سے بنایا گیا ہے۔ (آصفیہ)

چُھرا: ہندی۔اسم مذکر۔چھوٹی چھوٹی گولیاں، جو بندوق میں رکھ کر چھوڑتے ہیں۔(آصفیہ)

چُھرا چلنا: ہندی۔فعل لازم۔سنگریزوں کی بوچھاڑ ہونا۔(آصفیہ)

حبہ: عربی۔اسم مذکر۔قلیل مقدار۔غلے کا دانہ۔(آصفیہ)

خاص بردار: فارسی۔اسم مذکر۔ایک قسم کے سپاہی جو بادشاہ یا امیروں کی سواری کے آگے کندھوں پر بندوقیں رکھ

کے چلتے ہیں۔ (آصفیہ)

خبر گیران: فارسی۔اسم مذکر۔خبر گیر کی جمع۔نگہبان۔محافظ۔دانہ پانی کا خیال رکھنے والے۔ (آصفیہ)

خرمہرہ: فارسی۔اسم مذکر۔ادنیٰ سکہ۔کوڑی۔(آصفیہ)

خر: فارسی۔اسم مذکر۔گدھا۔ (آصفیہ)

خرابی: فارسی۔اسم مؤنث۔تباہی و بربادی۔(آصفیہ)

خرد: فارسی۔صفت۔چھوٹا۔ریزہ۔(کشوری)

خلاصی: اردو۔اسم مذکر۔خیمہ ایستادہ کرنے والے۔(آصفیہ)

خلد الله ملکہم و سلطنتہم: اللہ ہمیشہ ان کی مملکت و سلطنت قائم رکھے۔

خلعت: عربی۔اسم مذکر۔لباس یا جوڑا جو بادشاہوں یا امیروں کے ہاں سے انعام میں دیا جائے۔ (آصفیہ)

خواصی: عربی۔اسم مؤنث۔خدمتگاری۔ملازمت۔ہودج کے پیچھے کی وہ جگہ جہاں امیروں یا رئیسوں کی سواری کے وقت اعلیٰ درجے کا ملازم بیٹھتا ہے۔عماری کی پچھلی بیٹھک۔ (آصفیہ)

خورش: فارسی۔طعام۔خوراک۔(کشوری)

دبدھا: ہندی۔اسم مؤنث۔تذبذب۔شک وشبہ۔(آصفیہ)

درماہہ: فارسی۔اسم مذکر۔تنخواہ۔مشاہرہ۔(آصفیہ)

دریس کرنا: اردو (لشکری) فعل متعدی۔ہموار کرنا، زمین کو برابر کرنا۔ (آصفیہ)

دریس: اردو (لشکری)۔تابع فعل۔لیس۔تیار۔آراستہ۔مرتب۔چوکس۔کیل کانٹے اور وردی سے درست۔(آصفیہ)

دست گاہ/دستگاہ: فارسی۔اسم مؤنث۔قدرت۔طاقت۔مقدور۔مال اسباب۔(آصفیہ)

دغدغہ: اردو۔اسم مذکر۔قمقمہ۔ایک قسم کی چھوٹی قندیل۔روشن۔تاباں۔(آصفیہ)

دفتر: فارسی۔اسم مذکر۔طویل کہانی،قصہ یا رپورٹ۔ (آصفیہ)

دگلا: ہندی۔اسم مؤنث۔لبادہ۔روئی دار انگرکھا۔(آصفیہ)۔

دگلہ: فارسی۔قبا سپاہیوں کی۔(کشوری)

دم دینا: اردو۔فعل متعدی۔فریب دینا۔بہکانا۔(آصفیہ)

دمی: فارسی۔اسم مؤنث۔چھوٹی سی گڑگڑی۔ایک قسم کا چھوٹا حقہ۔(آصفیہ)

دنیوی: عربی۔اسم صفت۔دنیا سے منسوب۔متعلق بہ دنیا۔(آصفیہ)

دوچوبہ: فارسی۔اسم مذکر۔دو چوب کا خیمہ۔(آصفیہ)

دوڑ کرنا/دوڑ مارنا: ہندی۔فعل لازم۔تاخت و تاراج کرنا۔یکا یک حملہ آور ہونا۔نہایت کوشش کرنا۔ (آصفیہ)

دوڑ: ہندی۔اسم مؤنث۔دھاوا۔چڑھائی۔دشمنوں یا مجرموں کی گرفتاری کے لیے شتاب روی۔ (آصفیہ/نور)

دوشالہ: فارسی۔اسم مذکر۔چادر جوڑا۔الوان کی دوہر پشمینہ کی چادر کا جوڑا۔(آصفیہ)

دہل: اسم مذکر۔طبل۔(اوکسفرڈ)

دھانی: ہندی۔اسم مؤنث۔ہلکا سبز رنگ۔زردی مائل سبز رنگ۔(آصفیہ)

دھایا/دھاوا: ہندی۔اسم مؤنث۔ہلا۔یورش۔چڑھائی۔(آصفیہ)

دھمادھم: ہندی۔اسم مؤنث۔کودنے اور گرنے کی آواز، دھواں دھوں مارنے کی آواز، متواتر گھونسا اور مکے کی آواز۔(آصفیہ)

دیوارگیری: اردو۔اسم مؤنث۔وہ مشجر کپڑا جو دیواروں پر خوش نمائی کے واسطے لگاتے ہیں۔نیز کپڑے کی منڈھی ہوئی دیوار، یا وہ کپڑا جو دکاندار ریشت کی حفاظت کے واسطے ٹھڑے کی دیوار پر لگا دیتے ہیں۔ (آصفیہ)

ڈاک: ہندی۔گھوڑے یا پالکی وغیرہ کی چوکی۔جا بجا انتظام سواری۔(آصفیہ)

ڈالی: ہندی۔اسم مؤنث۔دو شاخوں کی ٹوکری جس میں پھول یا میوہ وغیرہ سجا کر امیروں اور سرداروں کی نذر کرتے ہیں۔(آصفیہ)

ڈنکنی: ہندی۔اسم مؤنث۔ڈائن۔(آصفیہ)

ڈیرا: ہندی۔اسم مذکر۔تنبو، کپڑے کا گھر۔خرگاہ۔پال۔بے چوبہ۔(آصفیہ)

ڈیوڑھی: ہندی۔اسم مؤنث۔دہلیز۔آستانہ۔دربارداری۔رئیسوں یا امیروں کے ہاں کی آمدورفت۔ (آصفیہ)

راتب: عربی۔اسم مذکر۔روزمرہ کی معمولی خوراک۔روزینہ۔وظیفہ۔گھوڑے کا معمول کے علاوہ دانا۔(آصفیہ)

راس: عربی۔اسم مذکر۔مویشی یا جانور کا سر۔وہ لفظ جو مویشی کی تعداد کے ساتھ آتا ہے۔(آصفیہ)

راست: فارسی۔دایاں۔دائیں طرف۔(کشوری)

رانڈ: ہندی۔اسم مؤنث۔بیوہ عورت۔(آصفیہ)

رتھ: ہندی۔اسم مذکر و مؤنث۔ایک قسم کی دیسی گاڑی جس کے اوپر برجی سی بنی ہوتی ہے۔ایک قسم کی عمدہ سواری۔(آصفیہ)

رسالہ: عربی۔اسم مذکر۔آٹھ سو یا ہزار سواروں کا دستہ۔(آصفیہ)

رنجک: ہندی۔اسم مؤنث۔بارود جو بندوق یا توپ کے پیالے میں آگ دینے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ (آصفیہ)

رند: اردو (لکھنؤ)۔اسم مذکر۔دیوار قلعہ یا شہر پناہ کے وہ موکھے جو غنیم پر اندر سے بندوقیں چلانے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔(آصفیہ)

رنگ آمیزی: فارسی۔اسم مؤنث۔رنگ سازی۔گل کاری۔نقاشی۔عبارت آرائی۔(آصفیہ)

روا روی: اردو۔اسم مؤنث۔جلدی۔بھاگا بھاگ۔گھبراہٹ۔ہڑبڑاہٹ۔ہلچل۔بھاگڑ۔(آصفیہ)

روشن چوکی: اردو۔اسم مؤنث۔چار آدمیوں کا گروہ جو دلہا یا بادشاہ کی سواری کے ساتھ نفیری یا طبلہ بجاتے ہوئے چلتا ہے۔ایک قسم کی باجے والوں کی چوکی۔(آصفیہ)

زرتار: فارسی۔صفت۔وہ چیز جو سونے کے تاروں سے بنائی گئی ہو۔(نور)

زردوزی: فارسی۔اسم مؤنث۔کارچوبی۔کامدانی۔چکن کا کام۔(آصفیہ)

زنبورچی: فارسی۔اسم مؤنث۔بندوقچی۔زنبور چلانے والا۔(آصفیہ)

زنبورک: فارسی۔اسم مؤنث۔چھوٹی توپ۔(آصفیہ)

زین: فارسی۔اسم مذکر۔کاٹھی۔(آصفیہ)

سارنگ: سنسکرت۔اسم مذکر۔دیپک کی ایک راگنی کا نام۔(آصفیہ)

ست کھنڈا: لکھنؤ کی ایک لاجواب عمارت جسے محمد علی شاہ کے عہد میں تعمیر کیا گیا تھا۔اس کے آثار محمد اکرام چغتائی کے بقول اب بھی موجود ہیں۔عبدالحلیم شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بابل کے مینار یا وہاں کے ہوائی باغ کی طرح محرابوں کے مدور حلقوں پر تعمیر کی جارہی تھی۔ایک حلقے پر دوسرا حلقہ قائم ہوتا تھا۔ارادہ تھا کہ اسے سات منزلوں تک بلند کر کے ایک ایسا اونچا برج بنایا جائے گا جس کے اوپر سے سارا لکھنؤ اور اس کے اردگرد کی فضا نظر آئے۔اسی لیے اس کا نام ست کھنڈا قرار دیا گیا تھا لیکن ابھی اس کی پانچ منزلیں ہی بنی تھیں کہ محمد علی شاہ ۱۸۴۲ء میں انتقال کر گئے اور یہ عمارت نامکمل رہ گئی۔(مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۹۱)

ستی ہونا: ہندی۔فعل لازم۔مرے ہوئے خاوند کی چتا میں زندہ جل کر مرنا۔(آصفیہ)

سرپیچ: فارسی۔اسم مذکر۔پگڑی۔پگڑی کے اوپر کا چھوٹا سا کپڑا۔ایک قسم کا زیور جو پگڑی میں باندھتے ہیں۔جیغہ۔(آصفیہ)

سررشتہ: فارسی۔اسم مذکر۔دفتر حسابی۔(کشوری)

سکھ پال: ہندی۔اسم مذکر۔ ایک قسم کی زنانہ پالکی۔(آصفیہ)

سلح: عربی۔اسم مذکر۔آلۂ حرب۔ہتھیار۔(آصفیہ)

سیاہ گوش: فارسی۔اسم مذکر۔ایک درندہ جو کتے سے چھوٹا اور بلی سے بڑا ہوتا ہے، دونوں کان سیاہ اور نوک دار ہوتے ہیں۔چھوٹے سے جانور کا نام جسے امیر لوگ شکار کے واسطے رکھتے ہیں۔چیتے کی قسم۔بن بلاؤ۔(کشوری/آصفیہ)

سیزدہم: فارسی۔صفت۔تیرھواں۔(نور)

سے: ہندی۔صفت۔سو۔صد۔(آصفیہ)

شانزدہم: فارسی۔ سولھواں۔

شترسوار: فارسی۔ اسم مذکر۔ سانڈنی سوار۔ وہ اردلی جو اونٹ پر سوار ساتھ ہو۔ قاصد۔ (آصفیہ)

شست: فارسی۔ اسم مؤنث۔ ہڈی یا بالوں کا چھلا جو تیز انداز اپنے انگوٹھے میں رکھتے ہیں۔ ہدف۔ نشانہ۔ (آصفیہ)

شناوری: فارسی۔ پانی میں تیرنا۔ (کشوری)

شہدے: عربی۔ اسم مذکر۔ بدنام و ننگ۔ بازاری آدمی۔ اوباش۔ (آصفیہ) ایک فرقہ جو اکثر ننگے سر ننگے پاؤں رہتا اور شادیوں میں عروس کا پلنگ اٹھاتا تھا۔ یہ فرقہ گالی گلوچ میں مشہور تھا۔ (نور) یہاں مفلس کے معنی میں آیا ہے۔

شہرپناہ: فارسی۔ اسم مؤنث۔ فصیلِ شہر۔ شہر کی چاردیواری۔ (آصفیہ)

شیدی: فارسی۔ اسم مذکر۔ حبشیوں کا لقب ہے۔ (نور)

صباح: عربی۔ اسم مؤنث۔ صبح کا تڑکا۔ بھور۔ فجر۔ (آصفیہ)

ضربِ توپ: عربی۔ اسم مؤنث۔ توپ کا شمار ظاہر کرنے کا عدد۔ (آصفیہ)

ضریحِ تحسین: عربی۔ اسم مؤنث۔ وہ چھوٹا سا کار چوبی تعزیہ، جو نہایت مغرق اور ہمیشہ کے واسطے بنا کر رکھ چھوڑتے ہیں۔ (آصفیہ)

طرح: عربی۔ اسم مؤنث۔ طرز۔ طور۔ طریقہ۔ (آصفیہ)

طعمہ: عربی۔ اسم مذکر۔ رزق۔ لقمہ۔ نوالہ۔ (آصفیہ)

طلائی: عربی۔ صفت۔ زرّیں۔ سنہرا۔ (آصفیہ)

طنبورا: تونبڑا کا معرب۔ ایک قسم کے ستار کا نام جس میں تونبا لگایا جاتا ہے۔ (آصفیہ)

عاصی: عربی۔ اسم مذکر۔ نافرمان۔ گناہ گار۔ مجرم۔ (آصفیہ)

عرق گیر: عربی و فارسی۔ اسم مذکر۔ پالان۔ (آصفیہ)

عشرِ عشیر: عربی۔ صفت۔ دسویں حصے کا دسواں حصہ۔ قلیل مقدار۔ (آصفیہ)

عماری: عربی۔ اسم مؤنث۔ ہاتھی کا ہودہ، جو اس کی پیٹھ پر بیٹھنے کے لیے رکھتے ہیں۔ (آصفیہ)

عوضی: عربی۔اسم مذکر۔قائم مقام۔عوضِ خدمت۔(آصفیہ)

غایات: غایت کی جمع۔عربی۔صفت۔نہایت۔ازحد۔بہت۔(آصفیہ)

غرہ: عربی۔اسم مذکر۔چاند کی پہلی تاریخ۔(کشوری)

غصب: اردو۔فعل متعدی۔زوریا زبردستی سے چھین لینا۔(آصفیہ)

غُلّہ: اردو۔اسم مذکر۔مخفف غلولہ، گولی، بُندُقہ (آصفیہ)۔

فربہ: فارسی۔صفت۔موٹا۔تنومند۔(آصفیہ)

فرش: عربی۔اسم مذکر۔بساط۔بچھونا۔بستر۔غالیچہ۔قالین۔دری۔(آصفیہ)

فرق: عربی۔اسم مذکر۔فاصلہ۔شناخت۔(آصفیہ)

فروکش ہونا: اردو۔فعل لازم۔بسیرا کرنا۔مقام کرنا۔رات بھر ٹھہرنا۔(آصفیہ)

فوتی: عربی وفارسی۔صفت۔فوت شدہ۔مرا ہوا۔متوفی۔(آصفیہ)

فوج دار: عربی وفارسی۔اسم مذکر۔فوج کا افسر۔کوتوال۔وہ شخص جو بادشاہ کی سواری میں ہاتھی پر آگے بیٹھے۔ ایسے لوگوں کا خطاب فوج دار خان ہوتا تھا۔(آصفیہ)

قرنا: عربی وفارسی۔اسم مذکر۔سینگ کا بگل۔(آصفیہ) اصل میں قرنا۔(نور)

قلابے: عربی۔حلقے۔(کشوری)

قلعہ: عربی وفارسی۔ایک قسم کی آتش بازی جس میں پٹاخے ہوتے ہیں۔(نور)

قنات: ترکی۔اسم مؤنث۔وہ کپڑے کی دیوار یا پردہ جو خیمے کے چاروں طرف لگاتے ہیں۔(آصفیہ)

کارد: فارسی۔اسم مذکر۔چاقو۔چھری۔چھرا۔(آصفیہ)

کام دار: اردو۔اسم مذکر۔زری یا ریشم کا کام کیا ہوا۔(آصفیہ)

کنجڑن: ہندی (لکھنؤ)۔اسم مؤنث۔کاچھن۔ترکاری بیچنے والی عورت۔(آصفیہ)

کنجڑیا: ہندی (لکھنؤ)۔اسم مذکر۔کاچھی۔سبزی بیچنے والا۔ترکاری فروش۔(آصفیہ)

کتی: ہندی۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی تلوار۔سروہی۔نیمچہ۔(آصفیہ) جس کی نوک کسی قدر مڑی ہوئی ہوتی ہے۔(نور)

کٹڑا: ہندی۔اسم مذکر۔چھوٹا سا کوچہ۔زمین کا چھوٹا سا آباد قطعہ۔محلہ۔باڑا۔احاطہ۔منڈی۔چوک۔ (آصفیہ)

کرچ: مالاباری۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی لمبی تلوار جو اکثر فوجی افسروں کے پاس ہوتی ہے۔(آصفیہ)

کڑوں کی عمارت: ہندی۔لکھنؤ۔لداؤ کی عمارت۔گول ڈاٹ جو صرف اینٹ، چونے اور پتھر سے بنائیں اور لکڑی استعمال نہ ہو۔(نور)

کڑیاں: کڑی کی جمع۔ہندی۔صفت۔آہنی حلقہ۔(آصفیہ)۔متن میں لکڑی کے بالوں کے معنی میں استعمال ہوا ہے جو چھت بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

گگر: ہندی۔اسم مؤنث۔کنارہ۔حاشیہ۔(نور)

کلابتوں: ترکی۔مذکر۔چاندی یا سونے کا تار جو ریشم یا سوت کی ڈوری پر لپیٹتے ہیں۔(نور)

کلاں: فارسی۔صفت۔بڑا۔کبرسن۔لمبا۔وسیع۔فراخ۔(آصفیہ)

کلغی: اردو۔اسم مؤنث۔ایک خاص پرندے کے خوش نما پر جنھیں بادشاہ لوگ اپنے تاج یا ٹوپی اور پگڑی پر رزم و بزم میں لگا لیتے ہیں۔(آصفیہ)

کمربستہ: فارسی۔صفت۔تیار۔لیس۔مستعد، حاضر۔ہتھیار بند۔مسلح۔رخادم۔نوکر۔(آصفیہ)

کنول: ہندی۔اسم مذکر۔قمقمہ۔ایک سرخ کاغذ یا ابرق کا پھول جس میں موم بتی جلا کر بھادوں کے مہینے میں جمعرات کے روز عوام خواجہ خضر کے نام پانی میں بہا دیتے تھے۔شیشے کے ایک طرف کا نام جس میں شمع روشن کرتے ہیں۔ (آصفیہ)

کوس: ہندی۔اسم مذکر۔فرسنگ۔راستے کی ایک معین حد کا نام جس کی مقدار بعض کے نزدیک چار ہزار گز اور بعض کے تین ہزار گز ہے۔یہ گز سولہ گرہ کا ہے۔وہ پتھر یا نشان جو ہر فرسنگ کی مقدار پر بنا دیتے ہیں۔(آصفیہ)

کھاٹ: ہندی۔اسم مؤنث۔چارپائی۔پلنگ۔پلنگڑی۔ (آصفیہ)

کھاروہ: ہندی۔اسم مذکر۔ایک قسم کا سرخ موٹا کپڑا جو اکثر پردوں یا پاجاموں یا ستوں کی لنگیوں کے کام آتا ہے۔(آصفیہ)

گابرا/گھابرا: ہندی۔اسم مذکر۔گھبرایا ہوا۔(نور)

گارد: اردو۔اسم مذکر۔سنتری، پہرے دار، لشکر کے گرد گشت کرنے والا گروہ مع افسر۔guard کا بگڑا ہوا تلفظ۔(آصفیہ)

گاڑھا: ہندی۔صفت۔جنگی اور مست ہاتھی۔تانیث گاڑھی۔(آصفیہ)

گڈھی/گڑھی: ہندی۔اسم مؤنث۔چھوٹا قلعہ۔کوٹ۔(آصفیہ)

گراب/گراپ: اردو۔اسم مذکر۔وہ توپ کا گولہ جس میں بہت سی گولیاں، چھرا وغیرہ بھرا ہوتا ہے۔ انگریزی لفظ Grape بمعنی چھرا سے۔(آصفیہ)

گسائیں: ہندی۔اسم مذکر۔گوسائیں کا مخفف۔گایوں کا مالک۔گھوسی۔۲:سنیاسی۔جوگی۔سائیں۔ مہنت۔۳:ہندو درویشوں کا تعظیمی خطاب۔(آصفیہ)

گگری: ہندی۔اسم مؤنث۔گاگر کا مخفف۔پانی رکھنے کا پیتل یا تانبے کا برتن۔(آصفیہ)

گنڈا: ہندی۔اسم مذکر۔کوڑیوں اور گھنگروں وغیرہ کا حلقہ، جو جانور کے گلے میں ڈالتے ہیں۔(آصفیہ)

گنگا جمنی: ہندی۔صفت۔دورنگا۔سونے اور چاندی کا بنا ہوا یا وہ چیز جس پر چاندی اور سونے کا کام ہو۔ایک قسم کا کان کا زیور۔(آصفیہ)

گنوار: ہندی۔اسم مذکر۔گاؤں وال۔دہقان۔گاؤں کا رہنے والا۔(آصفیہ)

گودڑ: ہندی۔اسم مذکر۔پھٹا پرانا کپڑا۔دھجیاں۔چیتھڑے۔(آصفیہ)

گونا: ہندی۔اسم مذکر۔دلہن کو وداع کر کے گھر لانا۔شب عروسی۔(آصفیہ)

گھابرا: ہندی۔صفت۔گھبرایا ہوا۔(اثر)

گھڑی: ہندی۔اسم مؤنث۔رات دن کا ساٹھواں حصہ۔۲۴ منٹ کا وقفہ۔(آصفیہ)

گھوسی: ہندی۔اسم مذکر۔مسلمان گوالا، گائے بھینس رکھنے، چرانے اور ان کا دودھ بیچنے والا۔پنجاب: گھسیارا۔(آصفیہ)

لچکہ/لچکا: ہندی۔اسم مذکر۔کشتی، بجرا۔(آصفیہ)

لکھوکھا: ہندی۔کئی لاکھ۔

لین: انگریزی line۔اسم مؤنث۔چھاؤنی کیمپ۔لشکرگاہ۔فوجی پڑاؤ۔(آصفیہ)

مات: ہندی۔اسم مؤنث۔ماترا کا مخفف۔(آصفیہ)

ماہی مراتب: فارسی۔اسم مذکر۔وہ اعزازی نشان جو بادشاہوں کی سواری کے آگے آگے ہاتھیوں پر چلتے ہیں۔ (آصفیہ)

ماہیان بے آب: فارسی۔مچھلیاں جو پانی سے باہر ہوں۔مجازاً بے قرار۔بے چین۔تڑپتے ہوئے۔

متمرد: عربی۔صفت۔سرکش۔نافرمان۔باغی۔(آصفیہ)

محل: اردو۔اسم مؤنث۔بیگم۔رانی۔ملکہ۔(آصفیہ)

مخلّع: عربی۔صفت۔خلعت دیا گیا۔(کشوری)

مخمل: عربی۔اسم مؤنث۔نہایت نرم وملائم کپڑے کا نام۔(آصفیہ)

مراۃ: عربی۔اسم مذکر۔آئینہ۔(آصفیہ)

مرخص: عربی۔صفت۔رخصت کیا گیا۔روانہ کیا گیا۔(آصفیہ)

مردنگی: ہندی۔مؤنث۔ایک قسم کا شیشے کا فانوس جس پر شمع کو روشن کر کے رکھ دیتے ہیں۔(نور)

مردہا/مردھا: اردو۔اسم مذکر۔ایک ادنیٰ قوم جیسے بادشاہی مردھے جو پیادوں کا کام کرتے تھے۔اصل میں میردہ تھا یعنی سردارِ دہ۔(آصفیہ)

مرسولہ: عربی۔غلط العام۔بمعنی بھیجا گیا۔درست لفظ مرسل یا مرسلہ ہیں۔(کشوری)

مروارید: فارسی۔اسم مذکر۔موتی۔دُر۔گوہر۔(آصفیہ)

مشرّف: عربی۔صفت۔شرف دیا گیا۔عزت دیا گیا۔(آصفیہ)

مصاحب: عربی۔اسم مذکر۔ساتھی۔جلیس۔ہم نشین۔(آصفیہ)

مغرق: عربی۔صفت۔جگمگاتا ہوا۔سونے یا چاندی میں لپا ہوا۔(آصفیہ)

ملتمس: عربی۔اسم مذکر۔التماس کرنے والا۔(آصفیہ)

مندرج: عربی۔صفت۔درج کیا ہوا۔لکھا گیا۔(آصفیہ)

مندیل: عربی۔اسم مؤنث۔رومال۔کمر کا پٹکا یا پیٹی۔طلائی پگڑی۔دستار۔عمامہ۔شملہ۔(آصفیہ) لکھنؤ

میں خاص قسم کی گول ٹوپی کو مندیل کہتے تھے۔ شرر نے گزشتہ لکھنؤ میں لکھا ہے کہ اس کی قطع ڈفلی کی سی ہوتی تھی اور اکثر کارچوب کے کام کی پسند کی جاتی تھی۔ یہ ٹوپی اس قدر مقبولیت حاصل کر گئی تھی کہ اسے پہنے بغیر کوئی شخص بادشاہوں اور شہزادوں کے سامنے نہیں جا سکتا تھا۔ (مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۲۳۳)۔

منزل: عربی۔ اسم مؤنث۔ جائے نزول۔ اترنے کی جگہ۔ ایک دن کا سفر۔ مکان کا درجہ۔ جیسے دو منزل کا مکان۔ (آصفیہ)

منش: فارسی۔ اسم مؤنث۔ خو۔ طبیعت۔ مزاج۔ (آصفیہ)

مورچھل: ہندی۔ اسم مذکر۔ مور کے پروں کا چنور جو اکثر بادشاہوں یا راجاؤں کے سر پر ہلایا جاتا تھا۔ (آصفیہ)

موہوم: عربی۔ صفت۔ وہمی۔ خیالی۔ قیاسی۔ (آصفیہ)

مہاجن: ہندی۔ اسم مذکر۔ ساہوکار۔ ہنڈی وال۔ سوداگر۔ خزانچی (آصفیہ)

مہار: فارسی۔ اسم مؤنث۔ اونٹ کی نکیل۔ (آصفیہ)

مہتاب/مہتابی: فارسی۔ اسم مؤنث۔ ایک قسم کی آتش بازی جس کی روشنی نیلگوں ہوتی ہے۔ (آصفیہ)

میخ: فارسی۔ اسم مؤنث۔ کیل۔ کھونٹا۔ چوب۔ (آصفیہ)

نامی: فارسی۔ صفت۔ مشہور و معروف۔ (آصفیہ)

نان پز: فارسی۔ اسم مذکر۔ روٹی پکانے والا۔ بھٹیارا۔ (آصفیہ)

نان شبینہ: فارسی۔ رات کا کھانا۔

ناہنجار: فارسی۔ صفت۔ بدذات۔ بداصل۔ (کشوری)

نجیب: اردو۔ اسم مذکر۔ ہندوستانی سپاہی جن کی اکثر نیلی وردی ہوتی تھی اور وہ چوکی، پہرے یا دربانی کا کام کیا کرتے تھے۔ (آصفیہ)

نشان بردار: فارسی۔ اسم مذکر۔ جھنڈا لے کر چلنے والا۔ (آصفیہ)

نعلین: عربی۔اسم مذکر۔دونوں جوتیاں۔جوتیوں کا جوڑا۔(آصفیہ)

نقارہ: فارسی۔اسم مذکر۔طبل۔دمامہ۔(آصفیہ)

نقرئی: عربی۔صفت۔چاندی کا۔روپہلی۔سفید۔(آصفیہ)

نمگیرہ: فارسی۔اسم مذکر۔وہ کپڑا جو اوس کی نمی سے محفوظ رہنے کے لیے پلنگ پر چھت گیری کی طرح لگایا جاتا تھا۔ترپال۔سائبان۔(آصفیہ)

نونگی: جس میں نو نگینے جڑے ہوں۔

نوبت: فارسی۔اسم مؤنث۔نقارہ۔ڈنکا۔پہلے بادشاہوں کے وقت دستور تھا کہ صبح سویرے اور شام کو نوبت بجا کرتی تھی۔(آصفیہ)

نیوش: فارسی۔صفت۔سننے والا۔(نور)

والا جاہ: فارسی۔صفت۔بلند مرتبہ۔(آصفیہ)

واہیات: عربی۔اسم مؤنث۔واہی کی جمع۔بیہودہ اور لغو باتیں۔خرافات۔(آصفیہ)

وثیقہ دار: عربی۔اسم مذکر۔مالکِ وثیقہ۔وہ شخص جس کا روپیہ گورنمنٹ میں بد امانت جمع ہو اور اس کا منافع اسے دیا جائے۔(آصفیہ) تنخواہ دار کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

وثیقہ: عربی۔اسم مذکر لکھنؤ میں وہ روپیہ جو کسی غیر مذہب سے بطور منافع نقد روپیہ کے لیا جائے؛ جیسے پرومیسری نوٹ کی آمدنی۔(آصفیہ)

وردی بجنا: اردو۔فعل لازم۔صبح یا شام کی نوبت ،بادشاہوں کے دروازوں یا لشکروں میں بجنا۔(آصفیہ)

ہانڈی: ہندی۔اسم مؤنث۔ظرف آبگینہ جس میں روشنی کرتے تھے۔(آصفیہ)

ہجدہم: فارسی۔اٹھارواں۔

ہرکارہ: فارسی۔اسم مذکر۔نامہ بر۔قاصد۔(آصفیہ)

ہفدہم: فارسی۔سترھواں۔

ہمگی: فارسی۔صفت۔تمام۔سب کا سب۔(آصفیہ)

ہوائیاں: اردو۔اسم مؤنث۔ایک قسم کی آتش بازی جسے خدنگ یا تنگا بھی کہتے ہیں۔(آصفیہ)

ہودج: عربی۔اسم مذکر۔عماری۔ہودہ۔اونٹ کا کجاوہ جس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں۔(آصفیہ)

ہولنا: ہندی۔فعل متعدی۔ہاتھی کو چلانا۔(آصفیہ)

ہویدا: فارسی۔صفت۔ظاہر۔روشن۔عیاں۔واضح۔(آصفیہ)

یارا: فارسی۔اسم مذکر۔تاب۔مجال۔طاقت۔(آصفیہ)

یک شنبہ: فارسی۔اسم مذکر۔اتوار۔(آصفیہ)